

جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۲ دواہ

# بَحَارُ الْاِخْوَارِ

مُلا مُحَمَّد بَاقرِ مَجلیسِ رَحْمَتِ

ترجمہ

عَلَامَةُ عَصْرِ مَفْتِي پَسِيدِ طَيْبِ اَنْعَامِ المَوْسُوئِی الْحَسَنِی الْبَحْرَانِی دَامَ اَمْنُهُ

در حالات

امام حسین علیہ السلام

مَحْفُوظ بَنْکِ اَبْنِیسی

امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۴۲۴۲۸۶

# مجموعہ حقوق بحق نامہ شہر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

بار اول

ناشر (۱۹۸۱) مولانا محمد امجد علی صاحب

مطبع سندھ آئٹس پرنٹرز

قیمت قسم اول

## تصدیق صحیح ترین بیانات قرآنی

کتاب

### بجای الاصول

میں نے کتاب ہذا میں آیات قرآنی کو حرفاً حرفاً پورے خود  
تعمیراً ہی سے دیکھا اور یہ سچا ہے جس میں تصدیق کرنا یوں کہ ان آیات میں کوئی  
کمی و بیشی اور کتب میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا محمد امجد علی صاحب

سند یافتہ

امام نالک صاحب مسجد  
ڈاک سٹیشن نمبر ۱۱۱۱۱۱۱۱

کراچی

# فہرست مطالب

۴۹	خطبہ حضرت سجادؓ پر ابن مہینہ	باب	۱
۵۰	سید سجادؓ کی گریہ و زاری	تفصیل پر شہادت فرزند ان مسلم بن عقیل	۵
۵۲	سید سجادؓ اور ایک سیر مرد کی گفتگو	باب	۱
۵۲	دربار یزید و ابن زیاد	ان واقعات میں جو اہمیت پر بوشہادت واقع ہوئے	۱۱
۵۳	لاش امامؓ پر شیر کا آنا	خطبہ حضرت زینبؓ	۱۲
۵۵	مجلس میں تبرک کی ابتداء	خطبہ حضرت فاطمہ صغریٰؓ	۱۳
۵۶	ثواب زیارت حسین علیہ السلام	خطبہ حضرت ام کلثومؓ	۱۴
۵۶	دربار یزید میں سید سجادؓ کا خطبہ	خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۱۶
۵۹	یزید اور امام زین العابدینؓ کی گفتگو	جناب زینبؓ اور ابن زیاد کی گفتگو - ۱۹-۲۰	۱۹
۵۹	شہر سنج اور شراب کا حکم	یزید بن ارقم کا ابن زیاد کو جھوٹا	۲۰-۲۱
۶۱	رد عہدین کے متعلق حضرت زینبؓ کی پیش گوئی	امام زین العابدینؓ اور ابن زیاد کی گفتگو	۲۱
۶۳	حالات کربلا اور زہا بن پنہبڑ	عبداللہ بن عقیق کی شہادت	۲۳
۶۰	سفیر روم کا واقعہ	زین العابدینؓ اور مرد پیر کی گفتگو	۳۱
۶۲	خون حسینؓ سے دختر بچی کا شفا پانا	دربار یزید میں حضرت زینبؓ کی تقریر	۳۵
۶۴-۶۵	نعت حسینؓ پر جنوں کا نوحہ	مرد بشاری اور فاطمہ صغریٰؓ	۳۸
۶۶	ہند زوہر یزید کا خواب	دربار یزید میں امام زین العابدینؓ کا خطبہ	۴۰
۶۶	جناب ام کلثومؓ کا نوحہ	حضرت سکینہ کا خواب - ۴۲-۴۵	۴۲
۸۰	خیبری چادر اور اہمیت	قصہ کلیسائے حافر	۴۳
۸۱	حضرت سجادؓ علیہ السلام کی تسبیح اور یزید کا اقرار	دربار یزید میں ایک نعراتی کا ایمان لانا	۴۴
	باب	سیر اقدس کے متعلق روایات - ۲۳-۲۶-۲۸	۴۶
۸۸	آسمان وزمین وغیرہ کا گریہ	۶۰-۶۴-۶۸-۱۱۳-۱۱۵	۴۶
۸۹-۹۸	غیم حسینؓ میں فاطمہ زہراؓ کی گریہ و زاری	اہل حرم کی واپسی	۴۶
	باب	اہل حرم کا مدینہ منورہ میں ورود	۴۸

باب ۱

متضمن بر شہادت فرزندانِ مسلم بن عقیل

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امامی میں شیخ اہل کوفہ ابو محمد سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام دو بچوں کو حضرت کے لشکر سے قید کر کے ابن زیاد کے پاس لے گئے، اس معون نے ان معصوموں کو قید خانہ میں بھیجا اور دار و دار و قدر زنداں سے کہا کہ گرم کھانا اور سرد پانی ان کو نہ دینا اور ایذا اور سختی میں رکھنا۔ غرض وہ دونوں منگولوں دن بھر روزہ رکھتے تھے اور وقت افطار ان کو دو روٹیاں جو کی اور ایک کوزہ گرم پانی کا ملا کر دیا تھا۔ ایک سال اسی حال سے رہے۔ اتفاقاً ایک بھائی نے دو سکر بھائی سے کہا کہ ہماری مصیبت کو بہت طول ہوا، قریب ہے کہ زندگی ہماری اسی غم و الم میں آخر ہو جائے۔ صلاح یہ ہے کہ جس وقت زندان بان آئے ہم حسب و نسب اپنا اُس کے سامنے بیان کریں اور جو قرابت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے ہیں، اس کو ظاہر کریں شاید اس کو ہمارے حال پر رحم آئے اور آب و طعام میں تسکین دے۔ غرض وقت شام زندان بان حسب معمول دو قرص نان ایک کوزہ آب لے کر آیا۔ چھوٹے لڑکے نے اُس مرد پیر سے پوچھا: اے شیخ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتا ہے؟ اُس نے کہا: کیونکر نہیں جانتا وہ میرے نبی ہیں؟ پھر پوچھا: تو جو جعفر طیار کو جانتا ہے؟ کہا: کیوں نہیں جانتا ان کو حق تعالیٰ نے بہشت بریں میں دو پر عطا کیے ہیں جن سے ہمراہ فرشتوں کے پرواز کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ: امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کو جانتا ہے؟ اُس نے کہا: کیونکر نہیں جانتا وہ پیغمبر کے داماد اور وصی ہیں۔ پھر لڑکوں نے اُس سے کہا: اے شیخ! ہم تیرے پیغمبر کے قریب سے ہیں اور فرزندِ مسلم بن عقیل ہیں۔ تیرے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور طعام گرم و آب سرد سے محروم ہیں اور اس خراب تنگ تار میں تُو نے ہم کو محبوس کیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ نیک انجام دونوں صاحبزادوں کے قدموں پر گر کر کہنے لگا: میری جان آپ پر قربان ہو! اے عزتِ رسول! یہ در زنداں کشادہ ہے جہاں چاہے چلے جاؤ اور دو روٹیاں اور پانی کا جام اُن کو دیا اور راستہ تیار دیا اور کہا راتوں کو سفر کرنا اور دن کو چھپ رہنا تاکہ تمہارے لیے عنایات باری تعالیٰ سے رسدگاری ہو۔ دونوں صاحبزادے وقت شب روانہ ہوئے۔ تھوڑی

۱۲۰	ہشکراہیت کی سزا	۹۵	ہم حسین میں ملاکر اور معصومین کا گریہ
۱۲۱	قاتلانِ حسین کا سبب ہونا	۱۰۰	جناب ام سلمہ کی گریہ و زاری
۱۲۲	قاتلانِ حسین جہنم میں	۱۰۱	آسمان پر حضرت علی اور امام حسین کی تصویر
۱۲۳	حضرت آدم کو واقعہ کربلا کا منظر دکھایا جانا	۱۰۲	باب ۱
	باب ۱		جناب ام سلمہ کے خواب کے بیان میں
۱۲۴	امام حسین علیہ السلام کے اقراباء و معاصرین	۱۰۳	باب ۱
	اور آپ کے احتجاجات		امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنوں کا
۱۲۵	ابن عباس اور یزید کی خط و کتابت	۱۰۵	نوحہ و ماتم
۱۲۶	عبداللہ بن عمر اور یزید کی خط و کتابت	۱۰۶	باب ۱
	باب ۱		مرثیوں کے بیان میں
۱۲۷	ذکر ازواج و اولادِ طاہرین امام حسین	۱۱۳	دعویٰ خراسی کا مرثیہ
	باب ۱		مرثیہ ابن حماد
۱۲۸	مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے بیان میں	۱۱۴	حسین منگول پر ترمیم کے مرثیے
	باب ۱		باب ۱
۱۲۹	حسین منگول کی قبر پر اشقیائے امت کے منام	۱۲۵	اس امر کے بیان میں کہ خدا نے قاتلانِ حسین کے
	اور آپ کی تربیت مقدسہ کے معجزات		عذاب میں کیوں تاخیر فرمائی
۱۳۰	یزید مجنون اور مہلول کا واقعہ	۱۲۶	باب ۱
	باب ۱		ان عقوبات کے بیان میں جن کے نازل کرنے
۱۳۱	امام حسین علیہ السلام کی تربیت مقدسہ کے معجزات	۱۲۷	میں حق سبحانہ تعالیٰ نے تعبیل کی
	باب ۱		جہاں کا ظلم
۱۳۲	۱۳۹ - ۱۴۵	۱۳۹	

راہ چلے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک ضعیفہ سے ملاقات ہوئی۔ کہا: "لے ضعیفہ! ہم دونوں پریشاں حال تیرے  
 آوارہ وطن میں رشہری راہوں سے واقف نہیں، یہ وقت شب ہے، ایک رات ہم کو جہاں کر اور اپنے  
 گھر میں جگہ دے، علی الصبح روانہ ہو جائیں گے۔ اُس نیک نجات نے کہا کہ: "پیارے بچو! تم دونوں  
 کون ہو کہ تمہارے یہاں کی خوشبو کو کئی خوشبو نہیں پہنچا۔" انہوں نے کہا: "ہم تیرے پیغمبر سے  
 قرابت رکھتے ہیں، تمہارا نام اب زیادہ سے قتل کے خوف سے بھل گئے ہیں۔ ضعیفہ نے کہا: "میرا ایک داماد  
 زشت کردار ہے جو لڑائی میں حاضر تھا، مجھے خوف ہے کہ وہ مطلع ہو اور تم کو بے گناہ قید کرے۔  
 لڑکوں نے کہا: "ایک شب درمیان ہے جس کو ہم چلے جائیں گے۔ اس طرح صلح کرنے سے قبول کیا اور اپنے  
 گھر لے جا کر ان کے لیے کھانا پانی حاضر کیا۔ دونوں صاحبزادوں نے متنازل فرمایا۔ اُس وقت چھوٹے  
 بھائی نے بڑے سے کہا: "میں تمہارا بھائی تھا۔ یہ شب ہماری حیات کی آخری شب ہے، کٹھک کو بغلیں  
 چھوئیں۔ پس دونوں بھائی بغلیں چھو کر سو رہے۔ تھوڑی دیر میں اس عورت کا داماد آیا، فرق الباب  
 کیا۔ ضعیفہ نے پوچھا: "کون ہے؟" نام بتلایا، پوچھا: "کیا سبب ہے؟" آج تو اُس وقت آیا، یہ وقت  
 تیرے آنے کا تھا۔ اُس نے کہا: "اوتنے مجھ پر میں سخت بد خواہ ہوں دروازہ کھول دے گا۔ وہ میرا  
 شوق ہوا جاتا ہے۔ عجب محنت دہلا میں محبت لانا۔ پوچھا: "کونسی بلا تجھ پر نازل ہوئی؟" کہا: "دوڑ کے  
 قید سے بھاگے ہیں۔ امیر نے کہا ہے جو شخص ان میں سے ایک کا سر لائے ایک ہزار درہم پائے گا۔ اور  
 جو دونوں کا سر لائے دو ہزار درہم پائے گا، لہذا میں نے بڑی زحمت اٹھائی۔ لیکن کسی کو نہ پایا۔  
 ضعیفہ نے کہا: "تو دروازہ کھول دے، میرا داماد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت تیرے  
 دشمن ہوں۔ اُس بد مرثیت نے کہا: "تو نے سچے سچے بردہ کی حوصلہ پیمائی کی ہے۔ اُس  
 موتمنے نے کہا: "کیا کرتے گا ایسے دنیا کو جس میں آخرت نہ ہو؟" شقی نے کہا: "تیری باتوں سے معلوم ہوتا  
 ہے کہ گویا امیر کے عید کی میرے پاس ہیں، چل امیر کے جلاتا ہے۔" اُس نے کہا: "میں ایک ضعیفہ  
 شکستہ حال ہوں، مجھ سے کیا چاہتا ہے؟" بولا: "دروازہ کھول دے تاکہ شب کو کھام کروں۔ میں سچ  
 کو اس میں پھر تلاش کروں گا۔" فرمایا: "اُس موتمنے نے دروازہ کھول دیا اور آب و طعام اس کے لیے  
 لایا۔ تھوڑی رات گذر گئی سچے سچے نے ایک صاحبزادے کے سانس لینے کی صدا سنی، سہا بہت  
 خشمناک اٹھا اور دہرے کو لہا لہا سے پکڑ کر تھماتا چلا۔ اتفاقاً قائم تھا اُس بد مرثیت کا ایک معصوم  
 کے پہلو پر پڑا۔ صاحبزادے نے پوچھا: "تو کون ہے؟" کہا: "میں صاحبزادہ ہوں، تم بتلاؤ کون  
 ہے؟" کہا: "میں تمہارا معصوم ہوں۔" پھر بڑے بھائی کو بگڑ کر کہا: "مجھ میں پڑا، اور تمہاری درپیش ہے۔"

شقی نے کہا: "تم دونوں کون ہو؟" کہا: "اگر ہم سچ کہیں تو انان لوے گا۔" کہا: "ہاں، انہوں نے  
 دروازہ پوچھا، یعنی پتاہ خدا اور دونوں نے کہا: "اُس شقی نے کہا: "تو بول ہے، معصوموں نے کہا کہ: "مجھ  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے گواہ ہیں۔" شقی نے کہا: "گواہ ہیں، معصوموں نے کہا  
 "میں تمہاری ہمارے اور تمہارے قول پر گواہ ہے۔" کہا: "خدا ہے۔" اُس وقت بلیوں نے کہا: "ہم  
 تیرے پیغمبر کے اقربا میں سے ہیں، ابن زیاد کی خیر اور قتل کے خوف سے جہاں کے چلے، اُس شقی نے  
 کہا: "خوف سے تم بھاگے اور موت ہی میں گرفتار ہوئے۔" گفتگو خدا کہ تم میرے بھائی تھے، پھر کھڑک  
 بازوان بے گناہوں کے ہاتھ سے اتمام شب و دونوں معصوم دست بستہ کھڑے رہے۔ صبح کے وقت  
 ایک حبشی غلام بیچ نام کو بلا کر کہا: "ان دونوں کو کھانا فرات لے جا کر قتل کر اور ان دونوں کے سر  
 لے آتا کہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم الفیہ ہاؤں۔" غلام نے گواہی دہائی اور  
 دونوں بچوں کو لے کر چلا۔ تھوڑی راہ چلے کی تھی کہ ایک لڑکے نے کہا: "لے جیسی بارگ تیرا بلال  
 توڑن رسول خدا کے رنگ سے بہت مشابہ ہے۔" اُس نے کہا: "میرے آقا نے تمہارے لہجے کا حکم  
 دیا ہے، تم کون ہو؟" انہوں نے کہا: "ہم تیرے پیغمبر کی حسرت ہیں، ابن زیاد کی خیر سے بھاگے تھے،  
 تیری بی بی نے ہمیں جہاں لیا تھا، تیرا آقا ہم کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر وہ غلام حیک انجمن  
 دونوں کے پاؤں پر گر پڑا، اور بوسے لیے اور کہا: "میری جان کم پر خدا ہوں، قربت مجھ سے ہے  
 نہیں چاہتا کہ مجھ سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت میرے دشمن ہوں۔ یہ کہہ کر غلام نے ایک  
 طرف پھینکا اور آپ ہنرمیں کوڑ کر ایک طرف گئے دوسری طرف چھوڑ کر گئے۔ اُس شقی نے پھر اپنے غلام  
 تو نے نافرمانی کی اور حکم میرا ماننا۔ غلام نے کہا: "لے آقا، میرا تالہ اور وہیں تک ہوں کہ تو لڑائی ہاتھ  
 زکریٰ، اور وہوڑنگے تو نے خدا کے حکم کے خلاف کیا۔ پس میں نے دنیا و آخرت میں مجھ سے میرا لہجے کا  
 اظہار کیا۔ پھر اُس شقی نے اپنے بیٹے کو لایا اور کہا: "لے فسزندہ! میں نے دنیا میں اپنا مال طلاق اور عزام  
 سب تیرے لیے جمع کیا، اب میری اطاعت بجا لا اور ان دونوں کو کھانا فرات لے جا کر قتل کر اور لڑکے  
 لے آ، تاکہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم ہاؤں، اُس جوان نے غصہ ہاتھ  
 میں لی اور لڑکوں کو لے کر فرات کی طرف چلا۔ تھوڑی راہ چلا تھا کہ چھوٹے بھائی نے کہا: "لے جوان  
 میں تیری جوانی پر اتنیس، ہم کا خوف کرتا ہوں، اُس نے پوچھا: "تم کون ہو؟" کہا: "ہم حضرت ابراہیم  
 سید براہ ہیں، تیرا باپ چاہتا ہے کہ ہمیں قتل کرے، وہ مسرت مند ہوا کہ ہمیں پکڑے گا۔" میری جان  
 ایک پر خدا ہو، لے فرات سے رسول خدا کے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت میرے دشمن

ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار کو پھینک دیا اور خود نہر میں کود پڑا اور پیر کو دوسری جانب نکل گیا۔ وہ ملعون چلایا کہ اسے نسر زندہ! تو نے بھی تافسانی کی؟ اس نے کہا اس تافسانی سے خدا کی اطاعت بہتر ہے۔ اور مصیبت سے جہم ہے، اس وقت شقی نے کہا "سو اب میرے تمہارا کوئی قاتل نہ ہوگا" لیکن تلوار اٹھا کر بچوں کو ہمراہ لیا اور فرات کے کنارے پر جا کر شمشیر نیام سے لنگلی۔ دونوں صاحبزادے بے اختیار زار زار رونے لگے اور کہا اسے شیخ ہم کو بازار میں لے جا کر بیچ ڈال اور پیغمبر کی دشمنی کو مول نہ لے۔ اس نے کہا تمہیں! میں زنج کر دوں گا اور ابن زیاد سے انعام پاؤں گا، "ان مظلوموں نے کہا" اے شیخ پیغمبر کی قرابت کا لحاظ و پاس نہیں کرتا" اس نے کہا "تم کو قرابت رسول سے کوئی واسطہ نہیں ہے" معصوموں نے کہا "اے شیخ! ہم کو ابن زیاد کے پاس لے جانا کہ وہ جو چاہے حکم کرے" اس نے رسم نے کہا "میں تم کو قتل کیے بغیر اس کے پاس نہیں جاسکتا" ان مسکوں نے کہا "اے شیخ تمہارے ہمارے کسی پر رحم نہیں آیا، لعین نے کہا "حق تعالیٰ نے رسم میرے دل میں پیدا نہیں کیا" آخر بیویوں نے کہا "اے شیخ اگر تم کو ضرر قتل کرے گا تو اتنی جہالت دے کہ چند رکعت نماز پڑھ لیں" کہا "پڑھ لو اگر نفع بخشے" بچوں نے چار چار رکعت نماز بخضوع و خشوع پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی یا حتیٰ یاتیا حکیمکم یا حکیمکم یا حکیمکم یا حکیمکم ہمارے اور اس شخص کے درمیان برابری حکم فرما۔ اس کے بعد اس شخص نے بڑے صاحبزادے کو تیار لگائی اور سر جھرا کر کے توڑے میں رکھا۔ چھوٹا بھائی دوڑ کر بڑے بھائی کے خون میں ڈوبتا تھا اور کہتا تھا، اسی حال میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروں گا۔ اس سنگدل نے کہا "خاطر جمع رکھ کہ تجھے بھی تیرے بھائی سے ملنی کرنا ہوں" یہ کہہ کر اس بچے کے بھی قرابت لگائی اور سر جھرا کر کے توڑے میں رکھا اور دونوں لاشیں دریا میں پھینک دیں۔ جب دریا ابن زیاد میں گیا تو وہ شقی کو کسی پر بیٹھا تھا اور چھری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس ملعون نے دونوں بچوں کے سر اس کے سائے رکھ دیے اور اپنے بھائی ان دونوں سروں کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور بیٹھا۔ میں مرتبہ یوں ہی کیا اور قاتل سے خطاب کیا "ولے ہو تجھ پر تو نے ان کو کہاں پایا" کہا میرے گھر میں ایک بڑھیا نے ان کو جہاں کیا تھا ابن زیاد نے کہا "تو نے روایات جہانی کا بھی کوئی پاس نہیں کیا" اس نے کہا "نہیں" ابن زیاد نے کہا "انہوں نے تجھ سے کچھ کہا تھا" کہا "مجھ سے کہتے تھے، اے شیخ! ہم کو بازار میں لے جا کر فروخت کر لے اور قیمت سے منتفع ہو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی کو مارا نہ کر" ابن زیاد نے کہا "پھر تو نے کیا جواب دیا" کہا "میں نے کہا تم کو قتل کر کے سر میرے پاس لے جاؤں گا تاکہ جائزہ پاؤں" پوچھا "انہوں نے درخواست کی کہ ہم کو ابن زیاد کے

پاس زندہ لے چل وہ جو چاہے حکم کرے۔ پوچھا "پھر تو نے کیا جواب دیا" کہنے لگا "میں نے کہا تم کو قتل کیے بغیر یا ربانی وہاں نہ ملے گی" ابن زیاد نے کہا "تو انہیں زندہ کیوں نہ لایا کہ میں تمہیں دو چنہ صلہ دیتا" کہا "مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ ان کے خون کے سوا تیرا قرب حاصل کر سکتا ہوں" ابن زیاد نے کہا "پھر لڑکوں نے کیا جواب دیا" شقی نے کہا "کہنے لگے تو قرابت رسول کا پاس و لحاظ نہیں کرتا" ابن زیاد نے پوچھا "تو نے کیا جواب دیا" کہا "میں نے ان کی قرابت کا انکار کیا" ابن زیاد نے پوچھا "پھر انہوں نے کیا کہا" شقی نے کہا "کہنے لگے ہماری کم سنی اور خود سانی پر تجھے رسم نہیں آتا؟" ابن زیاد نے کہا تجھے رسم نہ آیا؟" اس ملعون نے کہا کہ "میں نے ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے رسم میرے دل میں خلق نہیں کیا" ابن زیاد نے پوچھا "آخر میں انہوں نے کیا درخواست کی" کہا "انہوں نے کہا کہ اگر تجھے ہمارا قتل ہی منظور ہے تو ہم کو نماز پڑھ لینے دے" میں نے کہا "اگر نماز کچھ نفع دے تو پڑھ لو۔ الغرض دونوں بچوں نے چار چار رکعت نماز پڑھی" ابن زیاد نے پوچھا "نماز کے آخر میں کیا کہا" کہنے لگا "ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہنے لگے "یا حی یا قیوم یا ارحم الراحمین ہمارے اور اس شخص کے درمیان تو بحق و راستی حکم فرما" ابن زیاد نے کہا "احکم الحاکمین نے حکم کر دیا" یہ کہہ کر ابن زیاد اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ ہے کوئی کہ اس فاسق کو ٹھکانے لگائے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ حکم بن زیاد نے کہا، جہاں اس نے ان لڑکوں کو مارا ہے وہیں لے جا کر اسے قتل کر مگر اس خبیث کا خون ان کے خون سے ملنے نہ پائے اور جلد اس کا سر لے آئے۔ اس شخص نے اسی طرح کیا اور اس کا سر نیزہ پر ایسی جگہ رکھوایا کہ شہر کے سچے ڈھیلے اور پتھر مارتے اور کہتے تھے اس ملعون نے اولاد پیغمبر کو قتل کیا تھا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ مناقب قدیمہ میں یہ قصہ تھوڑے فیئر کے ساتھ منقول ہے محمد بن یحییٰ زہبی سے روایت ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداء و امیر الہدیٰ دولہ کے لشکر ابن زیاد سے بھاگے، ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا محمد تھا۔ یہ دونوں جعفر طیار کے صاحبزادے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک ضعیف سے ملاقات ہوئی جو نہر میں پانی بھر رہی تھی۔ وہ عورت ان کا حسن و جمال دیکھ کر پوچھنے لگی تم کون ہو؟ بچوں نے جواب دیا ہم اولاد جعفر طیار ہیں، لشکر ابن زیاد سے بھاگے ہیں۔ عورت نے کہا، میرا شوہر لشکر ابن زیاد میں رہتا ہے، ڈرتی ہوں کہ رات کو نہ آجائے وگرنہ تمہیں بدلہ دجان جہاں کرتی۔ ان دونوں ماہ پاروں نے کہا، تو ہمیں لے جا شاید کہ تیرا شوہر آج شب کو نہ آئے۔ خلاصہ وہ زن صالحہ ان کو گھر لے گئی اور ان کے لئے کھانا لائی۔ انہوں نے کہا ہم کو حاجت طعام نہیں البتہ ایک جاسناز لادے تاکہ نمازیں پڑھیں۔ الغرض دونوں نمازیں پڑھ کر فرش خواب پر گئے۔ اس وقت چھوٹے بھائی

نے بڑے سے کہا مجھ کو اپنی آغوش میں لے لو اور میسر بدن کی خوشبو منگھو۔ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ شب ہماری حیات کی آخری شب ہے۔ باقی حالات موافق روایت سابق کے ہیں۔ یہاں تک کہ کہا اُس ملعون نے تلوار کھینچی، بڑے لڑکے کو قتل کیا اور لاش فرات میں ڈال دی۔ اُس شقی کو چھوٹے نے قسم دی اور کہا تھوڑی دیر مجھے اپنے بھائی کے خون میں لوٹ لینے دے۔ اُس نے کہا کہ اس سے کیا حاصل ہے۔ لڑکے نے کہا مجھے یونہی منظور ہے۔ پس ایک ساعت خون ابرہیم میں غلطان رہا، اس ملعون نے کہا اُسٹھ! وہ نہ اٹھا، آخر تلوار پشت سے سر پر لگائی اور گردن سے سر کو قطع کیا۔ اور بدن ہمزات میں ڈال دیا۔ چھوٹے بھائی کا بدن پانی پر ٹھہرا جب دوسرے بھائی کی نعش پانی میں ڈالی گئی تو یہی نعش پانی کو شق کرتی ہوئی چھوٹے بھائی کے نعش کے پاس آئی اور دونوں بھائی ایک دوسرے سے بگلگہ ہو کر غرق دریائے رحمت الہی ہو گئے۔ اُس وقت اُس شقی نے یہ آواز لاشوں سے سنی کہ بار الہا! تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے جو سلوک اس ملعون نے ہمارے ساتھ کیا۔ ہمارا انتقام اس سے لے۔ راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد نے نادر نام ایک غلام کو بلایا اور اشارہ کیا کہ اس ملعون کی مشکیں باندھ لے اور جہاں اس نے لڑکوں کو قتل کیا ہے لے جا کر قتل کر اور اس کے کپڑے اُتار لے اور دس ہزار دم میں نے تجھے دیئے اور آزاد کیا۔ غرض غلام اس پر انجام کو اسی مقام پر لے گیا۔ اُس ملعون نے کہا اے نادر! تو بالفرد مجھے قتل کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ پس غلام نے اتنے قتل کیا اور جینیہ ناپاک اس کافرات میں پھینک دیا۔ پانی نے اُس ناپاک کو قبول نہ کیا اور کنارہ نہر ڈال دیا۔ آخر بموجب حکم ابن زیاد اُس کی لاش جلادی گئی۔ اس طرح وہ شقی حاصل جہنم ہوا۔



باب (۲)

ان وقائع میں جو اہلبیت پر بعد شہادت تادمہ منور واقع ہوئے

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کتاب لہوف میں اور شیخ ابن نمانے فقیر الاحزان میں روایت کی ہے کہ عمر سعد نے روز عاشورا سر سید الشہداء، خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس بھیجا اور حکم کیا کہ میرا لے اصحاب حسین علیہ السلام بھی بدن سے جدا کرو اور ان کو شمر بن ذی الجوشن اور عیسیٰ بن اشعث و عمر بن حجاج کے ہمراہ روانہ کیا۔ الحاصل وہ ملعون کوفہ میں پہنچے اور عمر سعد دوسرے دن کربلا میں تازوال آفتاب رہا۔ اس کے بعد وہ بھی روانہ ہوا اور اہلبیت اہلدار کو شتران لے کجاؤ پر سوار کر کے ہانڈا سیران ترک دروم لے چلا، شاعر نے خوب کہا ہے۔

يُحْكَمُ عَلَى عَتَاةٍ مَلِكٍ مَلِكٍ مِنْ آلِ هَتَاةٍ شِيمٍ وَيُعْزَى بِنُورِهِ إِنَّ ذَا الْعَجَبِ

یعنی درو و دیگر ہاشمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھیجے ہیں اور اس کی اولاد سے جنگ کرتے ہیں یہ عجیب ماجرا ہے۔ النرض جب وہ بد انجام دشت کربلا سے روانہ ہوا، ایک گروہ نے قوم بنی اسیدہ آگ لاشہ ہلے شہداء و خون آلود اور نعش ہائے طاہرہ پر نازین پڑھیں اور ان کو اس طرح دفن کیا کہ جس طرح بالفعل فریقین موجود ہیں۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو وہاں دفن کیا جس جگہ اس وقت مرقدا اہل رہے اور علی اصغر کو حضرت کے پائین پاؤں اور شہدائے اہلبیت و اصحاب کو حضرت کے پائین پاؤں کیا جس مقام پر کہ شہید ہوئے جہاں کہ آب و رضہ اقدس موجود ہے۔ سید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب درسد اہلبیت کے قریب پہنچا تو اہل کوفہ بطور تماشا سیوں کے آئے۔ ایک عورت نے پشت بام سے پوچھا کہ تم کہاں کے قیدی ہو۔ اہلبیت علیہم السلام نے فرمایا "ہم سیران آل محمد ہیں۔ یہ سنکر وہ عورت نیچے اتر آئی اور کچھ چادریں لاکر تحفہ دات کو پیش کیں۔ انھوں نے قبول فرمائیں۔ سید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام اہلبیت اہلدار کے ہمراہ پشت بام سے اترے اور حسن شیخی فرزند امام حسن علیہ السلام بھی اپنے عم علی مقدر کے ہمراہ کربلا میں شریک رنج و محنت تھے اور زخم کاری کھائے۔ کچھ وقت جان باقی تھی کہ اُن کو اٹھا لائے۔ ان کے علاوہ دو فرزند امام حسن زید اور عمر و بھی ان کے ساتھ تھے۔ القصد اہل کوفہ سیران اہلبیت کو دیکھ کر نوحہ اور گریہ کرنے

لکھے ، امام زین العابدین علیہ السلام نے اس وقت فرمایا: تم ہم پر گریہ و لڑوہ کرتے ہو۔ پھر ہمارا قاتل کون ہے؟ \* بشیر بن جزم اسدی کہتا ہے، میں نے اس دن حضرت زینب بنت علیؑ کو اس طرح تقریر کرتے دیکھا تو قسم بخدا! اس سے پہلے کبھی کسی پردہ نشین نبیؐ کی کو اتنی فصاحت و بلاغت سے بولتے نہ دیکھا تھا گو یا زینبؑ کے دہن مبارک میں ان کے باپ علی مرتضیٰ علیہ السلام کی زبان گوہر باقی ایک دفعہ آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ ”چپ رہو“ اس اشارہ کی یہ تاثیر تھی کہ اِشْرَتَدَّتْ اَنْفَاسٌ وَ مَسَكَنْتِ الْاَجْرُاسُ لَوگوں کے سینوں میں سانس رک گئی، اونٹوں کی گھنٹیوں کی آہل تک بند ہو گئی۔ زینبؑ نے فرانا شروع کیا۔

”تمام محمد خداوند کریم کے لیے ہے اللہ درود و سلام ہے میرے جد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر۔ انا بعد اے کوفہ والو! اے مکہ و خاندالو! تم دروہے ہو تمہیں تمہارے آنسو اور نہ رکن تمہارے نوے۔ تمہاری مثال اس بڑھیا جیسی ہے جو مضبوط ناگا بٹ کر کھول ڈالے۔ تمہاری قسمیں کیا غداری کے لیے تھیں۔ تم میں سوائے اوجھے پر ان برابر ایوں میں غلطان ہونے کے کیا ہے۔ تم کینزد کی طرح تعلق کرنا جانتے ہو اور دشمنوں کی طرح اذیت پہنچاتے ہو۔ تم کوڑے پر آگے ہوئے خُس و خاشاک ہو، تم قبر پر گئی ہوئی چاندی ہو جس کا سولے قبرستان کی زینت کے کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے کتسا بڑا ذخیرہ تم نے اپنے لیے تیار کر رکھا ہے، اللہ کا غضب تمہارے اوپر ہے۔ اور تم ہمیشہ مغرب رہو گے۔ تم دروہے ہو اور ڈاڑھیں مار رہے ہو۔ ہاں خدا کی قسم! اب رو دو گے بہت سہولت سے کم، کیونکہ تم نے زائد بھری برائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لیں، اب یہ دیکھو تمہارے دامن سے چھٹائے نہ جا سکیں گے، اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کے دھبے کیسے چھٹ سکتے ہیں۔ اُس کے خون کے دھبے جو سید شباب اہل جنت ہے، جو تمہارے نیکیوں کا لجا وادی تھا۔ جو تمہاری مصیبتوں کے دقت جانے پناہ تھا۔ جو راہ ہدایت دکھانے کے لیے ایک نورانی منارہ تھا، جو سنت رسول کا پیشوا تھا۔ کتسا بڑا ذخیرہ تم نے چلے ہو۔ تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہو، تمہاری کوئی امید نہ آئے، تمہارے ہاتھ قلم ہوں، تمہاری تجارت برباد ہو، تم غضب الہی میں گرفتار ہو۔ تم پر ذلت و رسوائی کی مار ہو۔ آ کوفہ والو! جانتے ہو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس جگر بند کو تم نے ذبح کر ڈالا! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس ناموس کو تم نے سر پر لاکھڑا کیا؟ کس کا خون تمہارا جو تم نے بے دریغ بہایا؟ کس کی حرمت ضائع کی؟ تم نے بڑی مصیبت برپا کر دی۔ (اب روایت دیگر) فرمایا، ایسی مصیبت کفر جیسے، آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے، ایسی مصیبت جس سے زمین و آسمان کا دامن ملو ہو جائے

تم اس پر تعجب کر رہے ہو کہ آسمان سے خون کیوں برس رہا ہے، ابھی کیا ہے آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ دردناک اور سزاگن ہوگا۔ جب تمہارا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ اللہ کی دیکھ سوتی ہمت سے اترنا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں جلدی نہیں ہوتی، نہ اس کو وقت انتقام فوت ہونے کا دھڑکا ہوتا ہے۔ تمہارا رب تمہارے کہیں میں ہے۔“

راوی کہتا ہے بعد میں نے دیکھا کہ سب لوگ یہ کلام سنکر متحیر ہو گئے اور بے اختیار روتے تھے اور اپنی انگلیاں منہ میں دباتے تھے۔ ایک پیر مرد میرے پہلو میں کھڑا بہت رورہا تھا۔ اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ کہتا تھا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تمہارے بوڑھے تمام بوڑھوں سے بہتر اور تمہارے جوان تمام جوانوں سے افضل اور عورتیں زنانِ عالم سے افضل اور تمہاری نسل بہتر نسل ہے اور کبھی بھی تم عاجز و ذلیل نہیں ہو گے۔“

یزید بن موسیٰ روایت کرتا ہے کہ جب حضرت غاطہ صغریٰ کا کربلا سے کوفہ میں وود ہوا تو اپنے حسب ذیل خطبہ پڑھا۔ ”حمد ہے خدا کی تعاد میں اس قدر جتنی ریگ صحرا اور سنگریزے ہیں، وزن میں اتنی جتنی عرش سے تاب فرسش تمام چیزیں ہیں، میں اس کی حمد کرتی ہوں اور اس پر ایمان توکل رکھتی ہوں اور اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اس کے سوا کوئی محبوب نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ و رسول ہیں، اور یہ گواہی دیتی ہوں کہ آسکھرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد دریائے فرات کے کنارے بے جرم و خطا ذبح کر ڈالی گئی۔ پالنے والے میں تجھ سے پناہ مانگتی

ترجمہ حضرت غاطہ صغریٰ

لے بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آخیں یہ شعر بھی پڑھے۔  
 مَاذَا تَقُولُونَ إِذَا قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ مَاذَا اصْنَعُوا وَأَنْتُمْ اجْرُ الْأَمَمِ  
 بِأَهْلِ بَيْتِي وَأَوْلَادِي وَمَنْ مَعِي وَمَنْهُمْ صَوْرًا بَدَاهِ  
 مَا كَانَ هَذَا اجْرًا فَيَ إِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ أَنْ تَخْلَعُوا بِلِسْوَعِي فِي ذَوِي سَاحِمِ  
 (توجہ) تم کیا جواب دو گے جب میرے نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے سوال کریں گے کہ تم نے آخر الام ہو کر میرے اہلیت، میری اولاد، میری ناموس کے ساتھ کیا کیا۔ کچھ تو ان میں سے اسیر ہیں اور کچھ اپنے خون میں لوٹ رہے ہیں۔ کیا میری خدمات کا یہی صلہ تھا کہ تم میرے اعزہ کے ساتھ برابر تارو کرو۔  
 امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ يَا عَمِيهِ اسْكُنْتِي خِيفِي الْبَاقِي عَنِ الْمَافِي اِعْتَبَارًا  
 وَ اَنْتِ بِعَمَدِ اللَّهِ عَامِلَةٌ غَيْرُ مَعْمُورَةٍ فَيَعْمُرُهَا غَيْرُ مُفَهَّمَةٍ۔ (ترجمہ) اے چھوٹی خاموش ہو جائیے، باقی میں ماضی کے لیے عبرت ہے اور آپ بجز اللہ بغیر کسی کے پڑھائے عالمہ ہیں اور بغیر کسی کے سمجھائے خود سمجھ دار ہیں۔  
 جزائری

ہوں، اس امر سے کہ میں تم پر جھوٹ باندھوں اور جو عہد تو نے رسولِ اکرم کے وہی حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں لے لیے ہیں اُس کے خلاف کہوں۔ وہ علی جب کا حق چھین لیا گیا، جن کو مدعیان اسلام کے سامنے خدا کے گھر میں شہید کر دیا گیا، جس طرح کل اُن کی اولاد اجماعاً کو قتل کیا گیا، خدا ان (جھوٹے مسلمانوں) کو عارت کرے۔ تو نے نہ تو اُن کی حیات میں ان سے لوگوں کے ظلم کو دور کیا نہ اُن کی شہادت کے بعد (یعنی ان کے خلاف ظالموں کو من مانی کرنے کا موقع دیا) یہاں تک کہ ان کو اس عالم میں اپنے پاس بلا لیا کہ ان کا نفس مجاہدین کا مجموعہ، ان کا مزاج پاک و پاکیزہ ہو چکا تھا۔ چار دانگ عالم میں ان کے مناقب مشہور اور ان کے بلند نظریات معروف ہو چکے تھے۔ پالنے والے تیرے معاملہ میں نہ تو ان کو کسی ملامت کنندہ کی ملامت کی پروا تھی نہ کسی بُرائے والے کی باک۔ پالنے والے! تو نے کسی ہی میں ان کو اخلاقِ اسلامی سے آراستہ کر دیا تھا، اور بڑھنے کے بعد ان کے مناقب کی تعریف کی ہے۔ وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول کی پُر خلوص خدمت کرنے لگے یہاں تک کہ تو نے ان کو اٹھایا جبکہ وہ دنیا سے بالکل کنارہ کش تھے۔ اس کی حرص کا ان میں شائبہ بھی نہ تھا۔ آخرت کی طرف راغب تھے، تیری راہ کے راضی برضا مجاہد تھے، پس تو نے ان کو منتخب کیا اور عراطِ مستقیم کی ہدایت کی (الفاظ بعد) لیے اہل کوفہ! اے مکروہ و مذکور و تکبر والو! تم کو معلوم ہو کہ ہم وہ اہلیت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ اور تم کو ان کے ذریعہ آزمایا ہے اور ہماری آزمائش کو بہتر قرار دیا۔ اس نے اپنا علم و فہم ہم کو عطا فرمایا۔ پس ہم اس کے علم کے در، اس کی فہم و حکمت کے خزانے اور اُس کے بندوں اور ملکوں میں اس کی محنت ہیں۔ اللہ نے ہم اہلیت کو اپنی بزرگی سے بزرگ کیا، اور اپنے دو سر بندوں پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کھلی ہوئی فضیلت عنایت کی۔ لیکن تم نے ہمیں چھلایا، ہمارے شرف کا انکار کیا، ہمارے ساتھ جنگ کرنے کو حلال جانا، ہمارے اموال کو مالِ غنیمت سمجھا جیسے ہم ادلا در رسول نہ تھے بلکہ ترک و کابل کے کفار کی اولاد تھے، جیسا کہ تم نے کل ہمارے جد (علی رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا۔ تمہاری تلواروں سے ہمیں اہلیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ تم نے اپنے پچھلے کینوں کو نکال کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا، اور اللہ تعالیٰ کے خلاف اپنی جرات کا مظاہرہ کیا۔ تم نے ہمارے ساتھ کر نہیں کیا، اللہ کے ساتھ کر لیا، اور اللہ تمہارے اس کر کا بہترین جواب دینے والا ہے، لہذا تم ہمارا خون بہا کر اور ہمارے اموال لوٹ کر خوش نہ ہونا، کیونکہ ہم پر جو بھی مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہیں وہ سب ہمارے اعمال سے پہلے بوجِ حفظ میں تھے مہرے تھے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے تاکہ اس چیز کا افسوس نہ کرو جو تمہارے ہاتھ

سے جاتی رہے اور اس کی خوشی نہ ہو جو ہاتھ آئے اور خدا کسی منکبر و اترنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ لے اہل کوفہ! تمہارے لیے ہلاکت ہو۔ تم خدا کی لعنت اور اُس کے عذاب کے منتظر ہو، عنقریب آسمان سے ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جو تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے تمہیں بچ دین سے اکھاڑ پھینکے گا، اور تم آپس ہی میں کٹ مرو گے۔ پھر تم نے جو مظالم ہم پر توڑے ہیں ان کی حقیقی پاداش تم کو روزِ قیامت ملے گی، جب تم ایسے عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے جس سے کبھی نہ بچ سکو گی۔ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ تم نے کتنے ہاتھوں سے ہم پر ظلم کیا اور تم میں سے کون لوگ ہم سے لڑنے آئے اور کتنے قدموں سے تم ہم پر چڑھائی کرنے آئے اور تمہارے دل و جگر سخت ہو گئے ہیں، تمہارے بولوں اور کالوں اور آنکھوں پر ہر سبک چکی ہیں۔ شیطان تم پر اچھی طرح چھا چکا ہے اور تم کو جھوٹی امیدیں دلا چکا ہے۔ اُس نے تمہاری آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ اب تم راہِ راست پر نہیں آسکتے۔ تمہارے لیے تیار ہی ہو۔ اے کوفہ والو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا کیا لگاڑا تھا جس کی وجہ سے تم نے ان کے سہانی علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کے اولاد پاک سے انتقام لیا۔ چنانچہ ایک ظالم نے اس انتقام پر فریہ اشعار پڑھے۔

نَحْنُ قَتَلْنَا عَلِيًّا وَبَنِي عَسِيْبِي      مَسِيكُوْا هِنْدِيَّةَ وَرِمَاحِ  
وَسَبْنَا نِسَاءَهُمْ سُبْحٰنِي تَوَلَّوْا      وَنَطَحْنَا هُمْ فَنَسَايَ نِطَاحِ

ہم نے علی و اولادِ علیؑ کو مارا ہے ہندی تلواروں اور نیزوں سے، اور ان کی عورتوں کو اس طرح اسیر کیا جس طرح تری غلام اسیر کیے جاتے ہیں اور ان سے خوب لنگڑی لے لے یہ شعر پڑھنے والے تیرے منہ میں خاک نہ پتھر ہوں۔ تو ان لوگوں کے قتل پر فرخ کر رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حکم آئے تہیہ پاک و پاکیزہ رکھا ہے۔ لے لکھنے والے! تو چپ ہو جا اور اپنے باپ کی طرح ذلت کے ساتھ بیٹھا رہ۔ ہر شخص کو اپنے کرتوتوں کی پاداش ملے گی۔ لے ہونچہ پر! اللہ تعالیٰ نے جو فضیلتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں تم نے ان کی وجہ سے ہم پر حسد کیا، بقولِ شاعر۔

فَمَا ذُنُوبُنَا اِنْ جَاشَ ذَهْرُ بَحْوِرِنَا      وَبَحْرُكَ سَاحِ لَآيُوَارِي اللّٰهَ اَمِصَا

اگر ہمارے فضائل و کمالات کا سمندر جو خشِ زن ہے اور تمہارا پلایا ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے بلکہ تو فضلی ہمارے، وہ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور وہ بڑے فضل و کرم والا ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی نواز نہ دکھائے اس کو کہیں سے روشنی نہیں مل سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ جب آپ کا کلام یہاں تک پہنچا تو چاروں طرف سے زلزلے کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ لے پاک و پاکیزہ! ہستوں کی بیٹی



بس کیجئے! آپ نے ہمارے جگر کو کباب کر دیا اور ہمارے دلوں میں آگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔ پس آپ خاموش ہو گئیں۔ سو لفت فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ کتاب احتجاج میں انہی اسناد سے ہے، اب اس کے بعد ہم کلام سید ابن طاووس کی طرف پڑھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت اُمّ کلثومؓ نے خطبہ شریف کیا اور بعد ازاں بلند کر فرمایا: اے اہل کوفہ! ابراہیمؑ کا حال ہو تمہارا کس لئے تم نے حسین علیہ السلام کو چھوڑا اور ان کو قتل کیا اور مال و اسباب ان کا لوٹ لیا، اُس کو اپنا ورثہ گردانا اور ان کے اہلیت کو قید کیا، ہلاک ہو تم اور دوری ہو رحمت خدا سے تمہارے لیے۔ ولے ہو تم پر، آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے خون تم نے بہا ہے اور کس کی لڑکیوں کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو لوٹ لیا۔ ایسے شخص کو تم نے مارا ہے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد تمام عالم سے بہتر تھا۔ تمہارے دلوں سے رحم اٹھ گیا، بیشک کہ مردانِ خدا ستارگاہ ہیں اور پیروانِ شیطان نیاں کار۔ اس کے بعد کئی شعرا اس ضمنوں کے پڑھے کہ ولے تم پر میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا غرقِ بھاری سزا آتشِ جہنم ہو گی کہ ایسے خون کو تم نے بہا یا ہے جس کو خدا و رسول نے کتاب میں حرام کیا ہے۔ تم کو دوزخ کی بشارت ہو تم بروز قیامت بالیقین جہنم میں ٹھکر ہو گے، اور میں تمام عمر اپنے بھائی پر جو بوجہ پیغمبر بہتر بن ملق تھا گریہ و زاری کرتی رہوں گی، اور سیلِ اشک اس غمِ جاودانی میں بہایا کروں گی۔ راوی کہتا ہے کہ تمام حضرات اس کلامِ حزن آنا کو مستکر نوہ و گریہ کرنے لگے، اور عورتوں نے بال پریشان کئے اور خاک سر پر ڈالی اور نہ ناخنوں سے چھیلے اور طمانچے زخاروں پر مارے اور واویلاہ و امصیناہ کہہ کر نالہ و شیون کرنے لگیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس روز سے زیادہ کوئی دن گریہ و بکا کا ہم نے نہ دیکھا۔ اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے لوگوں کو چپ ہونے کا اشارہ فرمایا، اور بعد حمد و ثناء الہی اور نعتِ حضرت رسالتِ آبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا۔ ایہا الناس جو شخص کو مجھ کو پہچانتا ہے، وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کو معلوم ہو کہ میں علی بن حسین ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جو کھنار فرات بے جرم و خطا ذبح کیا گیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جس کی حرمت و عزتِ ضائع کی گئی اور اُس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا گیا، میں اس شخص کا فرزند ہوں جس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا، میں اس کا فرزند ہوں جس کو ظلم شہید کیا گیا، اور یہ فرخیرے واسطے کافی ہے۔ ایہا الناس! میں قسم دیتا ہوں تم کو خالقِ عباد کی کہ تم جانتے ہو کہ تم ہی وہ ہے جس نے میرے باپ کو خطا کھ کر بلایا پھر دھوکا دیا، اور عہدِ پیمان کے آخر الامر ان کو قتل کر ڈالا اور درواری نہ کی، برسے اعمال اپنے لیے چیخ کئے اور رائے بد اختیار کی، لیکن آنکھوں سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو گے جس وقت کہ حضرت فرمائیں گے تم نے میری عزت کو قتل کیا اور

میری حرمت کو ضائع کیا تم میری اُمت سے نہیں ہو، امام کی یہ تقریر سن کر لوگوں کی آوازیں ہر طرف بلند ہوئیں اور آپس میں کہتے تھے ہم ہلاک ہوئے اور ہم نے غفلت کی۔ پھر حضرت سید طاووس نے فرمایا: رحمتِ خدا کی اس شخص پر جو میری نصیحت کو قبول کرے اور میری وصیت دربابِ خدا و رسول، اللہ والہبیت حفظ کرے کیونکہ ہم ہی رسول اللہ کی سیرت کا صحیح نمونہ ہیں۔ یہ سن کر سب نے اتفاق کہا کہ یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے مطیع ہیں اور آپ کے عہد کے محافظ و نگہبان ہیں۔ آپ کے کسی حکم سے ہم کو انکار نہیں ہے، آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں۔ ریزید اور ان اشقیاء سے جنہوں نے آپ پر ظلم کیا ہم انتقام لینے کے لیے تیار ہیں۔ حضرت نے فرمایا: مہمات مہمات اسے گردو خدا اور فرقہ منکارت تم اپنے نفس کی ہوا و ہوس میں گرفتار ہونا چاہتے ہو تاکہ میرے ساتھ کبھی وہی سلوک کرو جو میرے آباؤں کے ساتھ کیا۔ قسم بخدا زخم ابھی نہیں بھرا، گل کی بات ہے کہ میرے والد کو حجِ اہلیت کرام قتل کیا۔ مجھ کو جد و پدر کی شہادت نہیں بھولی اور تلخی و حرارتِ غم و غصہ کی میرے حلق میں ابھی باقی ہے، اب تم سے صرف اتنی خواہش ہے کہ ہم کو زندہ فائدہ پہنچاؤ نہ نقصان، پھر آپ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے، تعجب نہیں ہے اگر حسین علیہ السلام شہید ہوئے، کیونکہ ان کے والد جو ان سے بہتر تھے، انہوں نے بھی شہادت پائی اور خوش نہ ہو، اے اہل کوفہ! ان ظلموں سے جو حسین علیہ السلام کو تم نے پہنچائے۔ یہ امر عظیم تھا، حسین کشتہ نہرِ فرات ہے، جان میری حضرت پر قربان ہو اور جس نے حضرت کو قتل کیا آتشِ دوزخ اس کی جزا ہے۔

احتجاج میں بشیر بن جندبم اس طرح مروی ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام متوجہ اہل کوفہ ہوئے اور اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو تو سب چپ ہو رہے، تا آخر حدیث سید ابن طاووس نے کہا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم راضی برضا ہیں۔ آج تم سے نفع و نقصان کچھ نہیں چاہتے۔ کتبِ معتبرہ میں مسلم جصاص سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے کوفہ میں مجھ کو مرمت دارالامارہ کے واسطے طلب کیا تھا۔ میں دروازہ کھریں گویا کہ رات تھا۔ ناگاہ مشور و شیون اطرافِ شہر سے بلند ہوا میں نے ایک مزدور سے پوچھا

یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں خلاف قیاس و روایت ہیں۔ مثلاً پہلی کلمہ میں خود ڈالنا، حضرت زینب کا محل پر مرنیٹنا، کیونکہ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ ابن سہول نے شہزادوں کو بے پردہ برہنہ اونٹوں پر داخل کوفہ کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ محل پر پردہ نہ ہوگا اور کچھ اصحاب کے ہوں گے جنہوں نے خرے منہ میں ڈال لیے، اگرچہ میں اس کو بھی بعید سمجھتا ہوں۔

المجزا اثری

یہ لوگ کیوں چلا تے ہیں؟ اس نے کہا العیا ذبا للہ، ایک خارجی نے خیرید پر خروج کیا تھا۔ اس کا سر اس وقت لارہے ہیں۔ میں نے کہا وہ خارجی کون تھا؟ کہا حسین بن علی (علیہما السلام) یہ سنکر میں چونک گیا۔ مزدور باہر گیا تو میں نے اپنا منہ اس قدر پٹیا کہ قریب تھا میری آنکھیں پھوٹ جائیں، پھر اتنا تھک دھو کر پشت قصر سے باہر نکلا، محمد کنا سر میں پہنچا دیکھا کہ لوگ کھڑے ہیں اور اسیروں کا ڈھیر لائے شہداء کا انتظار کر رہے ہیں۔ ناگاہ قریب چالیس اونٹ نمودار ہوئے، ان پر اہلبیت اطہار علیہم السلام سوار تھے اور انام زین العابدین علیہ السلام کو ایک شتر بے کماہ پر اس طرح دیکھا کہ گھائے گھائے مبارکے خون ٹپک رہا تھا اور اشک جاری تھے اور اس ضمنوں کا مرتبہ پڑھ رہے تھے۔ لے امت بد جن تعالیٰ خیر و برکت نہ دے تم کو کہ تم نے ہمارے حق میں ہمارے جد کی کوئی رعایت نہ کی۔ جب ہم اپنے جہ کے ہمراہ عوہہ قیامت میں تمہارے سامنے آئیں گے، تو تم اس وقت کیا جواب دہی کر دو گے۔ ہم کو خیر ان برہنہ پر سو ارک کے پھرتے ہو، گویا ہم نے تمہارے دین و آئین کو قاکم نہیں کیا۔ لے بنی امت یہ کیا حال ہے کہ سامنے کھڑے ہو اور جواب نہیں دیتے اور خوشی سے تالیال بجاتے ہو اور ہم کو قید کئے لے جاتے ہو۔ کیا ہمارے جد بزرگوار رسول خدا نہیں ہیں؟ جنہوں نے تمام گراہوں کو راہ راست پر ہدایت کی۔ لے واقفہ دست کر بلا تو نے تم و اندوہ ہم کو میراث میں دیا۔ جو ہم کو اسیر کر کے لے جاتے ہیں، حق تعالیٰ ان کے پردوں کو چاک کرے۔ ہماوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ کچھ خرم و دان اطفال صغار کے واسطے اونٹوں پر پھینکتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ام کلثوم نے فرمایا لے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور وہ مخدومہ بچوں کے ہاتھ اور منہ سے چھین کر پھینک دیتی تھیں اور زنان کوفہ ان کی مصیبت پر گریہ کرتی تھیں اس وقت حضرت ام کلثوم نے فرمایا: لے اہل کوفہ تمہارے مردوں نے ہم کو قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں، ہمارے تمہارے درمیان بروز جزا خداوند عالم حکم کرے وہ احکام الحاکمین ہے۔ اس اثناء میں آواز گریہ و نالہ بلند ہوئی اور سر شہداء کے اونٹوں پر ظاہر ہوئے، آگے آگے سب مردوں کے سر انور سید الشہداء و خاصا ال عبا تھا جو نہایت متور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھا۔ محاسن خضاب آلود تھے، اور چہرہ مثل ماہتاب تھا، ہوا کے جھونکوں سے ریش مقدس کو سین و بیا حرکت ہوتی تھی، ناگاہ حضرت زینب کی نگاہ اس سر انور پر پڑی، اپنا سر جو بچھل پڑے مارا، قطرات خون نفعہ کے نیچے ٹپکے لگے، اور سر انور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

أَخِي يَا هَيْلًا لَنَا اسْتَمْتَمْنَا لَا  
مَاتُوهُتْ يَا شَفِيقُ فَوَادِي  
يَا أَخِي فَاظْمُرُ الصَّبْرَةَ كَلِمَتَهَا  
عَالَهُ حَمَعُهُ فَا بَدَا عَسْرُ وَا  
كَانَ هَذَا مَقْدَرًا مَكْتُوبًا  
نَعَدَّ كَادَ قَلْبُهَا أَنْ يَدُ وَا

يَا أَخِي لَوْ تَرَى عَلِيًّا لَدَى الْأَسْرِ  
كَلِمًا أَوْ جَعُولًا بِالضَّرْبِ نَادَاكَ  
يَا أَخِي ضَبَّتْ إِلَيْكَ وَقَرَّبَتْهُ  
مَا أَذَلَّ الْيَسِيرَةَ حِينَ يَسَادِي  
مَعَ الْيَسْمَلَا يُطِينُ وَ جَلُ وَا  
يَدَلُّ لِيْفَيْضُ دَمْعًا مَسْكُوبًا  
وَسَكَنَ فَوَادَةَ الْأَمُوعُ وَا  
بِأَيْهِ وَلَا يَرَاهُ حُجَيْبًا

ترجمہ: لے بھیا! لے ماہ درخشاں ہنوز تو کمال کو نہیں پہنچا تھا کہ تو غروب ہو گیا۔ لے میرے پارہ جگر! مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ میرے تقدیر میں یہ لکھا تھا۔ لے بھائی! فاطمہ صغیرے کچھ بات کرو، قریبے کہ اس کا نازک دل پھل جائے۔ لے بھائی! کاش تم اسیری کے عالم میں سید سجاد کو دیکھتے کہ علاوہ درد و یتیمی کے زمین پر پٹھرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ جس وقت یہ پلا عین اُسے ایذا پہنچاتے ہیں تم کو پکارتا ہے اور زار زار روتا ہے۔ لے بھائی میرے! اس کو سینہ سے لگا لو اور اس کے دل نمکین کو تسلی و دیتیم کی یہ حالت کتنی دردناک ہے کہ وہ اپنے باپ کو آواز دے اور جواب نہ پائے: "سید علی بن طاووس علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان زیاد اپنے قصر میں بیٹھا اور اذن عام دیا، تاکہ سمرام اُسے باہر نکلنے کے سامنے رکھا جائے۔ پس حرم شاہ با اطفال بے گناہ حاضر ہوئے۔ جناب زینب باحال پریشاں ایک گوشہ میں بیٹھی تھیں۔ اُس شفقی نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زینب دختر علی ابن ابی طالب ہیں۔ ابن زیاد ان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَحَكُمْ وَ الْكَذِبَ أَحَدًا وَ شَكَرَكُمْ شَكَرًا هَبَّ أَسْ خَدَاكَ حَسْبُ نَعْمِيْنَ ذَلِيلٍ وَ رَسُوَا كَيْفَا اُورْتَمَارَ دَعْوُونَ كُوْحَمَلَا دِيَا۔ حضرت زینب نے جواب دیا: كَرَامًا يَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرُ وَ هُوَ غَدْرٌ نَا۔ ذلیل ہوتا ہے فاسق اور جھوٹ بولتا ہے فاجر اور وہ ہم نہیں غیر ہے۔ یہ سنکر ابن زیاد بولا: كَيْفَ دَرَأَيْتِ صُنْعَ اللَّهِ بِكَ وَ بِأَهْلِ بَيْتِكَ۔ لے زینب! تم نے دیکھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ اور تمہارے بھائی اور تمہارے گھر والوں کے ساتھ کیا کیا؟ اپنے جواب دیا: مَا رَأَيْتِ الْآجِبَلَا هُوَ لَا وَ قَوْمًا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْقَاتِلَ قَاتِلًا وَ الْإِنْفِصَا جِهَمًا وَ سَبَّ جَمِيعَ اللَّهِ بَيْتِكَ وَ بَنِيَهُمْ فَتَحَاجُّ وَ تَحَاصُّمْ فَانْظُرِيْنَ الْعَلَمُ بَوْمِيذٍ وَ كَلَنَّاكَ أَصَاكُ يَا بِنْتَ مَرْجَانَةَ۔ جو کچھ میں نے دیکھا اور جھیل ہے، یہ وہ لوگ تھے کہ جناب احدیت نے درجاً علانے شہداء ان کے لیے تقریر کیا تھا، پس وہ اپنے مشاہدہ سے میں پہنچے اور عنقریب حق تعالیٰ سمجھ کو اور ان کو مقام محاسبہ لے پورا جواب جو اپنے فرمایا ہے، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِبَيْتِهِ مُحَمَّدًا وَ طَهَّرَنَا مِنَ الرَّجْسِ تَطْهِيرًا۔ الخ۔ حمد ہے اُس خدا کی جس نے ہم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدلت بزرگی عنایت کی اور ہر قسم کی سچائیوں کو دور رکھا ہے۔ اس کے آگے ہے انما يفتضح الفاسق الخ جیسا کہ آگے کا۔ جزائری

زینب اور ابن زیاد کی گفتگو

لے پورا جواب جو اپنے فرمایا ہے، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِبَيْتِهِ مُحَمَّدًا وَ طَهَّرَنَا مِنَ الرَّجْسِ تَطْهِيرًا۔ الخ۔ حمد ہے اُس خدا کی جس نے ہم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدلت بزرگی عنایت کی اور ہر قسم کی سچائیوں کو دور رکھا ہے۔ اس کے آگے ہے انما يفتضح الفاسق الخ جیسا کہ آگے کا۔ جزائری

میں حاضر کرے گا اور اس وقت محبت و مفاہمت سے ساتھ ہوگا، لے لے لے لے لے تیری مال تیرے ماتم میں بیٹھے، دیکھنا کہ اس روز فتح و ظفر کون پاتا ہے؟ اس اوی کہتا ہے کہ وہ ملعون یہ سنکر نہایت ملیش میں آیا اور جناب زینب کے قتل کا اعلان کیا۔ عمرو بن حریث نے کہا یہ عورت ہے اور عورت کے کلام پر مواخذہ نہ کرنا چاہیے۔ ابن زیاد نے کہا حق سبحانہ تعالیٰ نے حسین اور محاسن سے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی۔ حضرت زینب نے فرمایا: بیشک تو نے ہمارے بڑھوں کو قتل کیا اور ہماری بیچ و بنیاد اور شاخ و فرغ قطع کر ڈالی۔ اگر اسی طرح تیرے دل کو ٹھنڈک پہنچی ہے تو البتہ تو نے ٹھنڈک پائی۔ ابن زیاد نے یہ سنکر کہا یہ عورت ادیبہ ہے، قسم ہے زندگی کی اس کا ہچ اور ایدیب و شاعر تھا۔ حضرت زینب نے جواب دیا، عورت کو شاعری سے کیا سروکار۔ (دوسرا بروایت ابن سنا، حضرت زینب نے کہا عورت کو شاعری سے کیا کام؟ میں تعجب کرتی ہوں اس شخص پر جو اپنے اماموں کے قتل سے تسکین پائے اور بزوش ہوا، یاد دہی کر جانتا ہو کہ بروزیقیا منت وہ اس سے انتقام لیں گے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت کا سر مبارک اس ملعون کے دروبر رکھا گیا، وہ شقی دیکھتا تھا اور ہستم کرتا تھا اور ایک چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی جسے حضرت کے دندان مبارک پر مارتا تھا۔ زید بن اسلم جو کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک مروض تھے اس ملعون کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ یہ حال دیکھ کر انھوں نے کہا کہ اس لکڑی کو حسین کے لب و دندان سے اٹھالے قسم بوجہ لاشرکاء میں نے کہا ہے سید عالم کو ان لبوں پر اتنی یاد دیکھا کہ میں شہزاد نہیں کر سکتا یہ کہہ کر زید بے اختیار رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھ کو رلا دے ایک حق تعالیٰ کی فتح پر روتا ہے، واللہ اگر تو سٹھیا یا ہوا بڑھانا ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا، زید بن اسلم وہاں سے اٹھے اور گھر چلے گئے، اور بروایت محمد بن ابی طالب بعد ازلے بلند روئے باہر نکلے اور کہتے تھے۔ غلام آزاد کا مالک ہوا ہے، لے کر وہ عرب تم سب آج سے غلام ہو، کیونکہ فرزند فاطمہ علیہا السلام کو تم نے قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا تاکہ وہ تمہارے اچھوں کو قتل کرے اور بزبرگون کو غلام بناوے، ذلت و خواری پر تم راضی ہوئے۔ دوری و نفرین ہوا اس شخص کے لیے جو خواری پر راضی ہو۔

زید بن اسلم اور سید عالم کے ہاتھ میں

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حرم محرم امام امم کے ابن زیاد کے سامنے حاضر کئے گئے ان میں جناب زینب باحالی پریشان و لباس خراب تھیں، آپ اگر ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے جو کفارے بیٹھی ہے اور اس کے گرد کیزیں ہیں۔ حضرت زینب نے جواب نہ دیا تاکہ تین قرابہ اس شقی نے اس کلام کا اعادہ کیا۔ ایک کینز نے جواب دیا کہ یہ دختر بتول غذا فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ابن زیاد نے ان کا طرف خطاب کر کے کہا: شکر ہے خدا کا کہ اس نے تم کو ذلیل و

دخوار کیا اور ہلاک کیا اور تمہاری باتوں کو دروغ گردانا۔ حضرت زینب نے جواب میں فرمایا، شکر ہے اس خدا کا جس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تم کو عزت عطا فرمائی اور جس و ناپاکی سے پاک و پاکیزہ کیا اور ذلیل و سوا فاسق و فاجر ہوتا ہے۔ (تا آخر حدیث)

ستیدا بن نمائے کہا ہے کہ پھر ابن زیاد حضرت سجاد کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا یہ کون ہے؟ کہا علی بن حسین علیہما السلام۔ ابن زیاد نے کہا کیا علی بن حسین کو خدا نے قتل نہیں کیا؟ حضرت نے فرمایا میرا ایک بھائی علی تھا، لوگوں نے اس کو قتل کیا۔ اس نے کہا بلکہ حق تعالیٰ نے اُسے قتل کیا، حضرت نے یہ آیہ پڑھا: *اللَّهِ يَتَوَقَّي الْأَنْفَسَ حَيْنَ مَوْتِهَا وَالَّذِي لَمْ نَمُتْ فِي مَوَاتِهَا لَمْ يَمْنَحِ خَالِقُهَا قَوْلًا يُرَدُّ*۔ جانوں کو بوقت ان کی موت کے اور جو نہیں مرتے بوقت خواب ان کی روح بقول کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا، تیری بھی یہ مجال کہ مجھے جواب دیتا ہے۔ پھر ایک شخص سے کہا: اس کو لے جا کر قتل کر دو جب جناب زینب نے یہ سنا تو فرمایا، لے لے لے لے لے! تو نے ہمارے عزیزوں سے کسی کو باقی نہ رکھا، اگر اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو مجھے بھی قتل کر۔ شیخ مفید اور ابن نما علیہما الرحمہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت حضرت زینب نے اپنے دونوں ہاتھ سید سجاد کی گردن میں ڈال دیئے اور کہا، لے ابن زیاد! اس قدر کشت و خون تجھ کو کافی نہیں ہے یہ فرما کر گئے سے لپٹ گئیں۔ کبھی تھیں اگر تو اس بیمار کو قتل کرتا ہے تو مجھے بھی قتل کر۔ ابن زیاد نے یہ دیکھ کر کہا قرابت کا بھی عجب حال ہوتا ہے واللہ مجھ کو گمان ہوتا ہے کہ یہ عورت علی ابن الحسین کے ساتھ اپنے قتل پر راضی ہے، چھوڑ دو اس کو کیونکہ یہ بیمار ہے۔ اور ستید نے روایت کی ہے کہ حضرت سجاد نے فرمایا کہ لے لے لے لے سکوت فرمائیے، میں اس سے ایک بات کہتا ہوں، اور فرمایا، *أَبَا قَتْلٌ تَهْلِكُ فِي يَابَنِ زِيَادًا مَا عَظِمَتْ* *أَنَّ الْقَتْلَ لَنَا عَادَةٌ وَكِرَامَتُنَا الشَّهَادَةُ*۔ لے ابن زیاد! تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے، نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے، اور بزرگی ہماری شہادت ہے۔ پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ پہلوئے سجدہ مسم ہیں ایک خراب ہے اس میں ان سب کو محسوس کر دو۔ اس وقت حضرت زینب نے کہا، ہمارے پاس زمان عرب سے کوئی نہ آئے والا کینز یا اُم ولد کیونکہ وہ بھی اسیر ہیں۔

انسان کا ان کے ہاتھ میں

انسان کا ان کے ہاتھ میں

شیخ ابن نمائے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ میں عبید اللہ ابن زیاد کے پاس گیا، وہ ملعون اس وقت ایک لکڑی دندان مبارک امام حسین علیہما السلام پر مارتا تھا اور کہتا تھا حسین کے ذلت کتنے اچھے ہیں۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ حرکت ناشائستہ نہ کر کیونکہ میں نے دیکھا جس مقام پر تو کھڑی رکھے ہے یہ بوسہ گاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ اور سعید بن معاذ اور عمرو بن سہیل سے روایت ہے۔ (یہ دونوں شخص بھی اس وقت حاضر تھے جب وہ مشقی بیباک چشم و بینی و دندان مبارک پر حضرت

کے چھڑیاں لگا رہا تھا) زید بن ارقم نے کہا اٹھالے اس لکڑھی کو کیونکہ میں نے کبشم خود دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لہجائے مبارک اسی مقام پر رکھ کر بوسے دیتے تھے۔ یہ کہہ کر زید بن ارقم حج کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھ کو لالے لے دشمن خدا! اگر تو بڑھا اور سٹھیا یا ہوانہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا۔ زید نے کہا میں تیرے سامنے ایک حدیث بیان کرتا ہوں وہ اس سے زیادہ تجھ پر شاق اور دشوار ہوگی۔ ایک روز میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حسن آپ کے دلہنے زانو پر اور حسین بائیں زانو پر بیٹھے تھے اور وہ حضرت اپنا دست مبارک دونوں کے سروں پر رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا وندا! ان کو اور صالح المؤمنین (علیؑ) علیہ السلام کو میں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ پس لے ابن زیاد نے اپنے پیغمبر کی امانت خوب محفوظ رکھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب عبید اللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد لجزہ شہادت امام حسین علیہ السلام ایک جا بھیجے ہوئے، ابن زیاد نے عمر سعد سے کہا جو نامہ میں نے حسین علیہ السلام کی لڑائی کے بارے میں میں نے تجھ کو لکھا تھا اس کو پیش کر، اُس نے کہا تم ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا ضرور پیدا کر، کیا تو فرشتے ساتھ خود کو قتل حسین علیہ السلام کے بارے میں منذر خیال کرتا ہے۔ عمر سعد نے جواب دیا۔ بیٹیکسا ایسا ہی ہے کیونکہ میں نے اس معاملہ میں تجھ کو پہلے ہی اس طرح نصیحت کی تھی جس طرح اپنے باپ سعد کو کرتا۔ اُس وقت عثمان بن زیاد، عبید اللہ ابن زیاد کا بھائی بولا کہ یہ سچ کہتا ہے اللہ میں بھی اس پر راضی تھا کہ اولاد زیاد ہمیشہ ناقیامت دلیل و نوار ہے لیکن حسین علیہ السلام قتل نہ ہوں۔ عمر سعد نے کہا اللہ کسی شخص نے مجھ سے بدتر کام نہ کیا کہ میں نے اطاعت عبید اللہ ابن زیاد میں نافرمانی رب العزت کی، اور قطع رسم جائز رکھا۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ سر مبارک حضرت کوچہ و بازار میں پھرایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس مقام پر مصنف نے چند شعور کسی کے لکھے ہیں، ان کا مضمون یہ ہے کہ سر فرزند علیؑ و متول نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہے اور مسلمان دیکھتے رہے اور سنتے رہے اور کوئی منع کرنے والا یا رنجیدہ ہونے والا نہ تھا۔ اے فرزند رسول! اندھی ہودہ آنکھ جو تجھے اس حال میں دیکھے اور ناشنوا ہوا، وہ کان جو اس آواز کو سنے اور عنکبن نہ ہو اور کوئی باغ و گلستان نہیں ہے جو آرزو تیری خوابگاہ ہونے کی نہ رکھتا ہو جن آنکھوں کے واسطے تو خواب و آرام تھا تو نے ان کو بیدار کیا، اور جو آنکھیں تیرے ہوتے نہ سوتی تھیں ان کو تو نے اپنے مرنے سے سلا دیا۔

سید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ پھر ابن زیاد منبر پر گیا اور بعد و ثنا لے الہی کہنے لگا، شکر خدا کا حق تعالیٰ نے حق ظاہر کیا اور امیر المؤمنین بیزید اور اس کے تابعین کی مددگاری کی اور معاویہ اللہ کذاب ابن

کذاب کو قتل کیا، یہاں تک وہ شقی کہنے پایا تھا کہ عبد اللہ بن عقیف ازوی جو شیخہ خالص بنی امیر المؤمنین علیہ السلام اور اقیاس سے تھے، ان کی ایک آنکھ جنگ جمل میں اور دوسری مصعب بن جاتی رہی تھی، اور ہمیشہ مسجد جامع میں تمام روز مشغول نماز رہتے تھے۔ اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے پسر مرجانہ کذاب ابن کذاب تو ہے اور جس نے تجھے عامل بنایا اور اُس کا باپ ہے۔ اے دشمن خدا! پیغمبر زادوں کو تو قتل کرتا ہے پھر منبر پر ایسا بے ادبی کا کلام کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر ابن زیاد غصہ میں آیا اور کہا یہ کون ہے؟ عبد اللہ نے کہا: میں کہتا ہوں لے دشمن خدا جس ذریعہ ظاہرہ کو کہ حق تعالیٰ نے مُنذَر کیا ہے اُس کو تو نے قتل کیا اس پر تو اپنے کو مسلمان جانتا ہے۔ واعوث تاہ کہاں ہیں اولاد ہاجرین اور انصار جو اس طاعنی سے جس کو سید عالمیاں نے ملعون بن ملعون کہا ہے انتقام لیں۔ راوی کہتا ہے کہ وہ شقی یہ سنکر بہت طیش میں آیا، رگبیں اُس کی گردن کی پھول گئیں اور کہا اُس کو میرے پاس لاؤ۔ یہ سنکر ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے لیکن انشراح قبیلہ ازد جو نبی اعمام عبد اللہ تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ کو اُن کے ہاتھوں سے چھڑا کر دروازہ مسجد سے باہر کر دیا اور گھڑ تک پہنچا دیا۔ ابن زیاد نے کہا جاؤ اس اندھے کو پکڑ لاؤ خدا اس کے دل کو مانند حشم کر کر دے۔ بنو حزمہ عبد اللہ کی قوم کو بھی قسب جمع ہو گئے۔ قبائل بنی نضیبی ان کا ساتھ دیا۔ یہ ماجرا ابن زیاد کو معلوم ہوا تو اس شقی نے قبیلہ مضر کو محمد بن اشعث کے ہمراہ روانہ کیا اور ان سب کے قتل کا حکم دیا۔ راوی کہتا ہے کہ عبد اللہ کے مکان پر حرم شہید واقع ہوئی یہاں تک کہ اگر کنگرے عرب مقتول ہوئی، اور ابن زیاد کے آدمی عبد اللہ بن عقیف کے دروازے تک پہنچ گئے اور دروازہ توڑ ڈالا اور گھر میں داخل ہونا چاہا۔ دختر عبد اللہ حلالی کہ بابا! لوگ اندر آیا چاہتے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا خوف نہ کر میری تلوار مجھ کو دے۔ لڑائی نے تلوار بوڑھے اور اندھے باپ کے حوالے کی جس سے عبد اللہ بن عقیف کو گونجے دُور کرنے لگے اور درج پڑھنے لگے اور بیٹی کہتی تھی اے بابا! کاش میں مرد ہو تو تو تمہیں ملائین کو دور کرتا اور قاتلانِ عترتِ طاہرین سے لڑتی۔ غرض اشقیاء مکان کے چاروں طرف پھرتے تھے مگر کوئی مجال نہ پاتے تھے جس طرف سے آتے تھے عبد اللہ کی بیٹی خبر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ ان کو جمع ہو کر گھیر لیا۔ اس وقت وہ دختر مومنہ فریاد و زاری کرنے لگی کہ ہائے افسوس! میرے باپ کو گھیر لیا اور کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے۔ عبد اللہ کی جرات کا یہ عالم تھا کہ اس حال میں بھی تلوار کو چاروں طرف گھماتے تھے اور کہتے تھے اگر میری آنکھیں ہوتیں تو عرضہ حیات تم پر تنگ کرتا۔ آخر ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس لے گئے جب اس ملعون نے دیکھا تو کہا شکر خدا کا کہ اُس نے تجھ کو رسوا کیا۔ عبد اللہ نے کہا اے دشمن خدا کس طرح تو نے مجھے ذلیل کیا۔ سجد امیری آنکھیں ہوتیں تو عرضہ حیات تجھ پر تنگ کر دیتا۔ ابن زیاد نے کہا

۱  
 لے دشمنی تو عثمان بن عفان کے حق میں کیا کہتا ہے۔ کہا: اے غلام بنی حلاج، اے ابن مرغانہ تمہارے  
 عثمان سے کیا مطلب اس نے جو کچھ بھی کیا حق تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے قاتلین کے درمیان  
 بعد از راستی حکم کرے گا۔ مجھ سے اپنا اور اپنے باپ کا، یزید اور اس کے باپ کا حال پوچھ۔ ابن زیاد نے کہا  
 واللہ میں تم سے کچھ نہ پوچھوں گا یہاں تک کہ تو چاشنی مرگ چکھے۔ عبد اللہ نے کہا: احمہ اللہ رب العالمین  
 میں حق تعالیٰ سے تیری ولادت کے قبل خواہاں تھا اور دعا کرتا تھا کہ بدتر من خلق کے ہاتھ سے قتل  
 ہوں۔ جب آنکھیں میری جاتی رہیں نا امید ہو گیا تھا، اور اب شکر کرتا ہوں کہ بعد از امید ہی جناب حدیث  
 نے شہادت کی سعادت عنایت کی اور دعا میری مستجاب ہوئی۔ ابن زیاد نے قتل کا حکم دیا۔ آخر وہ  
 مرد صاعق قتل کیا گیا اور حکم ابن زیاد ان کا لاشہ ایک خرابہ میں داخل کر دیا گیا۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ  
 نے لکھا ہے کہ جس وقت دیسا ولان ابن زیاد نے عبد اللہ بن عقیف کو دربار ہی میں گرفتار کر لیا تو انھوں  
 نے اشراف ازد کو پکارا، سات سو آدمی ان کے قبیلہ کے صحیح ہو کر چھڑے گئے۔ وقت شب عبد اللہ کو  
 ابن زیاد نے گھر سے پکڑوا کر ہلاک کیا اور زمین شورہ زار میں سولی دی۔

ابن نما نے روایت کی ہے کہ اس کے بعد ابن زیاد نے جناب بن عبد اللہ ازدی کو جو مدینہ سے  
 طلب کیا اور کہا لے دشمن خدا تو اصحابہ البو تراب سے نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں میں ان کے اصحاب  
 سے ہوں اور یہاں نہیں کرتا۔ ابن زیاد نے کہا: میں تیرے خون سے تقرب خواہاں ہوں۔ انھوں نے  
 کہا حق تعالیٰ تم کو تقرب و منزلت نہ دے گا اور اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ ابن زیاد نے کہا یہ مرد  
 مستر ہے اور اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ پس ان کو چھوڑ دیا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میر مبارک امام علیہ السلام حکم ابن زیاد کو یہ و بازاریں  
 پھرا گیا۔ یزید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب میر انور نیر سے پر میر سے کو چہ سے گذرا، میں گھر کے فرنگ  
 میں بیٹھا تھا، جس وقت کہ مقابل میرے آیا میں نے سنا کہ یہ آئی کہ میر پڑھتا تھا *أَمْ هَيْبَتُ أَنْ أَجْعَلَهُ*  
*الْكُفَّةَ وَالْوَقْفِيَّةَ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا* زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ آواز سنا میرے بدن کے  
 رو میں کھڑے ہو گئے اور میں نے پکار کر کہا یا بن رسول اللہ آپ کا سر انور قہمہ اصحاب کہف سے عجیب ہے۔  
 سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے تبر شہادت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہلبیت  
 کرام کی یزید کو کھڑ کر بھیجی، اور عمر بن سعید بن معاص کو بھی جو والی مدینہ تھا مطلع کیا۔ مفید علیہ الرحمہ  
 فرماتے ہیں۔ ابن زیاد نے میر مبارک امام علیہ السلام یزید پید کے پاس بھیجا اور عبد الملک بن ابوالخارث  
 سلی کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں جا کر عمر بن سعید شقی کو بشارت قبیلہ حسین (علیہ السلام) دے۔ عبد الملک

میر انور نیر اور بازاریں

سورة الكهف آیت ۱۰

کہتا ہے، میں نے سوار ہو کر عزم مدینہ منورہ کیا۔ جب مدینہ میں وارد ہوا تو ایک مرد قرشی نے ملاقات  
 ہوئی، اس نے پوچھا کیا خبر لایا ہے، میں نے کہا خبر امیر کے پاس سن لے گا۔ اس نے کہا *إِنَّا لِلَّهِ وَ*  
*إِنَّا إِلَيْهِ* سراج چونکہ والدہ کرمین (علیہا السلام) قتل ہوئے۔ خلاصہ جب میں عمر بن سعید کے پاس  
 پہنچا، اس نے کہا کیا خبر ہے؟ میں نے کہا ایک ایسی خبر ہے جو امیر کو خوش کرے حسین قتل ہوئے۔ اس شقی  
 نے کہا، مدینہ کے تمام محلوں میں منادی کر۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس قدر نالہ دیا کہ اور شیون  
 وادیا خانہ ہائے نبی ہاشم سے ہر پامو کہ میں نے تمام عمر کبھی ایسا نالہ نہیں سنا تھا۔ پھر عمر بن سعید کے  
 پاس آیا، اس نے مجھ کو دیکھ کر مستم کیا اور اشعار عمر بن معدیکر پڑھے جن کا حاصل یہ ہے کہ ایک وز  
 ہماری عورتیں گریہ و زاری کرتی تھیں اور ایک روز ہمارے اعدا کی عورتیں فریاد بجا کرتی ہیں۔ اس کے  
 بعد کہا، یہ رونا اور نوحہ نالہ قتل عثمان کے بدلہ میں ہے۔ جس روز کہ عثمان قتل کئے گئے تھے۔ ہم سب  
 روتے تھے، آج حسین کے قتل سے یہ سب روتے ہیں، اس کے بعد منبر پر جا کر لوگوں کو قتل امام حسین  
 علیہ السلام سے مطلع کیا اور دعائے خیر یزید کے لیے کی۔

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ عمر بن سعید نے خطبہ پڑھا کہ یہ سانحہ ایک اور سانحہ کے عوض میں  
 واقع ہوا، اور یہ صدمہ نایک اور صدمہ کے مقابلہ میں رویندیر ہوا اور بہت سی مصیبتیں دوسری مصیبتوں کے  
 نتیجہ میں روننا ہوئی ہیں۔ اس میں حکمت الہی ہے۔ سجد اس راضی تھا اس امر پر کہ حسین بدن پر ہوتا  
 اور روح ان کے جسم میں ہوتی اور وہ ہم کو گالیاں دیتے اور ہم ان کی مدح کرتے اور ہم سے قطع جسم  
 کرتے اور ہم ان سے وصلت کرتے جیسا کہ ان کی اور ہماری عادت تھی۔ اور جو امر کہ ان کے لئے ہوا نہ ہوتا،  
 لیکن کیا کریں بجز شغف ہمارے اور تلواریں کھینچے، اسے کیوں کر دفع نہ کریں۔ یہ سن کر عبد اللہ بن ثابت اٹھ کھڑا  
 ہوا اور کہا اگر فاطمہ زہرا زیندہ ہوتیں اور حسین کا شاہو اسے کھینچیں اللہ گریہ و زاری کرتیں۔ عمر بن سعید لقمی اس  
 بات سے غصہ میں آیا، کہنے لگا ہم کو تم سے زیادہ فاطمہ سے زیادہ خصوصیت ہے کیونکہ ان کا باپ ہمارا  
 چچا ہے اور ان کا شوہر ہمارا بھائی ہے اور ان کا بیٹا ہمارا بیٹا ہے۔ اگر فاطمہ زہرا زیندہ ہوتیں تو انھیں انکی  
 گریاں اور دل ان کا بریاں ہوتا، مگر جس شخص نے ان کے بیٹے کو مارا ہے اور اپنے سے دفع کیا ہے اس کو  
 کچھ نہ کہتیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس ان کا ایک غلام آزاد کو  
 گیا اور خبر شہادت ان کے دونوں فرزندوں کی بیان کی عبد اللہ نے *إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ وَ أَجْعَلُونَهُ*  
 کہا اس وقت بالو السلال غلام عبد اللہ بن جعفر طیار کا بولا کہ ہم کو حسین سے ہی حاصل ہوا۔ عبد اللہ نے

سورة البقرہ آیت ۱۷۵

اپنی نگین سے اس کو مارا اور کہا "لے پیر جاریہ ناپاک تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں یہ کیا کلمہ کہا۔ سزا اگر میں ہمراہ رکاب آنحضرت ہوتا ہرگز جہان ہوتا، تاہنا سبک جان اپنی نہ کرتا۔ موجب میری تسلی کا یہ ہے کہ میکہ فرزند باکمال صبر و شکیبائی میرے بھائی کی رفاقت میں شہید ہوئے۔ پھر اپنے اصحاب کے متوجہ ہو کر کہا قتل حسین علیہ السلام مجھ پر بہت شاق اور گراں ہے، لیکن شکر خدا کا کہ اگر وہ یہاں کی خدمت سرایا سعادت سے دور رہا لیکن میکہ بیٹے رکاب ظفر انتساب میں حضرت کے ساتھ ظفر یاب ہوئے پس ام لقمان دختر عقیل خیر شہادت امام حسین علیہ السلام منکر نوحہ و زاری کرتی ہوئی نکلیں اور ان کی بہن ام ہانی و اسما و رملہ اور زینب، ساتھ تھیں اور اپنے کنگان کلا پر روتی تھیں اور یہ شعر پڑھتی تھیں۔

مَاذَا أَفْعَلُونَ إِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ  
مَاذَا أَفْعَلْتُمْ وَأَنْفَعًا أَحْسَبُ الْأَمَمِ  
بِعِزَّتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفَقَدِي  
مِنْهُمْ أَسَادِي وَقَتْلِي ضَرْبًا بَدِيدًا

لے قوم سنگم بردوز عشرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا جواب دو گے جس وقت وہ جناب تم سے خطاب کریں گے کہ میرے بعد تم نے میری عمرت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان میں سے بعض خاک و خون میں غلظیدہ اور بعض طوق و زنجیر میں اسیر ہوئے۔ اور وہ خیر خواہی اور نصیحت کو جو میں نے تمہارے لئے کی تھی اس کی جزیہی ہے کہ تم نے میرے بعد میری عمرت کے ساتھ یہ سلوک اور اعمال زشت کئے۔

جس دن عمر بن سعید نے منبر پر چڑھ کر خیر شہادت حضرت امام حسین لوگوں نے بیان کی اس کی شام کو اہل مدینہ نے ایک منادی کی آواز سنی جو نظر نہ آتا تھا۔ آيَهَا الْقَائِلُونَ جَهْلًا حَسْبُنَا اِسْتِغْنَاءُ بِالْعَدَابِ وَالْاِسْتِكْبَالِ \* كُلُّ اَهْلِ السَّمَاءِ يَدْعُو عَلَيْنَكُمْ وَوَدَّ لَوْعْنَتُمْ - عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَ مُوسَى صَاحِبِ الْاِنْجِيلِ \* لے لوگو! جنہوں نے نادانی سے حسین کو قتل کیا حق تعالیٰ کے عذاب کی تم کو بشارت ہوئے تھی اہل آسمان تم کو نفرین کرتے ہیں اور تم بزبان حضرت داؤد و حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام طعون ہو گئے۔

ابن ہشام سے مروی ہے کہ یزید نے حوز بن حرب بن مسعود دیکھی کو جو بنی عدی بن حباب سے تھے، اور ایک مرد میرا سے کو یہ دونوں بزرگوار ملک شام سے تھے مدینہ منورہ بھیجا تاکہ خیر شہادت امام حسین علیہ السلام پہنچاویں۔ جب یہ مدینہ پہنچے اور حضرت کی شہادت کا اعلان کیا یہ سن کر ایک لڑکی دختران عبدالمطلب جس کا نام زینب بنت عقیل تھا باحالی تباہ سکر بال پریشاں کئے قاصدان یزید کے پاس روٹی ہوئی آئی اور اشعار سابق اپنی زبان سے ادا کئے۔ اور شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ کہ اس نے کہا میں حضرت ام سلمہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت نکمہ کرتی ہوئی داخل ہوئی کہ میں مقبول ہوا۔

ام سلمہ نے کہا، حسین کو قتل کیا، خدا ان ستمگاروں کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔  
مولف علیہ الرحمہ نے تاریخ بلاذری سے نقل کیا جس وقت سرانور امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ میں بھاگ گیا تو ہر گھر سے نالہ و شیون کی فریاد سنی گئی۔ یسنکر مروان نے کہا، ان کے کٹھنوں میں نے ہماری حکومت کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔ پھر اس نے ایک چھڑی سے امام حسین کے چہرہ اقدس کے رخسار بے ادبی کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے:

يَا حَبِيبًا اَبْرُدُكَ فِي الْيَدَيْنِ  
كَأَنَّهَا بَيَاتٌ وَبِمَجْدَيْنِ  
وَكُونُكَ الْاَحْمَرُ فِي الْاَحْدَيْنِ  
شَفَيْتَ مِنْكَ النَّفْسَ يَا حَسِينُ

یعنی لے حسین! تمہارے کٹھنوں میں مرے ٹھنڈک ہاتھوں کو اور تمہارے رخسار کو کٹھنوں کو کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو دین و دنیا کی عزت مل گئی۔ حسین میرے دل میں تمہارے قتل سے ٹھنڈک پڑ گئی۔

نظری نے خصائص میں ابو قبیل سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک آواز آسمان وزمین کے درمیان میں سنی گئی کہ ایک قائل کہتا تھا۔ لے آل محمد کے فضائل جاننے والو! یہ پیغام لوگوں کو جلد پہنچاؤ و کثرت از ہنئی امیہ نے امام حسین فرزند رسول انقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا اور مشرق تا مغرب تمام خلافت اپنی زبان سے ان کی مصیبت میں نوحہ کر رہی۔

سعید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب ابن زیاد بد نہاد کا خط یزید پلیدی کے پاس پہنچا اور وہ اس مضمون سے مطلع ہوا تو جواب میں لکھا کہ سر شہدار مع اطفال و عورات کے اس سمت کو روانہ کرے۔ ابن زیاد نے مخفی بن ثعلب حاکم مدینہ کو طلب کیا اور سر شہدار اور خدات عصمت کو اس کے سپرد کیا۔ وہ بدر دار البیت اظہار اور دختران سید ابرار کو مثل امیران کفار سرکوپہ و بازار پھرتا ہوا روانہ ہوا۔ سعید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ابن زیاد نے میر مبارک امام اور دیگر شہداء و زجر بن قیس کے ہمراہ جانب شام روانہ کئے اور اس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن الوظیان کو کچھ اہل کوفہ کے ہمراہ یزید کے پاس دمشق روانہ کیا۔ صاحب مناقب نے ابن ابی قبیل سے روایت کی ہے کہ جب حضرت کامر مبارک شام لے گئے۔ پہلی منزل پر پہنچ کر مشغول شراب ہوئے۔ ناگاہ ایک ہاتھ مع ایک قلم آہنی کے دیوار سے نمودار ہوا، اس ہاتھ نے یہ چند سطریں خون سے لکھیں۔

اَسْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حَسِينًا  
شِفَاعَةً بَعْدَ مَا جَدَّ يَوْمَ الْحِسَابِ

یعنی جس امت بد کردار نے حسین کو قتل کیا وہ بروز حساب اس کے جبراً مجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے شفاعت کی امید کیونکر رکھ سکتی ہے۔ اور صاحب کافل اور صاحب مناقب اور ابن نمائلہ نے نقل کیا ہے کہ عمر سعد نے حضرت کاسر خونیؓ کی تحویل میں دیا، وہ ملعون میر مہر کو لے کر وقت شب روانہ ہوا، اور روزانہ تھرا بن زیاد کا بند پایا۔ اپنے گھر چلا گیا، اس ملعون کی دو بیبیاں تھیں ایک قبیلہ بنی اسد سے دوسری قبیلہ خضرم سے، اس کا نام نوار تھا، خونی وہ سر کے کنارے پاس گیا، اس نے پوچھا کیا لایا ہے، کہا میں تیرے لئے حسینؑ لایا ہوں۔ اس نے کہا دلے تجھ پر لوگ زرد سیم لاتے ہیں تو سر فرزند رسولؐ لایا ہے۔ اب میرا اور تیرا سر ایک بائیں پر جمع نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ خونی کہتا ہے پھر اس نے دوسری بیوی اسدیہ کو بلایا، اس نے وہ سر ایک پشت میں رکھا۔ خونی کہتا ہے، خدا کی قسم! ابھی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹی تھی کہ میں نے دیکھا کہ اس پشت سے جس میں سر رکھا تھا ایک نور کا عمود جانب آسمان بلند ہے اور طائران سفید اس کے اوپر اڑ رہے ہیں۔

صاحب مناقب اور ستین رحمہما اللہ نے کہا کہ ابن ابی عمیر وغیرہ نے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں سے بقدر راحت کھی جاتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہنستا تھا۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو عفو کر اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے گناہوں کو تو نہ بخشے گا۔ میں نے کہا اے شخص خدا سے ڈر اور ایسا کلمہ نا امید کی کا نہ کہہ، اگر تیرے گناہ قطرات باران اور برگ درختان کی مانند بھی ہوں اور حق تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے تو البتہ آمرزیدہ درگاہ ہوگا، کیونکہ وہ حرم و عقار ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میرے قریب آتا کہ میں اپنا قصہ تجھ سے کہوں۔ میں اس کے پاس گیا، اس نے کہا کہ ہم پکاس آدمی امام حسینؑ کا سر مبارک شہر شام کو لے جاتے تھے۔ راہ میں وقت شب سر مبارک ہندوق میں رکھتے تھے اور خود گدھندوق کے بیٹھے تھے اور شراب پیتے تھے، اتفاقاً ایک روز سب نے شراب پی، میں نے نپی، رات کو ایک مرتبہ کچی چکی اور بادل گر جا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ و حضرت اسمعیلؑ و حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام آسمان سے نیچے اترے، اور ان بزرگوں کے ہمراہ جبرئیل امینؑ اور فرشتگان مقررین تھے۔ جبرئیلؑ نے ہندوق کے پاس جا کر سر مبارک نکالا، اور سینہ سے لگایا اور اس کے بوسے لے، اور اسی طرح ایک ایک پیغمبرؑ نے بوسہ دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت روئے اور تمام انبیاء علیہم السلام نے حضرت کو تسلی اور تعزیت دی۔ اس وقت روح الامینؑ نے خدمت سید المرسلین میں عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر مامور کیا ہے، اگر حکم ہو تو زمین میں زلزلہ ڈالوں اور زمین کا تختہ الٹ دوں جیسا کہ میں نے قوم لوط کے ساتھ کیا۔ آنحضرتؐ نے منہ فرمایا اور کہا اے جبرئیل! میں اور یہ سب بردار قیامت خدا

حسینؑ کی تحویل کے گھر میں

کے خانے پر پیش ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد سب نے اس تابوت پر نماز پڑھی بعد ازاں فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور انھوں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو ان ملائین کے قتل کا حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا جو حکم ہو اسے سجالاؤ، پس اپنے حروں سے بیسکر رفیقوں کو ماننا شروع کیا اور ایک فرشتہ نے حربہ لیرے اوپر اٹھایا اور میر کا طرف بھی قصد کیا، اس وقت میں نے کہا اللان الامان یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دُور ہو، خدا تم کو نہ بخشے، صبح کو میں نے اپنے رفیقوں کو دیکھا تو وہ راکھ کا ایک ڈھیر بن گئے تھے۔

صاحب مناقب نے ابو جعفر مدنی سے اس حدیث کو تھوڑی زیادتی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس جگہ یہ ذکر تھا کہ یزید کے پاس سر مبارک کو لے جاتے تھے، یہاں مذکور ہے کہ جس نے آپ کو قتل کیا ہے اس کے ہاتھ خشک ہو گئے اور آواز زرد و برق اس زور و شور سے میں نے سنی کہ کبھی نہ سنی تھی۔ اور مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا جب پیغمبر خدا تشریف لائے اس وقت آواز تمہیادوں کی اور گھوڑوں کے نہنٹانے کی سنی اور جبرئیل میکائیل اور امیر فیل اور روحانیان اور قربان تازل ہوئے، اور مذکور ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء اور فرشتوں سے شکایت کی اور کہا ان ستمگروں نے میرے فرزند زینبؑ اور زینب کو قتل کیا ہے اور ہر ایک نے سزاؤں کے بوسے لے اور سینہ سے لگایا، اور باقی کلمات اگلی روایت سے قریب ہیں۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ جب شہر حبیب کے قریب پہنچے تو وہاں کے حاکم کو اطلاع دی، چنانچہ اس نے اپنے آدمی امیران البیت کے استقبال کو روانہ کئے۔ یہ لوگ چھ فرسخ شہر کے آگے امیران البیت سے ملے اور خوشیاں کرتے تھے۔ اس وقت حضرت ام کلثومؑ نے فرمایا، خداوند عالم تمہاری جمعیت کو ہلاک کرے اور ایسے شخص کو تم پر مسلط کرے جو تمہیں قتل کرے، اس وقت حضرت سید الشاہدین ان ملائین کو دیکھ کر روئے اور اشارہ بائیں مضمون پڑھے کہ مصائب و مکروہات زمانے کے کم نہیں ہوتے۔ کب تک ہم کشاکش میں گرفتار رہیں گے۔ ہم کو شتران برہنہ پر لے جاتے ہیں۔ گویا ہم امیران روم سے ہیں۔ اے قوم تم اپنے پیغمبر سے منکر ہو گئے اور راہ نجات کو چھوڑ دیا۔ بوجہ سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب وہ اشقیاء صحیح سرہانے شہداء و شہدات علیا قریب دمشق پہنچے حضرت ام کلثومؑ نزدیکی شمر گئیں اور کہا میری ایک حاجت ہے۔ اس نے کہا بیان کیجئے۔ فرمایا ہم کو شہر میں ایسی راہ سے لیجا کہ تماشائی کم ہوں اور حکم دے کہ سہارے شہداء کو ہم سے علیحدہ لے چلیں کیونکہ تماشائیوں کے ازدحام سے ہم رسوا ہو رہے ہیں یہ سکر شہر نے اندراہ کفر و عناد اس قدر دمہ کے گھنے کے خلاف حکم دیا کہ سرہانے شہداء اقدیوں کے ہمراہ لے جائیں

اور یسی راہ سے لے گئے جہاں تماشا میوں کا بڑا ڈھانچہ تھا، اسی حالت میں دروازہ دمشق تک پہنچے اور سجدہ جامع کے دروازے پر جس مقام پر قیدی کھڑے ہوتے تھے وہاں کھڑا کیا۔

صحابہ مناقب نے زید سے اور انھوں نے اپنے آبا سے نقل کیا ہے کہ سہل بن سعد نے کہا، ایک بار میں نے بیت المقدس کا سفر کیا۔ شام میں ایک ایسے شہر میں پہنچا جہاں نہریں اور درخت بہت تھے اور وہ مقام نہایت خوشنما اور آراستہ تھا اور ہر طرف خوشنما ریشمی پردے آویزاں تھے، اہل شہر حرم و شاداں تھے، عورتیں دف اور طبل بجا رہی تھیں بیٹے پلنے دہیں کہا کہ اہل شہر کے یہاں کوئی عید ایسی نہیں ہے جسے ہسم نہ جانتے ہوں۔ ناگاہ میں نے دیکھا چند مرد باہم باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا آج کوئی عید ہے جو تم کو معلوم نہیں۔ انھوں نے کہا کہ شیخ تو اعرابی مسلم ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا میں سہل بن سعد ہوں میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، لوگوں نے کہا کہ سہل تمام نبیوں کے آسمان سے خون نہیں برستا اور زمین دھنس نہیں جاتی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ سر امام حسین علیہ السلام کا غرق سے آتا ہے۔ میں نے کہا و اعبیہ حسین کا سر آتا ہے اور لوگ خوشیاں کرتے ہیں، کس طرف سے آئے گا؟ انھوں نے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کیا جسے باب الساعات کہتے ہیں۔ اس عرصہ میں بے درپے نشان ظاہر ہوئے اور ایک سوار نیزہ ہاتھ میں لے ہوئے دکھائی دیا، اس کی لوک پر ایک سر تھا، جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سے نہایت مشابہ تھا، اور اس سوار کے پیچھے شتران برہنہ پر کچھ بیسیاں ظاہر ہوئیں۔ میں ایک لڑکی کے قریب گیا اور اس سے کہا، اے دختر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں سکنہ بنت حسین ہوں۔ میں نے کہا، آپ کو کوئی ضرورت ہو تو بیان کریں، میں سہل بن سعد آپ کے جد کا صحابی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہوا ہوں۔ فرمایا: اے سہل! اس نیزہ دار سے کہو کہ ذرا آگے بڑھ جائے تاکہ لوگ سر کے دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور حرم رسول کے تماشے سے باز رہیں۔ سہل کہتے ہیں میں یہ سن کر نیزہ دار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری ایک بانٹ مان لے اور چار سو دینار لے۔ اس نے مطلب پوچھا۔ میں نے کہا اس کو آگے لے چل۔ غرض اس نے قبول کیا اور سر کو آگے لے چلا۔ میں نے سب دینار اس کے حوالہ کئے۔ پھر وہ لوگ سر مبارک یزید کے پاس لے گئے۔ سہل کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ یزید کی محفل میں گیا، میں نے دیکھا وہ لمون تخت پر بیٹھا ہے، اس کے سر پر مٹکل تاج رکھا ہے جس میں باقوت و موتی چڑھے ہیں۔ چاروں طرف روسا اور بزرگان قریش گھیرے ہوئے ہیں۔ جس وقت عامل ہر، سر مبارک لے کر آیا اس نے یہ شعر پڑھا۔

أَوْقِدِرْ كَأَنِّي فَضِيحَةٌ وَ ذَهَابٌ أَنَا قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُحَجَّبَ

قَتَلْتُ حَيَّةَ النَّاسِ أَمَا وَ أَبَا وَ حَذَرَ هُمُ إِذْ يَنْسُبُونَ النَّسَبَ

یعنی میرے اونٹ سونے چاندی سے بھردے کیونکہ ایک سردار بزرگ کو میں نے مارا ہے جو نسب میں پروردگار کی طرف سے بہترین خلایق تھا۔ یزید نے کہا اگر تو اسکو ایسا جانتا تھا، پھر کیوں قتل کیا؟ کہا مجھے تجھ سے امید انعام و جانزدہ تھی۔ یزید نے اس کے لیے حکم قتل دیا۔ پس پھر سر اقدس امام علیہ السلام طبق بلاء میں رکھ کر یزید کے پاس لائے۔ وہ شقی سر اقدس کی طرف مخاطب ہو کر کہتا تھا۔ اے حسین تم نے اپنا انجام دیکھ لیا۔

سید علیہ الرحمہ نے نقل کیا جبکہ سر پر نور حضرت امام حسین علیہ السلام کا شام میں پہنچا۔ ایک شخص جو فضلاء تابعین سے تھا، اپنے اصحاب کے جدا ہو کر ایک ماہ پوشیدہ رہا جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے سبب پوچھا، اُس نے کہا کہ آیا تم نہیں جانتے کہ کیا مصیبت کبریٰ دسامعہ غلطی نازل ہوئی ہے۔ پھر اُس نے یہ اشعار زبان پر جاری کئے۔

جَاءُوا بِرَأْسِكَ يَا مَنْ بَدَّكَ مُحَمَّدٌ قَتَلُوا جِهَارًا وَأَعَادِيكَ سِرًّا سَوْ لَا قَتَلُوكَ عَطَشًا وَأَمَّا يَزِيدُ قَتَلُوكَ فِي قَتْلِكَ التَّائِيلِ وَ التَّنْزِيلِ وَ تَكَرَّرُوتَ يَا مَنْ قَتَلْتَ وَإِنَّمَا قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ التَّهْلِيلِ

ترجمہ: اے فرزند نبوت! وسط رسول آپ کا سر لائے ہیں گویا پیغمبر خدا کو دیدہ و دانستہ قتل کیا، تمھ کو بیاسا مارا اور تیرے قتل میں تاویل و تنزیل کا لحاظ نہ کیا، تیرے قتل پر تکبیر کہتے ہیں، فی الحقیقت تیرے قتل سے الشقیاء نے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس وقت اہلبیت اہلبار کو دروازہ مسجد جامع پر کھڑا کیا، ایک مرد پیران مظلوموں کے قریب جا کر کہنے لگا، شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو ہلاک کیا اور شہدوں کو تمھارے شرف و فادے پاک کیا اور امیر المؤمنین کو تم پر قابو دیا، اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا "اے شیخ! تو نے قرآن شریف میں یہ آیت پڑھی ہے قُلْ لَا اسْتِعْلَمَ عَلَيْكَ آخِرُ الْاَلَةِ الْمَوْدَةِ فِي الْقُرْبَىٰ یعنی کھو لے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محبت میرے اقرباء کی مزدور رسالت ہے۔ اس بوڑھے نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا: شیخ! وہ قرنی ہم ہی ہیں جن کی محبت حق تعالیٰ نے اجر رسالت قرار دیا ہے اور تو خود یہ زبھی پڑھا ہے۔ وَ اَعْلَمُوا اسْمَا عَنَّا مَنْ شِئْنَا بِانْ لِلَّهِ حُسْنُهُ وَ لَنَا سُنُونُ وَ لِي ذِي الْقُرْبَىٰ الْيَدِيِّ نَمُوكُ بوجہی قانہ جاہل ہوا اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ در رسول اور ذوی القربی کے لئے ہے اس نے کہا پڑھا ہے حضرت نے کہا، اے شیخ ذوی القربی ہم ہیں پھر ارشاد کیا کہ اس کو کبھی ملادت کی آتما میری ذی اللہ لہذا هَبْ حَتْمَكَ

لَعَنَ سُوْرَةُ الْاَنْعَالِ آيَةُ ۳۱

امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں لکھا گیا ہے



الرَّجْسِ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (یعنی) حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اہلبیت سے ناپاکی کو دور رکھے اور تم کو یوں پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ بوڑھے نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ اہلبیت ہم ہی ہیں اور آیہ تکبیر ہماری ہی شان میں نازل ہوئی ہے۔ بوڑھا یہ سن کر سکتے میں رہ گیا اور متعجب ہو کر کہنے لگا، تم اہلبیت رسول ہو؟ حضرت نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت ہم ہی ہیں۔ یہ سن کر مردِ پیر بہت رويا اور اس نے عمامہ زمین پر پھینک دیا اور سر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا، خداوندا! میں دشمنانِ اہلبیت سے نہیں ہوں بلکہ میں بیزاری کرتا ہوں ہرجین والوں سے جو دشمنِ اہلبیت ہو۔ یہ کہہ کر عرض کیا، آیا میری توبہ قبول ہے؟ حضرت نے فرمایا ہاں اگر تُو توبہ واستغفار کرے جنابِ آدمؑ الہی قبول فرمائے گا، اور تُو ہمارے ہمراہ ہے، پھر عرض کیا میں توبہ کرتا ہوں۔ جب یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس ملعون نے اس نیک انجام کے قتل کا حکم دیا اور قتل کروا دیا۔

کتاب مناقب میں مذکور ہے کہ عبدالرحمن بن حکم مجلس یزید میں بیٹھا تھا، اُس نے دُشعر اس مضمون کے پڑھے کہ شاہِ کربلا نسب و حسب ہیں اس غلامِ ناکس و فرومایہ (ابن زیاد) سے بہتر ہے۔ نسلِ سمیہ سنکر نیرہ اے بیباں سے زیادہ ہو گئی لیکن نسلِ دخترِ رسول قطع ہو گئی۔ یزید نے جواب دیا، خدا ابنِ مرجانہ پر لخت کرے کہ اُس نے حسینؑ پر فاطمہؑ کے قتل پر جرات کی اگر میں وہاں موجود ہوتا تو جو چیز کہ حسینؑ مجھ سے خواہش کرتے قبول کرتا اور موت کو حتی الامکان اُن سے دور کرتا اگرچہ میری اولاد ماری جاتی۔ لیکن تقدیر الہی میں یوں ہی مقدر ہوا تھا اور قضا سے چارہ نہیں، اور روایت میں یوں ہے کہ یزید نے آہستہ سے عبدالرحمن سے کہا، سبحان اللہ! تم اس جگہ بھی چُپ رہ کے یہ صفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے جس وقت سر ہائے شہدائے یزید بے حیا کے سامنے رکھے گئے تو اُس نے حسبِ اہلِ شمر پڑھا۔

نَفَلِقَ هَاتَمًا مِنْ رِجَالِ الْبَيْتِ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا آعَسَقَ وَ أَظَلَسَا  
یعنی ہم ان شخصوں کا متر فم کرتے ہیں جو ہم پر غلبہ چاہتے ہیں اور پہلے بھی وہ مکرش و ظالم رہ چکے ہیں۔ یہ شعر سنکر سبھی بن حکم مروان کے بھائی نے سابقہ الذکر و دُشمر پڑھے، اس پر یزید نے اُس کے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا چُپ رہ۔ پھر حاضرین مجلس سے خطاب کر کے کہا کہ یہ شخص (یعنی حسینؑ) مجھ پر فخر و

لہ اس سے ظاہر ہے کہ یزید کا سابقہ کلام محض دُکاری پر نبی تھا ورنہ حسینؑ سے لڑنے کے لیے لشکر یزید نے بھیجے تھے۔ مروان میں آپ کے سر کاٹنے کا حکم یزید نے بھیجا تھا، اگر اس معاملہ میں ابن زیاد نے یزید کی نافرمانی کی تھی تو اس کو سزا دی جائیے تھی حالانکہ کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ یزید نے اسے کوئی سزا دی ہو۔ جزائری

مباحث کرتا تھا اور کہتا تھا میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے اور میری ماوراء النہر سے بہتر ہے۔ اور میرے جد اُس کے جد سے بہتر ہیں اور میں یزید سے بہتر ہوں۔ پس انھیں باتوں نے اس کو قتل کیا، یہ جو اُس نے کہا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے تو میرے باپ اور اس کے باپ میں جنگ ہوئی، پس اللہ نے میرے باپ کے حق میں حسینؑ کے باپ کے برعلافہ فیصلہ کیا، اور یہ جو کہا کہ میری ماں کی ماں بہتر ہے پس اپنی جان کی قسم یہ سچ ہے فاطمہؑ بنتِ رسولؐ میری ماں سے بہتر ہے، اور جو یہ کہا کہ میرا جد اُس کے جد سے بہتر ہے۔ پس جو شخص بھی ایمان لے لیا اور رزق جزا رکھا جو وہ خود کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں کہہ سکتا، اور یہ جو کہا اس نے کہ میں اُس سے بہتر ہوں، پس شاید یہ آیت انھوں نے نہیں پڑھی قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكِ الْمَلِكِ مُجْتَبِي الْمَلِكِ مَنْ نَشَأُ هَ بَارًا لَهَا! مالک الملک تو ہے جس شخص کو چاہتا ہے مالک عطا کرتا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت)

ابن نمان نے ربیع بن عمر سے نقل کیا ہے، اُس نے کہا کہ میں یزید کے پاس بیٹھا تھا کہ مخفر کی آواز آئی کہ یہ مخفر بن ثعلبہ لیمان فاجر کو امیر کے پاس لایا ہے۔ یہ سنکر یزید نے جواب دیا کہ مخفر کی ماں نے مخفر سے بڑھ کر شریر تر و لمیم تر نہیں جنا ہے۔

صفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد اہلبیت اطہار کو رسن بستہ دربار یزید میں لائے۔ اس وقت حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا، اے یزید تجھ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، اگر رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو اس حال سے دکھیں تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ یہ سنکر یزید نے کھجور کی رستی کاٹ دو۔ پھر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اُس ملعون کے سامنے رکھا گیا اور مخدرات کو اُس کے پیچھے بٹھلایا گیا تاکہ سر کو نہ دکھیں، امام حسین علیہ السلام کی نگاہ مبرا اُس پر جا پڑی۔ اُس دن سے حضرت کلثومؑ کھنچی نہ کھاتے تھے۔

ابن نمان نے علی ابن حسینؑ سے روایت کی ہے، حضرت نے فرمایا۔ ہم بارہ آدمی طوق و زنجیر میں مقید یزید کے پاس لائے گئے، جب ہم اُس ملعون کے آگے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا، اے یزید تجھے خدا کی قسم کیا گمان کرتا ہے اگر جناب رسالتؐ ہم کو اس ہیئت سے دکھیں اور جناب فاطمہؑ دخترِ امام حسینؑ نے فرمایا، اے یزید! رسولِ خدا کی بیٹیاں قیدی بنی ہیں۔ یہ سنکر لوگ رونے لگے، اور ابنِ خانہ اُس ملعون کے بھی رونے لگے، یہاں تک کہ قصر یزید سے نالہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت فرماتے ہیں پس میں نے اُس قید و طوق کی حالت میں کہا، مجھے اجازتِ کلام دیتا ہے۔ یزید نے کہا، کلام کرو و لیکن (معاذ اللہ) پہلا نہ کہنا۔ حضرت نے کہا میں جس مقام پر ہوں میرے لیے یہاں کہا سزا وار نہیں۔ اے یزید یہ بتلا کہ کیا گمان ہے

تیرا اگر رسول خدا مجھ کو اس حال سے دیکھیں۔ یزید نے مصاصوں کی طرف اشارہ کیا، انھوں نے

عبدالملک بن مروان نے ذکر کیا ہے جس وقت سراقہ بن امام حسین علیہ السلام یزید کے پاس

آیا۔ اس شیخی نے سراقہ سے خطاب کیا اور کہا، اگر تم کو ابن مرجانہ سے قرابت ہوتی، تو تم جو اس سے کہتے

وہ ان لیتا، پھر اس نے نفلت کہا۔ انخرو الاشعر بڑھا جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور جناب

زین العابدین علیہ السلام نے یہ کیت پڑھی: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

لَا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نُنزِّلَ آيَاتِنَا عَلَيْكَ اللَّهُ يَسْبِقُكَ بِالْوَعْدِ يَوْمَ يُرَدُّ عَلَىٰ رَبِّكَ

یہ بات حق تعالیٰ پر آسان ہے۔ لکھا ہے کہ جناب زینب نے یہ حال دیکھ کر سنا کر بیان چاک کر ڈالا اور

ایسی آواز میں اور دلی غم سے روئیں کہ سننے والوں کے دل پھٹ گئے۔ آپ فرماتی تھیں: یا حسنا لے

پیارے رسول خدا کے، لے فسر کہہ دینی کے، لے پانہ جگر فاطمہ زہرا کے، لے دستہ ترادہ مصطفیٰ!

راوی کہتا ہے کہ زینب کے نوحوں نے تمام اہل مجلس کو رولایا اور یزید چپ تھا۔ بعدہ زنان ہی ہاشم نے

خانہ یزید میں جا کر ماتم دیکھا پہا کیا وہ خوشی یہ نوہرہائے جانسوز کو فہم تھیں کہ وہاں حسنا لے لے سردار

اہلبیت! لے فرزند رسول خدا! لے فریاد رس بیواؤں اور یتیموں کے، لے شہداء و اولاد پیغمبران! یہ نوحے اتنے

دردناک تھے کہ میں شخص نے سننا نہ لگا۔ بعدہ یزید ملعون نے ایک چوب خیزان ہنگامی لے لے دندان

مبارک پر لنگا تھا۔ ابورہ اسلمی نے یہ حال دیکھ کر کہا۔ وائے تجھ پر اسے یزید! تو دندان امام حسین

علیہ السلام پر جھڑی مارتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ

حسن و حسین کے دانتوں کو جوستے تھے اور فرماتے تھے کہ تم دونوں سردار جوان بہشت ہو حق تعالیٰ

تجھارے قاتل کو قتل کرے اور رحمت کرے اور درخ آس کے واسطے ہوا دروزخ بری بازگشت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یزید اس کلام کو سن کر غضب میں آیا اور حکم دیا کہ ابورہ صحابی کو دربار سے نکال دیا جا۔

چنانچہ ان کو لوگ گھسیٹ کر باہر لے گئے۔ یزید اس وقت ابن زبیری کے یہاں شام پڑھ رہا تھا۔

کَيْتَ أَشْيَاخِي بِسِدِّي شَيْهِنْدَا حَيْرِجَ الْخَزْرَجِ مِن وَتِجِ الْأَمَلِ

قَاتِلُوا وَنَسْتَهَلُّوا فَرَحًا شَقَّ قُلُوبًا يَا يَزِيدُ لَا تَسَلْ

مخبر ابی طالب نے مقابل میں اس شعر کا بھی اضافہ کیا ہے۔

لَمْ يَكُنْ جُنْدًا فَإِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ مِنْ مِثْقَلِ حَبَّةٍ مِّنْ مِّثْقَلِ مَا كَانَ فَعَسَلْ

(نور سوره القدر آیت ۱۲)

(یعنی) کاش کہ میسر بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے اس وقت موجود ہوتے اور دیکھتے تو قبیلہ خزرج

تلواروں کے پڑنے سے کس طرح بیچ اٹھا ہے یقیناً یہ دیکھ کر خوشی سے وہ چلا آتھے۔ میں خندق سے نہ

ہوں گا اگر احد کے عمل کا ان کی اولاد سے انتقام نہ لوں۔ اور جناب مناقب میں یوں ہے کہ میں عقبہ سے

نہیں ہوں اگر انتقام نہ لوں۔ سید وغیرہ نے لکھا ہے، پس زینب دختر علی کھڑی ہوئیں اور فرمایا شکر

ہے خدا کا جو پروردگار عالم ہے اور درد پیغمبر و اولاد پیغمبر پر، خدا نے سچ فرمایا ہے شَمَّكَ كَانَتْ عَاقِبَةُ

الَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ آتَىٰ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ پس انجام

بد کرداروں کا یہ تھا کہ انھوں نے مکذیب کی آیات الہی کی، اور ہماری آیتوں سے تمہارا استہزاء کرتے تھے،

لے یزید! تو ہم پر زمین و آسمان تنگ کر کے اور قیدیوں کی طرح در بدر پھرا کے یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے

ہم کو ذلیل کیا اور تم کو عزت بخشی، تو یہ سمجھتا ہے کہ تیری یہ وقتی کامیابی تیرے مقرب الہی ہونے کی

دلیل ہے۔ یہ دیکھ کر دنیا تیرے دام میں آگئی، تمام معاملات تیرے حق میں ٹپک گئے۔ ہمارا ملک سلطنت

بھی تیرے قبضہ میں چلا گیا، مارے خوشی کے جامہ میں نہیں سماتا، ٹھہر تو جا جلدی کیا ہے۔ تجھ کو فرمائے

برحق کا یہ فرمان یاد نہیں۔ وَلَا يَخْشَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَمَّْا نَعْلَمُ لَهُمْ خَيْرًا لِّأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا

يَخْشَى لِقَاءَهُمْ لِيَوْمٍ أَذْوَانًا لَّهُمْ هُنَا أَمْ هُنَا أَمْ هُنَا كَافِرُونَ کہ کافروں کو ہم نے جو ہمت دی ہے۔

تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے ہم نے ان کو صرف اس لئے ہمت دی ہے کہ وہ گناہ زیادہ کریں،

آخر میں ان کے لئے رسوائی عذاب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، لے آزاد شدگان کے فرزند! کیا عدل و انصاف

اسی کو کہتے ہیں کہ تیری بیٹیاں اور کنیزیں چار دیواری میں باپ و پردہ بیٹھیں اور خاتم المرسلین (صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم) کی بیٹیاں اسیر کر کے بے مقصد و چادر سسر برہنہ دیار بدیاں پھرائی جائیں تاکہ ہر جگہ کے لوگ

ان کا نظارہ کریں، دور و نزدیک، شریف و ذلیل ہر ایک کی ان کے چہروں پر نگاہ پڑے۔ نہ تو ان کے

اعزہ میں ان کا کوئی سر پرست ہو نہ کوئی ناصر و مددگار، ہاں جس کے ذہن سے شہدائے پاک کے جگر کی بو

آتی ہو، جس کا گوشت ہی ان کے خون سے بنا ہو، اس سے ہر دوفا کی امید بیکار ہے۔ جو ہم اہلبیت

کو بغض و کینہ بھری نظروں سے دیکھنے کا عادی ہو، اس سے ہر قسم کی عداوت بعید نہیں۔ تو حسین علیہ السلام

کے پاکیزہ دندان مبارک پر چھڑی رکھے ہوئے ہے، وہ حسین جو سید شباب اہل بیت تھا۔ تو حسین کے

۱۔ اور بعض روایات میں یہ شعر بھی اضافہ کیا ہے۔

فَجَزَيْتَنَا هُمْ بِسِدِّي وَنَسَلَهَا

وَأَقَمْنَا مِثْلَ بَدْرِكَ عَسَدَل

یعنی تم نے ان کو بدر کا بدلہ دیا، اب دونوں برابر ہو گئے۔ (بزاز کا)

دربار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نور سوره القدر آیت ۱۲)

دانتوں پر بہ کمال بے حیائی چڑھی سے مار رہا ہے اور بڑی ڈھٹائی سے یہ کہہ رہا ہے کہ تیرے بزرگ تجھ کو اس حال میں دیکھ کر خوش ہوتے اور ہاتھ مثل نہ ہونے کی تجھ کو دعا دیتے۔ کیوں نہ خوش ہوتے بیشک تو نے ذریت رسول اور آل عبدالمطلب کا خون بہا کر ہمارے دلوں پر بڑا کاری زخم لگایا ہے اور ہمارے ہرے بھرے باغ کو تھس تھس کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو زمین کے درخشندہ ستارے تھے ناب تو اپنے بزرگوں کو آواز دے رہا ہے، تیرا خیال ہے کہ وہ تجھ کو جواب دیں گے۔ گھبر نہیں! تو بھی عنقریب وہیں پہنچے والا ہے۔ جہاں وہ گئے ہیں، جب تو وہاں پہنچے گا اس وقت تجھ کو اپنے اس کہنے کی قلعی کھلے گی۔ اس وقت تو بتا کرے گا کہ کاش واقعتاً میں شعل ہو گیا ہوتا تاکہ میں نے سین کے خون میں ہاتھ نہ بھرے ہوتے، اور گونگا ہو گیا ہوتا، تاکہ یہی جو اس نہ کی ہوتی۔ خدا یا! تو ہمارا حق اس سے وصول فرما اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والوں سے ہمارا انتقام لے اور جن لوگوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے وارثوں کو مارا ہے ان پر اپنا غضب نازل فرما۔ اے یزید! خدا کی قسم، تو نے ہمارے گھر میں آگ نہیں لگائی بلکہ اپنے جسم کو جلا دیا ہے، اور ہمارے خاندان کے ٹکڑے نہیں اڑائے بلکہ اپنی ہی بوئیاں نوچے جانے کا سامان کیا ہے، کیونکہ عنقریب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے والا ہے۔ جہاں تجھ سے آل رسول کے نمون میں ہاتھ رنگنے اور ان کے اہل حرم کی بے عوفی کرنے کا جواب طلب کیا جائے گا۔ یہ وہ مقام ہوگا جہاں ہمارے شہید اکٹھا ہوں گے اور تجھ سے ان کے خون ناحق کا بدلہ چکایا جائے گا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُحْيِيهِمْ قَوْلَهُ شَهِدَ لِي رَأَىٰ خَدَاكُم مَّرْوَةً نَبِيًّا وَرَبُّهُ زَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا وَرَبُّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

شہد لے راہ خدا کو مردہ نہ سمجھنا وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ تیرے لئے امتنا بہت ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے مقدمہ کا حاکم ہوگا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے دشمن ہونگے، جسٹیل ان کا حامی و مددگار ہوگا، ساتھ ہی ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے گا جنہوں نے تیرے لئے زمین ہموار کی اور تجھ کو مسلمانوں کی گردنوں پر سوار کیا ہے۔ مجھ پر اگر یہ مصیبتیں بہت پڑی ہیں پھر بھی میں تجھ کو بہت حقیر سمجھتی ہوں اس لئے تیری زجر و توبیخ دل پر لگ رہی ہے۔ کیا کروں کہ آنکھوں کے آنسو تھمتے نہیں اور جگر پاش پاش ہے (ورنہ تجھ کو اس سے بہتر جواب دیتی) اس سے بڑھ کر تعجب کی بات کیا ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ مردہ اس گروہ شیاطین کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے جس کا لقب اولادِ طلقاء ہے۔ دیکھنا ان مردوں کے ہاتھوں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، ان کے منہ سے ہمارے گوشت کی بو آ رہی ہے اور (کربلا کے) جنگل میں شہیدوں کے پاک و پاکیزہ اجسام پڑے ہیں جہاں سولے دندگان صحرا کے کوئی (شیح جلانے والا) نہیں۔ کیا ہے اگر آج تو نے ہم کو مال عنیت سمجھا ہے۔

(پلاسٹک کی کتاب میں لکھا ہے)

لیکن قریب ہے، وہ وقت جب ہماری یہ صورت حال تیرے لئے گھاٹے کا باعث بنے گی کیونکہ اس وقت تیرا کیا تیرے سامنے آئے گا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے، لہذا تیرے کر تو توں کی اللہ ہی سے فسریا دے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ اے یزید! تیرے ترکش میں جتنے تیروں ان کو آزمائے، اور ہم پر ظلم و ستم ڈھانے کی پوری کوشش کر لے۔ خدا کی قسم! تو جتنی دنیا تک نہ پہلا ذکر مٹا سکے گا، نہ ہماری شریعت باطل کر سکے گا، نہ ہماری درازی مدت تک پہنچ سکے گا، بلکہ رہتی دنیا تک یہ سنا سکتے ہیں کہ لے کنگ کا شیک بن کر رہ جائے گا۔ جو تیرے چھپائے نہ چھپے گا۔ تیرا خیال کہ تو کامران ہوا اور ہم کو شکست ہوئی! مریح الزوال ہے، جویوں غائب ہو جائے گا جس طرح چھتاق کے لگانے سے چنگاری اٹتی ہے اور غائب ہو جاتی ہے، تیری حکومت بہت جلد فنا ہونے والی ہے اور تیرا جادو پرانہ ہونے والا قریب ہے دن جب منادی بکار کرے گا: ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ پس حمد ہے خدا کی جس نے ہمارے اول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سعادت اور ہمارے آخر (حسین) کو شہادت و رحمت عطا فرمائی۔ اس بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ان کے ثواب کو مکمل کرے اور اپنے مزید کرم کا مستحق قرار دے اور ہم کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور وہ بڑا رحیم و کریم ہے اور ہی ہمارا حاسب و گنجان ہے۔ سراوی کہتا ہے اس کے بعد یزید نے اہل شام سے اہلبیت کے مقدمہ میں مشورہ لیا۔ پس انہوں نے کہا کہ ان کو زندہ نہ رہنے دے۔ لیکن نعمان بن بشیر نے کہا جو پیغمبر ان کے ساتھ کرتے تھے تو بھی عمل میں لا۔

مہفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا، تمہارے باپ نے میرا قطع جسم کیا اور میرا حق نہ سمجھا اور سلطنت و ریاست میں مجھ سے نزاع کی، لہذا تم نے دیکھا کہ خدا نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ حضرت سجاد نے فرمایا: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ معنی اس آیت کے ساتھ مذکور ہو چکے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ تو اس کا جواب دے مگر وہ نہ دے سکا۔ پس یزید نے جواب دیا:

مَا أَصَابَكَ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبْتَ أَيْدِيكُمْ وَيَفْعُو عَنْ كَثِيرٍ مِنْ مَصِيبَاتِكُمْ كَمَا كَسَبْتُمْ

ہے وہ تمہارے ہاتھوں پہنچی ہے، اور بہت سے گناہ خدا غفور کرتا ہے۔ صاحب مناقب کہتے ہیں کہ حضرت سجاد نے فرمایا: اے پسر مصعبیہ و ہند و صخر ہمیشہ پیغمبر و امامت ہمارے اجداد کے لئے تیری ولادت کے قبل ہوتی رہی ہے، اور میرے جد علی ابن ابی طالب کے دست مبارک میں روز بدر و احد و احزاب علم جناب رسالت تھا اور تیرے باپ دادا لشکر کفار میں ہمیشہ علم کفر و شرک بلند کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ اشعار اپنی زبان پر جاری فرمائے۔

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ  
 بِعَثْرَتِي وَيَا هَيْلِي عِنْدَ مُقْتَدِي  
 مِنْهُمْ اَسَارِي وَمِنْهُمْ ضَرْبُ جَوْدِي  
 تم کیا کہو گے جب پیغمبر خدا تم سے پوچھیں گے کہ تم نے میری عمرت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا۔  
 بعد فرمایا: اے ہو تجھ پر اے یزید! اگر تو سمجھے کہ کچھ تجھ سے مراد ہوا اور میرے باپ بھائی، اعمام  
 اور دیگر اعرار کو قتل کر کے تو کس جرم کا مرتکب ہوا ہے، تو صحراؤں میں نکل جائے، خاکستر کا بچھنا بنائے  
 اور وادیاں اور صحرا کی حد میں بلند کرے۔ جیسا جگر گوشہ علی و فاطمہ ہے جب کہ انہوں نے شہر کے  
 دروازے پر لٹکایا گیا ہے حالانکہ یہی حسین تم میں امانت پیغمبر خدا تھے۔ تجھ کو فردائے قیامت رسوائی و  
 ندامت کی بشارت ہو۔

سفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ فاطمہ کبریٰ سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں جس وقت ہم یزید کے  
 رہو رو گئے تو ہماری حالت اتنی تباہ تھی کہ یزید تک متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس وقت ایک مرد شامی  
 شرف رنگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے یزید! اس لڑکی کو مجھے دے ڈال، یہ سنکر میں خوف سے کانپنے لگی،  
 اور میں نے گمان کیا کہ یہ بھی ان کے مذہب میں شاید جائز ہو، میں دہشت سے پھو سپھی زینب کے دامن سے  
 چپٹ گئی، لیکن وہ جانتی تھیں کہ یہ امر ہونے والا نہیں ہے۔ اور بروایت سفید علیہ الرحمہ فاطمہ کبریٰ  
 فرماتی ہیں کہ میں نے کہا میرا باپ مر گیا اب میں کینز کی میں جاؤں گی، پھو سپھی زینب نے شامی کی طرف  
 مخاطب ہو کر فرمایا، قسم بھدا تو غلط کہتا ہے نہ تجھ کو اس کی مجال ہے نہ یزید کو۔ یزید اس بات سے  
 غصہ میں آیا اور کہا، اے زینب تم (معاذ اللہ) غلط کہتی ہو، مجھ کو قدرت ہے، اگر چاہوں تو ایسا کر سکتا  
 ہوں۔ زینب خاتون نے کہا کہ واللہ کہ تجھے خدا نے یہ اختیار نہیں دیا ہے۔ الایہ کہ تو اپنے مذہب و  
 نعت سے باہر مچ جائے اور کسی اور مذہب کو اختیار کرے۔ وہ ملعون برہم ہوا اور کہا مجھ سے اس طرح کا  
 کلام کرتی ہو، تمہارے باپ اور بھائی دین سے خارج ہیں۔ زینب نے فرمایا، ہمارے باپ اور بھائی  
 کے دین سے تو اور تیرے باپ اور والد نے ہدایت پائی (بشرطیکہ تو مسلمان ہو) اس ملعون نے کہا اے  
 دشمن خدا تو جھوٹ کہتی ہے۔ زینب نے کہا تجھ کو اپنی امارت کا اور سخوت وغرور ہے۔ جتنی چاہے بُرائی  
 کرے۔ یہ سنکر یزید کچھ شرمایا اور چپ ہو رہا۔ اتنے میں شامی نے پھر وہی سوال کیا۔ یزید نے کہا دور  
 ہو، خدا تجھ کو موت دے۔ اور بعض کتب میں یوں ہے کہ جناب ام کلثوم نے شامی سے کہا چپ رہو اے  
 بدکردار! حتیٰ تھا تیری زبان کو قطع کرے اور آنکھوں کو اندھا کرے اور ہاتھ تیرے خشک کر دے،  
 اور ہم کو منزل وادے تیرا گردانے والا رسول اولادِ نسا کی خدمت گزار نہیں ہوتی۔ راوی کہتا ہے بھدا

مرد شامی لہذا نظر حضرت

ہنوز اس خبر سے کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ان کی بد دعا بارگاہِ مبارک سے اللہ باری میں درج اجابت کو پہنچی۔  
 یہ دیکھ کر زینب نے فرمایا، شکر ہے حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پیش آنی آخرت تجھ کو سنبھال لیا، یہ سننا  
 اس شخص کی ہے جو حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستتر ہے۔ دولت سے علیہ الرحمہ میں  
 یوں ہے کہ شامی نے فاطمہ کبریٰ کے متعلق پوچھا یہ کون ہے؟ یزید نے کہا یہ فاطمہ کبریٰ بنت حسین ہے  
 اور یہ زینب بنت علی ابن طالب ہے۔ شامی نے کہا، کون حسین؟ فرزند علی و فاطمہ، یزید نے کہا ہاں۔  
 شامی نے کہا، خدا لعنت کرے تجھ پر لے یزید اپنے پیغمبر خدا کے فرزندوں کو قتل کیا اور اس کی ذریت  
 کو قید کرتا ہے، خدا کی قسم میں نے جانا تھا کہ یہ امیرانِ روم ہیں۔ یزید نے کہا، واللہ تجھ کو بھی انہیں  
 کے ساتھ ملحق کرے دیتا ہوں، یہ کہہ کر اس نے حکم دیا اور اس شامی کو قتل کیا گیا۔

سفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اس کے بعد یزید نے خطیب کو طلب کیا اور کہا منبر پر جا کر حسین  
 اور ان کے باپ کی خدمت کر۔ وہ منبر پر گیا اور نہایت جناب امیر و امام حسین علیہما السلام کرتا رہا، اور  
 یزید بن معاویہ کی مدح میں کوئی وقیفہ فرمادہ نہ کیا۔ اس وقت حضرت امام زین العابدین  
 السلام نے کہا، اولے تجھ پر لے خطیب رضائے مخلوق کے واسطے خالق کی ناراضی کو تو نے اختیار کیا خدا  
 تیری جگہ دوزخ مقرر کرے۔

مولف لکھتے ہیں کہ ابن سنان بخفا ہی نے جناب امیر علیہ السلام کی مدح میں کیا نوبت شہر کہا ہے  
 اَعْلَى الْمَنَابِرِ لَعَلَّكَ تَسْتَحْيِيهِ  
 قَرْنَيْهِ يَدِيهِ نَبِيَّتُكَ  
 یعنی منبروں پر جناب امیر (علیہ السلام) کو ناسترا کہتے ہو حالانکہ یہی کی تواریخ منبر کی حدیث صحیحہ استوار  
 ہوئیں۔ صاحب مناقب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یزید یا عوان نے حکم دیا کہ خطیب منبر پر جا کر  
 لوگوں کے سامنے حضرت امیر و امام حسین (علیہما السلام) کے عیوب بیان کرے۔ پس خطیب نے جو یہ  
 تناہی و تحسین کو نسبت بڑا لکھا اور یزید و معاویہ کی تمہائیت تعریف کی اور تمام ممالک و مناقب ان کے  
 لئے ثابت کئے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت علی بن حسین علیہ السلام نے پکار کر فرمایا، اولے تجھ پر  
 لے خطیب تو نے رضائے مخلوق کو غضب خالق کے بدلہ میں اختیار کیا اور اپنا مقام اتنی ہم میں مقرر  
 کیا۔ بعد حضرت نے فرمایا، لے خطیب تجھ کو اجازت دے کہ اس منبر پر جا کر چند کلمے اس طرح کہے  
 کروں جس میں رب العالمین کی رضا و خوشنودی اور ان خاطر حق کے لئے ثواب و عیب و بی حقیقت  
 نے قبول نہ کیا۔ لوگوں نے درخواست کی کہ لے لے یرمان کو اذن دے شایر کوئی آجھی بات کہہ سکیں۔  
 یزید نے کہا اگر یہ منبر پر جائے گا تو مجھ کو اور آل ابو سفیان کو رسوا کر کے قتل کرے گا۔ لوگوں نے کہا،

یا امیر اس لڑکے سے کیا ہو سکے گا۔ پندرہ دنے کہا، یہ اس خاندان سے ہے جو عالم طفلی ہی میں آراستہ  
 بچوں کو کمال ہوتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ کافی دیر تک لوگ گناہ کرتے رہے، تا انیکہ نیرید نے حضرت  
 کو اجازت دی پس حضرت نمبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنا کے الہی ایک خطبہ ایسا درناک  
 پڑھا جس نے آنکھوں کو گریاں اور دلوں کو بریاں کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا: ایہا الناس اجناب  
 اہدیت فی الہدیت رسالت کو چھ خصلتیں اور سات فضیلتیں تمام امت پر عنایت کی ہیں۔ جو  
 خصلتیں عنایت کی ہیں وہ یہ ہیں: علم و علم و سخاوت و فصاحت و شجاعت اور مومنین کے دلوں  
 میں بھاری محبت۔ اور فضیلتیں یہ ہیں کہ ہم سے سید المراد محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 ہیں اور ہم میں سے ہدیٰ نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم میں سے جعفر طیار اور حضرت حمزہ شیر خدا اور عم  
 رسول خدا ہیں اور ہم میں سے علی بن ابی طالب ہیں اور ہم میں سے حسن و حسین (علیہما السلام) ہیں جو شخص ہم کو جانتا ہے وہ  
 تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کو میں اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرتا ہوں کہ میں ہوں فرزند مکہ و  
 منیٰ میں ہوں فرزند زمر و صفا، میں ہوں فرزند اس شخص کا جس نے تمام اہل ایم کو چاند کے کونے  
 سے اٹھایا، میں ہوں فرزند اس شخص کا جو بہترین عالم تھا، میں ہوں فرزند اس شخص کا جو طواف اور  
 سعی کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ میں ہوں فرزند جو تمام حج کرنے والوں اور بیک کچھ والوں  
 سے افضل ہے میں ہوں فرزند اس شخص کا جو اللہ سے ایک حسب میں مجاہد اہل ایم کو چھایا، میں ہوں فرزند  
 اس کا جو جبریل سے روایتی ملک ہے کہ میں ہوں فرزند اس کا جو تمام قرب الہی کی چیزیں ہیں تاکہ کتاب تو میں او  
 ادنیٰ کی منزل پر آکر ہوں میں ہوں فرزند اس کا جس نے ہزار لاکھ سال بڑا ہوئی ہے میں ہوں فرزند اس کا جس کا  
 طرف اللہ نے وحی کی، میں ہوں فرزند محمد مصطفیٰ کا، میں ہوں فرزند علی رضی اللہ عنہ کا، میں ہوں فرزند  
 اس کا جس کی ذوالفقار کی برکت سے لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کہا گیا، میں ہوں فرزند اس کا جس نے رسول اللہ  
 کے سامنے دو شیریں اور دو نیروں سے مجاہد کیا، جس نے دو سچوں اور دو جہتوں میں جس نے بدر و  
 حنین میں مجاہد فرمایا اور طرفتہ العین کے لیے منکر خدا نہ ہوا، میں ہوں فرزند صالح المؤمنین و اہل بیت  
 لے سب نے فرمایا: اَقْرَبُ اَبْنِ مَنْ حَرَمَتْ عَلَيْهِ يَدَيَّ رَسُولِ اللهِ فَتَيْبِينَ وَطَعَنَ بَرِيحَتَيْنِ وَهَاتِحَ  
 الرَّيْحَتَيْنِ وَبَابِغِ الْبَيْتَيْنِ وَقَالَ قِيلَ يَبْدُ رَا وَتَيْبَتَيْنِ وَكَرَّمَتْ كَفَّيَّ بِاللَّهِ طَرَفَةً فَهَاتِحَتَيْنِ اَنَا بِنِ صَلَاحِ  
 الْقَوْمِ مَيْتَيْنِ وَكَوْا مَرَاتِ الْبَيْتَيْنِ وَقَامِعِ الطَّحْدَيْنِ وَكَيْسُوفِ الشَّاهِدَيْنِ وَتَوْرِي الْمَجَاهِدَيْنِ وَ  
 تَرْوِي الْعَابِدَيْنِ وَتَوَاجِ الْبَحَائِبَيْنِ وَاصْبِرِ الْعَبَّادَيْنِ وَلا تَصِلِ الْقَائِمَيْنِ مِنْ اِلِ  
 لَسَلَمَتِ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (ترجمہ اوپر لفظ جو نہ ج اور)

خطبہ امام ابن العاصم

و صلح واقع کندہ محمد بن و سرور مسلمین و نور مجاہدین و زمین العابدین و سرتاج گریہ کنندگان، جو  
 آل رسول رب العالمین صبر کرنے اور نماز پڑھنے میں سب سے افضل ہے۔ میں ہوں فرزند اس کا جو  
 جبریل و میکائیل کی جانب سے مؤید و منصور ہوا۔ میں ہوں فرزند اس کا جس نے اہل بیت مسلمین کی حمایت کی  
 میں ہوں فرزند اس کا جس نے مارقین و قاسطین و ناکثین کو قتل کیا اور اپنے نامی دشمنوں سے جہاد  
 کیا جو تمام قریش کا فخر تھا، جس نے سب سے پیشتر اجابت و دعوت خدا و رسول کی جس نے ایمان میں  
 تمام مومنین پر سبقت کی، جس نے سرکشوں کی کڑوڑی، جس نے مشرکین کو نابود کیا، جو منافقوں  
 کے لئے اللہ کا تیر، حکمت و عبادت کا ترجمان، دین خدا کا نامہ، اس کا ولی امر، حکمت خدا کا بوستان اسکے علم  
 کا دروازہ، صاحب خود عطا، ایکناد حسن و بہا، پاک و پاکیزہ، بکی، راضی برضا، شجاع، سردار،  
 صابر، بہ کثرت روزے رکھنے والا، صاحب اخلاق پسندیدہ، بڑی نمازیں پڑھنے والے، کافروں کی  
 نسل قطع کرنے والے، ان کی جماعتوں کو پرانندہ کرنے والا، دل و جگر کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط  
 عزم و ارادہ میں سب سے زیادہ پکا، خوداری میں سب سے زیادہ اونچا، وہ شیر مشیہ شجاعت جس نے گتھے  
 ہوئے نیروں میں سرکشوں کو یوں پس کر رکھا جس طرح بچی آٹا پیستی ہے، یوں اڑا دیا جس طرح آدھی  
 بھوسہ اڑا تی ہے، شیر مشیہ مجاہد مردان عراق، بکی و مدنی، حنیف عقی، بدری اصری شجری، ہباجی  
 شاہ عرب حرب و ضرب، شیر مشیہ جنگ، جہاد، دارت مشرین و الدیسطین یعنی حسن و حسین امیر المؤمنین  
 علی بن ابیطالب میرے جہاندار ہیں۔ میں ہوں فرزند فاطمہ زہرا، میں ہوں فرزند سیدۃ النساء، عرض اسی  
 طرح فرماتے رہے تا انیکہ حضرات مجلس میں شور و شیون عظیم برپا ہوا، اس وقت نیرید مخالف ہوا کہ مبادا  
 فساد برپا ہو۔ اس نے مؤذن کو حکم دیا کہ اذان دے، پس اس نے آپ کا قطع کلام کیا اور اذان بھی،  
 جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا، حضرت نے فرمایا لا شئی اکبر من اللہ، کوئی چیز حق تعالیٰ سے برتر  
 نہیں۔ جب اس نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہا، فرمایا شَهِدَ بِهَا شَعْرِي وَبَشْرِي، وَاَحْسَبِي  
 دَدِي مِيرَ اَوْشَتِ وَاَوْشَتِ وَاَوْشَتِ وَاَوْشَتِ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ لیکن جب مؤذن نے  
 کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، تو حضرت نے نیرید کی طرف نگاہ کر کے فرمایا: لے نیرید! بتلا کہ  
 یہ محمد میرے جد میں با تیرے، اگر ان کو اپنا جد جتنا ہے تو غلط و کفر ہے اور اگر میرا جد جتنا ہے تو بتلا کہ  
 پھر تو نے کیوں ان کی عزت کو قتل کیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب مؤذن اذان و اقامت سے فارغ ہوا  
 اس وقت نیرید متوجہ نماز نہ ہوا۔

منقول ہے کہ مجلس نیرید میں ایک عالم علمائے یہود سے بیٹھا تھا، اس نے پوچھا: لے نیرید!

جان کون ہے؟ یزید نے کہا علی بن حسین، اُس نے پوچھا کون حسین؟ کہا حسین بن علی بن ابی طالب، اُن نے پوچھا اور حسین کون ہے؟ یزید نے کہا ابن فاطمہ بنت محمد۔ اُس عالم نے کہا سبحان اللہ، پس یہ شخص تمہارے پیغمبر کا نواسہ تھا جس کو تم نے اتنی جلد قتل کر ڈالا، کیا بدسلوکی تم نے کی پیغمبر کے پورا نگی ستمت و اولاد سے! بجز اگر موسیٰ بن عمران ہمارے درمیان میں کوئی نواسہ چھوڑ جاتے تو گمان یہ تھا کہ ہم اس کی پرستش کرتے اور تمہارا یہ حال ہے کہ کل ہی تمہارے پیغمبر نے دنیا سے مفارقت کی اور آج تم نے اس کے فرزند کو قتل کر ڈالا، بُرا حال ہو تمہارا۔ راوی کہتا ہے یہ سنکر یزید نے اُس کے مارنے کا حکم جرد لوگوں نے تین بار اُس کی گردن پر وار کیا، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہتا جاتا تھا، چاہے مجھ کو مارو، چاہو قتل کر دو میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنے پیغمبر کی اولاد کو قتل کرے وہ ہمیشہ ملعون رہتا ہے۔ جب تک زندہ ہے اور جب مر جاتا ہے حق تعالیٰ اُس کو داخل جہنم کرتا ہے۔

صدوق علیہ الرحمہ نے امالی میں فاطمہ بنت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ یزید نے اس کو ایسے خراب میں قید کیا تھا جہاں دن کی دھوپ رات کی اوس سے ہماری یہ حالت ہو گئی تھی کہ سب کے رسول کی کھال اُدھر گئی تھی، اسی ایام میں جو پیغمبر بیت المقدس سے اُٹھا جاتا تھا، اُس کے نیچے خون آزارہ جوش زن نکلتا تھا اور دیواروں پر دھوپ سرخ رنگ نکلتی تھی جیسے کہ ایک چادر سرخ دیوار پر پڑی ہو، اور یہ حال اُس وقت تک رہا کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نے ہمراہ مخدرات و سردارے شہداء و مراجعت کی اور سزاؤں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلاروا نہ ہوا۔

ابن نما علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ دمشق میں حضرت سکینہؓ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناکے کے اُن پر پانچ شخص سوار اور اُن کے گرد لٹاک اور ہزاتے کے ہمراہ ایک خادم ہے۔ میں نے پوچھا وگ کون ہیں؟ خادم نے جواب دیا: اول حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تیسرے نرت موسیٰ کلیم اللہ، چوتھے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام ہیں۔ میں نے پوچھا یہ حضرت کون ہیں؟ اپنے محاسن شریف کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں اور نہایت علم و اہم سے کبھی زمین پر گرے کبھی اٹھتے ہیں۔

اجتہاد طبری میں متبرانیوں سے منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام دہلیز میں گئے تو اُس ملعون نے اپنی شکر ہے کہ خدائے تمہارے باپ کو قتل کیا حضرت نے فرمایا میرے باپ کو اشفائے قتل کیا۔ یزید نے پھر کہا کہ شکر خدا کا کہ میں نے حسین کو قتل کیا اور مجھ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت نے فرمایا جس شخص نے میرے باپ کو مارا خدا اُس پر لعنت کرے۔ بڑے کماہلی، منبر پر اس فرج سے جو حق تعالیٰ نے امیر المومنین کو عطا کی ہے لوگوں کو آگاہ کر دو۔ یہ سنکر حضرت خیر بن زین نے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا جس کے الفاظ کم و بیش اوپر مذکور ہوئے۔ ج، ذ

حضرت سکینہ کا خواب

کہا وہ تمہارے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ حضرات کہاں جلتے ہیں؟ کہا تمہارے باپ کے پاس، میں نے بھی قصہ کیا کہ حضرت کی خدمت میں جاؤں اور جو ظلم و ستم اُن کے بعد مجھ پر گزرے ہیں بیان کروں۔ دریں اثنا پانچ ہودج لور کے کہ جن پر پانچ بیبیاں بیٹھی تھیں نظر آئیں، میں نے اس خادم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: اول خواہم البشر، دوسری آسنہ تیرہ مزاحم، تیسری مریم بنت عمران، چوتھی خدیجہ بنت خویلد۔ میں نے پوچھا پانچویں بی بی کون ہیں جو اپنا ہاتھ میرے سر رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی ضعف و ناتوانی سے گر پڑتی ہیں۔ کبھی کھڑی ہو جاتی ہیں، کہا یہ تمہاری دادی فاطمہ زہرا و فخر رسول خدا ہیں۔ میں نے کہا: خدا ضرور ان سے اپنی مہبتیں عرض کر دے گی۔ پھر میں اُن کے سامنے گئی اور کہا اب کھڑی ہوئی اور روتی رہی۔ میں نے عرض کی اُسے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّت جہنم ہمارے حق کا انکار کیا۔ اے دادی اماں خدا کی قسم اُمّت جہنم ہمارے ہمارے جماعت کو پرالگ کر دیا۔ اے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّت جہنم ہمارے ہمارے ہتک حرمت کو جائز گردانا، اے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّت نے میرے باپ حسین کو قتل کر ڈالا، یہ سنکر فاطمہ نے قیامت نے فرمایا۔ اے میری بیٹی سکینہ بس کہ نہ رو کہ تو نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میرا جگر زخمی کر دیا۔ تیرے باپ حسین کا گرتا میرے پاس ہے، اس کو میں جُدا نہ کروں گی یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے سامنے جاؤں گی۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے چاہا کہ خواب کو چھپاؤں لیکن میں نے گھر والوں سے ذکر کیا تا آنکہ مشہور ہو گیا۔ اور سید علیہ الرحمہ نے بھی اسی کے مشمل روایت کی ہے۔

سید و ابن نما علیہما الرحمہ نے محمد بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کہ اس الجالوت سردار علمائے یہود نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا واللہ میرا نسب ستر واسطوں سے حضرت داؤد علیہ السلام تک پہنچتا ہے اس کے باوجود جب یہود مجھے دیکھتے ہیں میری بڑی تعظیم و توقیر کرتے ہیں، اور تمہارا حال یہ ہے کہ جس شخص کو تمہارے پیغمبر سے صرف ایک پشت کا فاصلہ تھا اُسے قتل کر دیا۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا جس دن میرے پدربزرگوار کا ہلڑوں یزید کے پاس لے گئے اُس ملعون نے ہر روز مجلس مقرر کی اور میرا مبارک کور و برور رکھوا تا تھا اور شراب پیتا تھا۔ ایک دن بادشاہ ہمدوم کا ایلی جو اپنی قوم کا سردار و شعیب و شریف تھا دربار یزید میں حاضر تھا۔ اُس نے یزید سے پوچھا اے بادشاہ عرب یہ میرا کس شخص کا ہے؟ یزید نے کہا تجھ کو اس سے کیا کام،

اے حضرت سکینہ کے مینی یہ تھے: يَا اُمَّتَا هَ حَيِّدُوا وَاللّٰهُ حَقُّنَا۔ يَا اُمَّتَا هَ بَدِّدُوا وَاللّٰهُ شَمَلُنَا يَا اُمَّتَا هَ اِسْتَبَا حَقًّا وَاللّٰهُ حَرَمِنَا يَا اُمَّتَا هَ قَتَلُوا وَاللّٰهُ الْحَيِّينَ اَبَا نَا۔ (دج، ز)

قصہ سکینہ کے حاضر

اس نے کہا ہمارا بادشاہ میرے والدین جانے پر یہاں کے متعلق استفسار کرے گا لہذا چاہتا ہوں کہ اس شخص سے بھی مطلع رہوں تاکہ وہ بھی اس خوشی میں تمہارے ساتھ شریک ہو۔ یزید نے کہا یہ حسین بن علی کا ہے، رومی نے کہا ہاں حسین کون ہے؟ کہا فاطمہ بنت رسول۔ یہ سن کر نصرانی نے کہا اے یزید! والدے تم پر اور تیرے دین پر، میرا دین تیرے دین سے بہتر ہے۔ میرا باپ داؤد پیغمبر علیہ السلام کی اولاد و احضاد سے ہے، میرے اور ان حضرات کے درمیان کئی پشتیں گزری ہیں لیکن نصاریٰ میری تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور میرے پاؤں کی خاک کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو قتل کیا ہے حالانکہ وہ تمہارے پیغمبر سے صرف ایک ماں کا فاصلہ رکھتا ہے۔ تمہارا یہ مذہب کیا ہے؟ پھر اس نے کہا اے یزید تو نے کلیسائے خافر کا حال سنا ہے؟ اس نے کہا بیان کر۔ نصرانی نے بیان کیا کہ ماہین عمان و چین ایک سمندر ہے جس کی فست سال بھر کی ہے، وہاں سولے ایک شہر کے کوئی آبادی و شہر نہیں ہے، یہ شہر وسط بحر میں واقع ہے، اس کا طول ہشتاد و ہشتاد فرسخ ہے، ریلج مسکون میں کوئی شہر اس سے بڑا نہیں ہے وہاں کا نور اور یا قوت پیدا ہوتا ہے اور درخت عود و عنبر کے اگتے ہیں۔ یہ شہر نصاریٰ کے قبضہ میں ہے، سلطان کے کسی کو وہاں داخل نہیں ہے، اس شہر میں بہت سے کلیسا ہیں لیکن سب بڑا کلیسائے خافر ہے۔ اس کی محراب میں ایک سونے کی قدیل آویزاں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ کے گدھے کا سُم رکھا ہوا ہے، اس بنا پر وہاں تمام سال تمام نصاریٰ کا ازدحام رہتا ہے۔ خاص و عام اس کی زیارت کے لیے آتے اور اس کو جوتے ہیں اور دعا میں مانگتے ہیں۔ یہ حال ہے ان کے گدھے کے سُم کے تعلق جس کے متعلق ان کا گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس پر سوار ہوتے تھے، اور تم نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو قتل کر دیا، خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ یزید نے کہا اس نصرانی کو قتل کر دنا کہ یہ مجھے اپنے ملک میں رسوا نہ کرے، نصرانی نے جب یزید کا یہ ارادہ معلوم کیا تو کہا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ یزید نے کہا ہاں، کہا اے یزید سن لے کہ آج شب کو میں نے تیرے پیغمبر کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، اے نصرانی! تم اہل جنت سے ہو، پس میں اس کلام سے متحجب ہوا اور اس کا بھید مجھ پر نہ کھلا اب میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور محمد پیغمبر حق ہیں، بعدہ دور کے سر امام حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگالیا اور بوسے لیتا تھا اور روتا تھا یہاں تک کہ مارا گیا۔

صاحب مناقب نے لکھا ہے اور ابو مخنف وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ میری سرک قصر کے دروازے پر لٹکا یا جائے اور اہلبیت کو گھر میں بلوایا، جب اہلبیت یزید کے گھر میں گئے تو تمام

دور بار یزید سے نصرانی کا بیان لانا۔

زمان آل سفیان رونے لگیں اور حسین پر نوحہ کرتیں استقبال کو آئیں اور تمام پر تکلف لباس و زیور اتار ڈالے اور تین روز ماتم پر پارکھا اور ہند و خمر عبد اللہ بن عامر بن یزید جو پیغمبر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تھی پردوں کو ہٹا کر باہر نکلی اور دربار عام میں باہر نکل آئی، اس نے بیچ کر کہا: اے یزید! تو نے میرے فرزند رسول میرے دروازے پر لٹکا یا ہے۔ یزید یہ حال دیکھ کر دوڑا اور چادر اس کے سر پر ڈال دی اور کہا: اے ہند تو ہنسیک لو اسے رسول و سید قریش پر گریہ نوحہ کر، خدا لعنت کرے اس پر زیاد پر اس نے حسین کے قتل میں عجلت کی۔

سیدنا وغیرہ نے لقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا ساجد بن علیہ السلام ایک روز بازار دمشق میں جا رہے تھے منہاں بن عمر حضرت کوراء میں لے، انھوں نے پوچھا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت نے جواب دیا ہمارا وہی حال ہے جو بنی اسرائیل کا تھا، آل فرعون میں کہ وہ ان کے مردوں کو مار ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اے منہاں عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے اور قریش باقی عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں اور ہم کو جو اہل بیت محمد میں قتل کرتے ہیں اور ہمارا حق چھینتے ہیں اور آوارہ وطن کرتے ہیں۔ پس فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اے منہاں ہمارا حال کتنا دردناک ہے، خدا بھلا کرے تمہارا اس نے کیا خوب شعر کہلے یہ

يُعْظَمُونَ لَنَا اَعْوَادًا مِنْ سَبْرِهِ  
وَيَخْرُجُكُمْ نَكْمًا صَحْبًا لَنَا تَبَعًا

یعنی، منبری بیٹھیوں پر تو یہ لوگ رسول اللہ کی تعظیم کرتے ہیں (درد و سلام سمجھتے ہیں) اور اپنے پیروں تلے ان کی اولاد کو روندتے ہیں اے اشقیاء کس دلیل سے اولاد پیغمبر تمہاری متابعت کریں حالانکہ تمہارا سارا فخر و مہابات رسول خدا کی صحابیت و تابعیت پر ہے، یہ تو ان کی آل الجبار ہیں۔

سیدنا علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک دن یزید نے اپنی محفل میں علی ابن حسین اور عمرو بن حسن علیہم السلام کو طلب کیا۔ اس وقت عمرو کا سن شریف گیارہ برس کا تھا۔ یزید نے عمرو سے کہا میرے بیٹے خالد سے کشتی کرو گے، عمرو نے کہا کشتی نہیں البتہ ایک چھری مجھ کو اور ایک اُس کو دیدے، پھر میں اُس سے ٹرونگا، یزید نے کہا: سَنَشِئْتَهُ اَعْرَفَهَا مِنْ اَخْرِقَهَا هَلْ تَكْلُدُ الْحَيَّةُ اِلَّا الْحَيَّةَ ه کیوں نہ ہوشیر کا بچہ شیر کی سوتلے ہوتا ہے یہ طبیعت تیرے واسطے موردی ہے۔ اس کے بعد یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا وہ تین مطلب جن کے ایفاء کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا: یہ ترجمہ محاورہ کے اعتبار سے ہے ورنہ عید سانپ کو کہتے ہیں۔

اول یہ ہے کہ میرے باپ کا سر اور مجھ کو دکھلا دے کہ میں زیارت کروں اور حضرت سے وداع ہوں۔ دوسری حاجت یہ ہے کہ جو اسباب ہمارا چھینا گیا ہے واپس کر دے۔ تیسرے یہ کہ اگر میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو کوئی شخص اہلبیت کے واسطے مقرر کر جو ان کو وطن تک پہنچا دے۔ چوتھے یہ کہ آپ کے باپ کا سر مرکز نہ دکھلاؤں گا لیکن آپ کے قتل سے دست بردار ہوا، اور عورتوں کے لیے کوئی شخص آپ کے سوانہ ہوگا۔ اور جو اسباب لوٹا گیا ہے میں اس کے عوض سہ چنڈ، چہار چنڈ مال دیدوں گا۔ حضرت نے فرمایا تیرا مال مجھ کو درکار نہیں، میں صرف اپنا سامان چاہتا ہوں، کیونکہ اس میں مقننہ اور فیض و پیرہن اور طلاوہ اور جڑھ ہمارا جہاد ہا جہاد ظاہر بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس اُس نے حکم دیا اور وہ سب چیزیں آپ کے حوالہ کر دی گئیں، اس کے بعد یزید نے اہلبیت کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔

ابن نعمان علیہ الرحمہ نے لکھا ہے سرالور امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ عمر بن سعد نے اسے مدینہ میں دفن کر دیا منصور بن جہور کہتا ہے کہ میں جب خزانہ یزید میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک سُرُخ رنگ کا صندوق پایا، اُس نے اپنے غلام سے کہا کہ اس کو حفاظت سے رکھ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی امیہ کا کوئی بڑا خزانہ ہے لیکن جب اس کو کھولا گیا تو اس میں سرانور امام حسین علیہ السلام کا نظر آیا، جس کی ریش مبارک میں اثر غضاب تھا۔ یہ دیکھ کر ابن جہور نے غلام سے ایک کپڑا منگوایا اس میں لپیٹ کر دمشق میں قریب دروازہ فراہم متصل میرے برج کے جانب مشرق دفن کر دیا۔ اور اہل مصر سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ حضرت کا سرانور مصر میں دفن ہے اور اس مقام کو مشہد کریم کہتے ہیں جو زیارت گاہ علاقے ہے اور قبۃ وہاں کا مظلوم مذہب ہے۔ لوگوں کی حاجات بڑھتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ انواع و اقسام کی مذورات دہرایا چڑھاتے ہیں اور یہ یقین جانتے ہیں کہ حضرت کا سر اقدس یہیں مدفون ہے۔ مؤلف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اصح اقوال یہ ہے کہ حضرت کا سر اقدس شہر مدین میں پھرائے جانے کے بعد گر بلا لایا گیا اور بدن کھینچا خاک میں پوٹا گیا۔ سید علیہ الرحمہ نے میر مبارک کے احوال میں لکھا ہے کہ مہر لہر گر بلا لایا گیا اور جسم انور کے ساتھ مدفون ہوا شیخان اہلبیت کا عمل اسی پر ہے اور سولے احادیث مذکورہ کے اور اخبار بھی وارد ہوئی ہیں جو بوجہ طولت ترک کی گئیں۔

صاحب مناقب نے لکھا ہے کہ حافظ ابو العلام نے ذکر کیا ہے کہ یزید نے زینب علیہ السلام غلامان بنی ہاشم والبر سفیان کے غلاموں کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا اور اہلبیت کو زور اور اہل دسا لے سہری ہے۔

سفر دے کر رخصت کیا اور جو امور کہ حضرت کے مدینہ سے تعلق رکھتے تھے اُن کے اجزا کا حکم دیا۔ سرانور کو عمر بن سعد عامل مدینہ کے پاس بھیجا، اس نے کہا، کاش! یزید میرے پاس نہ بھیجتا، اور حکم دیا کہ قبچ میں قبر طہ زہر اصلوۃ اللہ علیہا کے نزدیک دفن کیا جائے۔ اور بعض علماء نے روایت کی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بن مروان نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر لطف و مہربانی فرماتے ہیں۔ جب بیدار ہو حسن بصری کو طلب کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی حسن بصری نے کہا، ایسا معلوم ہوتا ہے تو نے اہلبیت رسول کے ساتھ نیکی کی ہے، اُس نے کہا میں نے سر امام حسین علیہ السلام خزانہ یزید میں پایا تھا، میں نے اس کو دیکھا کی پانچ چادروں میں لپیٹا اور اپنے اصحاب کے ہمراہ اس پر ناز پڑھی اور دفن کیا۔ حسن بصری نے کہا پیغمبر تجھ سے اس امر کی وجہ سے راضی ہوئے۔ یہ سن کر سلیمان نے حسن بصری کو انعام دیا۔ مصنف علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ سب اقوال الحسنیہ ہیں۔ ہمارے علماء میں مشہور ہے کہ سرانور ہمراہ تین اہل مدفن ہے، امام زین العابدین علیہ السلام اپنے ہمراہ لے گئے تھے اور بہت سی روایتیں با اس مضمون بھی وارد ہوئی ہیں کہ سرانور قریب قبر امیر المؤمنین علیہ السلام مدفون ہے، اور ان احادیث میں سے بعض آئندہ بھی مذکور ہوں گی۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ اور صاحب مناقب نے لکھا ہے کہ یزید نے اہلبیت سے پوچھا کہ اگر منظور ہو دمشق میں اقامت کریں۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور کہا ہم کو مدینہ بھیجا دے وہ مقام ہمارے جہد رسالت کی ہجرت کا ہے۔ پس یزید نے نعمان بن بشیر کو جو اصحاب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے، کہا ان کا سامان اور زادراہ جیسا کرو اور کوئی شخص امین و صاحب اہل شام سے مع چند سوار خدمت گزاران کے ساتھ کرو۔ بعد ازاں جناب سید الشاہدین علیہ السلام کو بلوا کر کہا کہ حق تعالیٰ ابن مرجانہ پر لنت کرے، اگر مسین سے میرا سامنا ہوتا جو مجھ سے طلب کرتے ضرور دیتا اور تا امکان ان کی موت نہ چاہتا اگر وہ اس میں میرے فرزند ہمارے جاتے لیکن تقدیر الہی میں یہ تقدیر ہو لائے گا جو میں نے دیکھا، پس جو حاجت آپ کو درپیش ہوا کرے مجھ کو کچھ بھیجا کریں اور اس شامی کو تاکہ پکڑی کہ سفر میں ان کا خیال رکھا جائے۔ غرض اہلبیت اہل مدینہ ہوئے، جس مقام پر منزل کرتے تھے فرستادگان یزید یہاں پہنچتے تھے اور نگہبانی کرتے تھے اور ان کی خدمت گذاری میں کوئی کمی نہ کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ حادث بن کعب نے فاطمہ دختر علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن زینبؑ خاتون سے کہا کہ اس شامی نے ہماری بہت خدمت کی ہے، لہذا اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا: بخدا

سے ساقیہ گزرتی ہے کہ یزید کی مشاہدہ حال تھی اس میں غرض کو کوئی دخل نہ تھا۔ جزاری



ہمارا ہاتھ تنگ ہے مگر اپنا زور دینے دیتی ہوں۔ پس میں نے دست بند اور بازو بند پانچی بہن کو بھجوا دیا اور  
کئی وقت سے عذر خواہی کی لو کہ جو خدمتیں تو نے کی ہیں ان میں سے چند خدمتوں کا یہ عرض ہے۔ شامی  
نے کہا اگر میں نے بطیح دنیا خدمت کی ہوتی اس سے بھی کم میں میری رضا تھی لیکن میں نے خالصاً وجہ اللہ  
نظر بقربت رسول آپ کی خدمت کی ہے۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب اہلبیت کرام شام حنت انجام سے روانہ عراق ہوئے اثنائے راہ  
میں امیر قافلہ سے درخواست کی کہ ہم کو کربلا کی راہ سے لے چل جس وقت کہ متصل سید الشہداء میں پہنچے اتفاقاً  
اُس مقام میں جابر بن عبد اللہ انصاری منہج ایک جماعت بنی ہاشم اور سادات کے زیارت قبر حسین علیہ  
السلام کیلئے گئے تھے اسی وقت قافلہ اہلبیت اہل ہزار ہوا، پس سب نے گریہ کنان اور سینہ زان ملاقات  
کی اور نوحہ ہائے جانگاہ اور گریہ ہائے دلوسو کئے اور کئی روز بایں حال دشت نینوا میں شور و ستیز برپا رہا اور  
اطراف کی عورتیں جمع ہوئیں اور شریک نالہ و فریادیں رہیں۔ البوصاب کلبی نے گچکاروں سے نقل کی ہے وہ کہتے  
ہیں جب ہم صولے کربلا میں وقت شب نزدیک قتل حسین علیہ السلام آتے تھے تو جنوں کے نوحہ کی آواز کان  
میں آتی تھی، وہ نوحہ یہ تھا۔

مَسَامُ الرَّسُولِ حَبِيبُهُ فَلَمَّا بَلَغَ فِي الْمَجْدِدِ اِلَواهُ مِنْ عَلِيٍّ قَوْلَيْهِ جَدَّاهُ حَيْرُ الْجَدِيدِ  
یعنی: پیغمبر خدا حسین کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے، رخصتہ حسین پر نور عیاں ہے۔ ان کے پدرو داد بزرگ  
سادات قریش سے ہیں اور ان کے جد بہترین اجداد ہیں۔

الغرض اس کے بعد اہلبیت علیہم السلام کربلا سے عازم مدینہ منورہ ہوئے، بشیر بن جندلم کہتا ہے کہ  
جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک مقام پر نزول اجلال فرمایا اور اسباب  
اقر و ایام اور خیمہ بپایا اور حرم محترم خیموں میں اترے، امام نے مجھ سے فرمایا اے بشیر دجھرا اللہ ابابک  
یعنی خدارحمت کرے تیرے باپ پر وہ شر کوئی میں تہارت رکھتا تھا، تو بھی شکر کہتا ہے؛ میں نے عرض کیا،  
یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی شکر کہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مدینہ میں جا کر ایک مژدہ میرے  
پدربزرگوار کی شان میں انشاء کر۔ بشیر کہتا ہے میں نے گھوڑے کو ہمیز کیا اور داخل مدینہ ہوا۔ جب متصل  
مسجد رسول پہنچا تو میں نے حدائے نالہ و فریاد بلند کی اور دو شرابیوں مضمون پڑھے۔

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ هَاهَا قَتَلَ الْكُفْرَيْنَ فَأَدْمَعِيَ مِسْدَاهَا  
الْجَسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ وَمَصْرَجٍ وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْعَتَاةِ كَيْدَاهَا  
اے اہل مدینہ اب مدینہ رہنے کے قابل نہ رہا، حسین مارے گئے اس مصیبت سے سیلاب اشک میری آنکھوں سے

الحرم کا سب سے دور

رواں ہے جسم مطہر ان حضرات کا خاک و خون میں پڑا تھا اور ہر مبارک نیزہ پر شہر بشہر پھرایا جاتا تھا۔  
پھر میں نے کہا کہ ان کے فرزند ارجمند علی بن الحسین اپنی پھپھیوں اور بہنوں کے ساتھ تمہارے پاس  
آئے ہیں اور میں ان کا بھیجا ہوا ہوں۔ بشیر کہتا ہے۔ پردگیان عصمت سے کوئی منظر باقی نہ رہی جو میری  
آواز سن کر یا مہارے پریشاں و نوحہ کنان سر و سینہ پھینتی ہوئی گھر سے باہر نہ نکل آئی ہو، اور کبھی ایسا رونما  
مدینہ میں نہ ہوا تھا، اور کوئی روز مسلمانوں پر اُس دن سے زیادہ تلخ و دشوار نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ  
ایک لڑکی امام حسین پر یہ نوحہ پڑھ رہی تھی! ایک خبر دینے والے نے ہمارے آقا کی وفات کی خبر کو  
دی اور مجھ کو درد میں مبتلا کیا اور ہیا کر دیا۔ پس اے میری دونوں آنکھوں مصیبت فرزند رسول اور  
جگر گوشہ بتولی پر سیل اشک رواں کرو، کیونکہ ان کی شہادت نے عرش الہی میں زلزلہ ڈال دیا اور  
بزرگی و دین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ پھر اس لڑکی نے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو نے ہمارے  
داغوں کو تازہ کر دیا اور ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا، رحمت خدا تجھ پر، تو کون ہے؛ میں نے کہا  
میں بشیر بن جندلم ہوں، امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے بھیجا ہے اور وہ حضرت ہمراہ اہل بیت  
یہاں سے قریب فلان مقام پر اترے ہیں، یہ سنتے ہی عورتوں نے مجھ کو وہیں چھوڑا اور دوڑتی ہوئی چلا  
اہلبیت روانہ ہوئیں اور میں ان کے پیچھے گھوڑا دوڑائے جاتا تھا، جب خیمہ کے قریب پہنچا تو میں نے  
دیکھا کہ آدمیوں کا اتنا ہجوم و ازدحام ہے کہ راہ نہیں ملتی، میں گھوڑے سے اتر ا اور صحن کاٹتا ہوا  
بدقت تمام درخیمہ تک پہنچا، امام زین العابدین علیہ السلام خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے دست  
مبارک میں ایک رومال تھا جس سے آنسو پونچھتے جاتے تھے، ایک خادم نے حضرت کے پیچھے کرسی رکھی،  
اس پر حضرت بیٹھ گئے اور کمال رقت سے حضرت ضبط نہ کر سکتے تھے، مرد و زن میں شور و شیون اور  
حدائے وحسینا بلند تھی، ہر طرف سے لوگ پُرسا دیتے تھے۔ اس کے بعد جناب سید الساجدین نے سب کو  
اشارے سے خاموش کیا، جب جوش گریہ موقوف ہوا حضرت نے حسب ذیل خطبہ شروع کیا۔

”شکر و سپاس حق تعالیٰ کے لیے سزاوار ہے جو پروردگار جہاں اور رحیم و ہرمان و مالک بزرگوار  
اور خالق کائنات ہے، وہم و عقل سے اتنا بلند کہ اونچے آسمانوں سے بھی بلند تر اور حضور و شہود کے  
لحاظ سے اتنا نزدیک کہ سرگوشیوں کو سننے والا، اس کا شکر کرتا ہوں مصیبتوں اور درد و سوزش و  
مشقت ہائے بزرگ اور رنجہائے شاق پر، ایہا الناس! حق تعالیٰ کی حمد ہے کہ اُس نے عظیم الشان  
مصائب کے ہمارا امتحان لیا، ایسے مصائب جن سے اسلام میں رختہ پڑ گیا۔ حضرت اباعبداللہ الحسین موہم عترت  
الہیہ مارے گئے اور سر آؤس ان حضرات کا نیزہ پر شہر بشہر پھرایا گیا۔ ان کے اہل حرم کو اسیر کیا گیا، کوئی

تکلیف حضرت مجاہد زین مدینہ

مصیبت اس مصیبتِ عظمیٰ کو نہیں پہنچتی۔ ایہا الناس! کون شخص تم میں سے بعد قتل حسینؑ خوش ہو گا اور کون آنکھ آنسو بہانے میں تصور و خیال کرے گی۔ ہفت طبقہ آسمان گریہ کنائیں اور دریا جوش زن ہیں اور اطراف زمین کو ترزل رہے اور اشجار پر آگندہ ہیں اور مچھلیاں دریا میں تلاطم میں ہیں اور ملاکہ مغربین میں نالہ و شیون برپا ہے اور جمیع اہل آسمان مشغول گریہ و بکا ہیں۔ ایہا الناس! کونسا دل ہے جو قتل حسین علیہ السلام سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوا، اور کونسا جگر ہے جو اس غم میں بیکرا نہیں اور کون گوش شنوا ایسا ہے جو اس رخصتِ اسلام کو سن سکتا ہے۔ ایہا الناس! ہم اولادِ رسولؐ اور وہ بے وطن دیار بدرار کو بے و باز زمین بھرنے گئے جس طرح امیرانِ ترک و کابل بھرنے جاتے ہیں، گویا ہم ڈریت و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ تھے، حالانکہ کوئی گناہ ہم سے سرزد نہ ہوا تھا، اور کوئی رخصتِ اسلام میں ہم سے نہ ہوا تھا، اس طرح کا حادثہ سلف میں ہم نے نہیں سنا تھا۔ یہ بدعتِ تازہ ہے، واللہ کہ اگر سبغیر خدا ان کو ہمارے قتل اور قلعہ نسل کا حکم دیتے جس طرح کہ حضرت نے ہماری اطاعت کی وصیت کی تھی۔ تب وہ اس ظلم کو زیادتی نہ کرتے جو ہم پر روا رکھا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُوْنَ ہ صد افسوس! اس مصیبتِ عظیم پر ہم ان مصائب کا اجر جنابِ احدیت سے چاہتے ہیں۔ وہ منتقمِ قوی و غالب ہے، اس اثنا میں صوحان بن صمصم بن صوحان جو مشول و زمین گیر تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور خدا پرنا بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے اس کا عذر قبول کیا اور خوش ہو کر فرمایا "خدا میرے باپ پر رحم کرے"۔

سید ابی طالب کی روضہ و مزار

سید ابی طالبؑ علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرات والہ بزرگوار میں چالیس برس روتے رہے اور ہر روز روزہ رکھتے تھے، اور شب کو اچھا کرتے تھے اور وقتِ افطار جب غلام آب و طعام سامنے لاتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ تناول فرمائیے، حضرت فرماتے تھے قَتَلَ ابْنُ رَسُولِ اللّٰہِ جَارِحًا۔ قَتَلَ ابْنُ رَسُولِ اللّٰہِ عَطَشًا۔ فرزندِ رسولؐ اچھا کرنا اور گرسنہ مانا گیا ہے فرزندِ رسولؐ خداوندِ عالم شہید ہوا یہی کفر فرماتے تھے اور روتے تھے۔ یہاں تک کہ قطراتِ اشک سے آب و طعام گندوج ہو جاتا تھا اور اسی حالت سے حضرت نے اتفاقاتِ بسری۔ غلام حضرت سید الشاہدینؑ سے منقول ہے، وہ کہتا ہے، ایک روز میرے آقا جناب صحرائے شریف لے جاتے تھے، اور میں حضرت کے پیچھے تھا، اس وقت میں حضرت نے ایک پتھر پر سجدہ کیا اور گریہ و زاری کی اور ہزار مرتبہ فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعْبُدُوْا مَا کَانَ اِلٰہًا اِلَّا اللّٰہُ اٰیْمَانًا و صدقاً، اس کے بعد سر مبارک اٹھایا، محاسن شریف آنسوؤں سے تر تھے، میں نے عرض کیا، لے آقا! گریہ آپ کا ابھی کم نہیں ہوا، فرمانے لگے وائے ہو تجھ پر حضرت یعقوبؑ خود پیغمبر تھے اور پیغمبر کے

فرزند تھے ان کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے صرف ایک بیٹے کو خدائے مہربان کر دیا، پس ان کا حال غم و الم سے یہ ہوا کہ بال سر کے سفید اور کرخمیدہ ہو گئی اور بصارت جاتی رہی باوصفیکہ ان کا فرزند دنیا میں زندہ موجود تھا، اور میرے باپ بھائی اور سترہ اعزا و اقربا میری آنکھوں کے سامنے شہید ہو گئے اور خاک و خون میں غلٹا پڑے رہے، میرا غم و الم کس طرح کم ہو؟

مصداق میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیڑ پر بزرگوار علی ابن اکسین سے پوچھا کہ جناب سفر شام میں کس چیز پر سوار تھے؟ فرمایا: شتر بے کجاوہ پر اور میرا ہم سفر علیہ السلام ایک نیزہ پر تھا اور عورتیں ہمارے پیچھے ایسے برہنہ اونٹوں پر سوار تھیں جن پر کجاوہ محفل نہ تھی اور ستر نیزہ ہاتھوں میں لے ہارے گردا گرد تھے۔ جب ہم میں سے کوئی رونا تھا اشقیانیزے مانتے تھے، دمشق کے پہنچنے تک یہ حال رہا، جب داخل دمشق ہوئے، ایک شاہی نے پکار کر کہا، لے اہل شام! یہ اہلیت ملعون ہیں۔ (معاذ اللہ)

اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے امالی میں ابن زیاد کے دربان سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا ابن زیاد کے پاس آیا تو اس ملعون نے ایک طشتِ ظلام میں اپنے سامنے رکھوایا اور ایک چٹھی اس کے ہاتھوں میں تھی جسے حضرت کے دندان مبارک پر لگاتا تھا اور کہتا تھا، لے ابا عبد اللہ! تم کس قدر ظلم بول رہے ہو گئے۔ بعض حاضرین مجلس نے کہا کہ اس حرکتِ ناشائستہ سے باز رہ کہ میں نے دیکھا ہے جس جگہ تو کھڑی رکھتا ہے وہاں پر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیتے تھے۔ اس ملعون نے کہا آج کا دن روزِ بدر کے بدلے کا دن ہے۔ بعد حضرت سجادؑ کی گردن میں طوق ڈال کر اہل حرم کے ہمراہ قید خانہ بھیجا اور میں ان کے ساتھ تھا جس راہ سے یہ لوگ گذرتے تھے، زن و دم دروتے تھے اور اپنے منہ پر پٹا بچھارتے تھے تاکہ اہل بیت کو محسوس نہ کیا۔ اس کے بعد ابن زیاد نے امام زین العابدین علیہ السلام کو صبح اہلیت بولوا اور میرا نور امام حسین علیہ السلام کا منگوایا اور اہلیت سے خطاب کر کے کہا۔ شکر ہے خدا کا جس نے تم کو ذلیل اور قتل کیا اور تمہاری تکذیب کی۔ زینبؑ خاتون نے جواب دیا۔ شکر ہے خدا کا جس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہم کو معزز اور مکرم کیا اور پاک و ظاہر گردانا، اور ذلیل و رسوا نہ ہوتا ہے جو فاسق ہو اور جو ظالم اور دغا گو ہے جو فاجر ہے۔ ابن زیاد نے کہا: زینب! تم نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ حضرت زینبؑ نے جواب دیا: جن کے لئے قتل تقدیر ہوا تھا وہ اپنے مشاہد اور قتل گاہ میں پہنچے اور حق تعالیٰ قیامت کے دن تم کو اور ان کو صبح کرے گا اُس وقت یہ مقدمہ فیصل ہوگا۔ یہ سن کر وہ عین غضب میں آیا اور حضرت زینبؑ کے قتل کا ارادہ کیا۔ عس و بن حریش نے منع کیا۔ پھر حضرت زینبؑ نے فرمایا، لے پسر زیاد! جو کچھ تو نے کیا

کیا یہ کافی نہیں ہے کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا اور بنیادہاری شادی اور تعلیم ہماری ضائع کی اور ہمارے بچوں اور عورتوں کو قیدی کیا، اگر یہ تیرے لئے موجب سکون ہے تو نے سکون پایا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ انکو قید خانہ میں لے جاؤ۔ پھر اس نے منادیوں کو تمام شہروں میں بھیجا تاکہ شہادت امام حسینؑ کی خبر ہر طرف مشہور کریں۔ اس کے بعد اہلبیت کو صبح سہرا نور جانب شام روانہ کیا۔ داوی بیان کرتا ہے کہ جس دن اہلبیت امیر کر کے شام کی طرف روانہ کئے گئے تو لوگوں نے رات بھر جنوں کے نوحہ کرنے کی آواز سنی۔ پھر سارا وی کہتا ہے جب ہم دمشق پہنچے اور قرینت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پردہ و بے نقاب وارد شہر ہوئی۔ اہل شام کہتے تھے کہ ہم نے ان امیروں سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا، وہ پوچھتے تھے تم کون ہو؟ اس وقت حضرت سکینہ زینبؑ علیہا السلام نے جواب دیا۔ ہم امیران آل محمد ہیں۔ اس کے بعد دروازہ مسجد پر جس جگہ امیروں کا شمار ہوتا تھا اہلبیت کو ٹھہرایا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام ان دنوں جوان تھے، ایک پیر مرد شامی آکر کہنے لگا، شکر ہے کہ خدا نے تم کو ہلاک کیا اور فساد رفع ہوا۔ اسی طرح کلمات بے ادبانہ کہتا رہا جب وہ سب کچھ کہ چکا تو حضرت نے فرمایا: بے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: **قُلْ لَوْ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى هٗ اَسْ اَلَمْ يَلِكْ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ حٰجٌّ تَالٰى لِي** جن کی دوستی کو اجر رسالت ٹھہرایا ہے وہ ہم ہی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آیت تو نے پڑھی ہے، **وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ**۔ کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے کہا، خدا نے جن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ پھر فرمایا: تو نے یہ آیت پڑھی ہے: **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** ہم اس نے کہا ہاں پڑھی ہے، حضرت نے فرمایا جن اشخاص کی پاکیزگی کی گواہی خدا نے دی ہے وہ ہم ہیں۔ یسگر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، تین بار کہا بار اہلنا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوند! میں دشمنان اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بیزار ہی کرتا ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔

اذان بعد اہلبیت کو دربار یزید میں لے گئے اور آواز گریہ و شہین خانہ یزید سے بلند ہوئی، اور یزید کی سب عورتیں اور محابوہ کی بیٹیاں روتی اور ماتم کرتی تھیں، اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام یزید کے سامنے رکھا گیا۔ حضرت سکینہ نے یزید سے فرمایا، بخدا میں نے تجھ سے زیادہ کسی کو سنگ دل اور کافر و شریر و ظالم نہیں پایا۔

کتاب اصابی شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ میں مذکور ہے کہ قاسم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب سہرا نور امام حسین علیہ السلام مجلس ابن زیاد میں آیا، میں وہاں موجود تھا، پس وہ ملعون چھڑی حضرت

حضرت کے دندان مبارک پر لگاتا اور کہتا تھا کہ کیا اچھے ان کے دانت ہیں۔ زید بن ارقم نے اس وقت کہا چھڑی اٹھالے کہ میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہے اس مقام کے بوسے لیتے تھے۔ اس ملعون نے کہا تو بڑھا خرفے۔ پس زید اٹھ کھڑے ہوئے اور امن کشاں چلے گئے۔ اس کے بعد اہلبیت علیہم السلام کو اس کے سامنے لائے۔ اُس ملعون نے حکم دیا کہ امام زین العابدین کو قتل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا اگر تجھ کو ان مستورات سے قرابت ہو تو کسی کو ان کے ساتھ کرنا کہ ان کو پہنچا دے، اس وقت شقی منفلع ہو کر کہنے لگا تمہیں ان کو پہنچا دو گے۔ پس حق تعالیٰ نے قتل سے حضرت کو محفوظ رکھا۔ داوی کہتا ہے کہ کوئی امر شیخ تر اس سے میں نے نہیں دیکھا کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام اس شقی کے سامنے رکھا تھا، اور وہ چھڑی لگاتا تھا۔ ایضاً کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ زید بن ارقم اس روز ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ میں نے پیغمبر خدا سے سنا ہے، فرماتے تھے خداوند! میں نے حسین کو تجھے اور تیرے نیک بندوں کو سونپا۔ پس تم نے امانت رسولؐ کی کیسی محافظت کی۔

تفسیر قشبی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرماتے ہیں جس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کو مجلس یزید میں لائے تو اُس نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور کہا **مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ قَبْلًا كَتَبْتَ اَيُّدِيْكُمْ** یعنی جو مصیبت کہ تم کو پہنچی ہے پس سبب ان افعال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں سے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ آہ ہماری شان میں نہیں ہے۔ ہمارے حق میں یوں وارد ہولے کہ **مَا اَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي الْاَنْفُسِ اِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَنْزِلَ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ** کیلئے تا سوا عظاما قاتلکم ولا تغرخوا بما اُنزلکم۔ یعنی کوئی مصیبت زمین میں اور تمہارے نفسوں میں نہیں پہنچی مگر یہ کہ قبل از ہر وہ کتاب میں مسطور ہے اور یہ امر خدا پر آسان ہے تاکہ جو تم سے چلا جائے اس پر محزون و ملول نہ ہو اور جو تم کو لے اُس پر شاد و خرم نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا پس ہم میں کہ امور فوت شدہ پر غمگین نہیں ہوتے اور جو چیز کہ ہم کو حاصل ہوتی ہے اُس سے شاد نہیں ہوتے۔

کتاب قرب الاسناد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سہرا نور امام حسین کا صبح اہلبیت طاہرین داخل دربار یزید ہوا، اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مسلسل بزنخیر و طوق تھے، اس وقت یزید کہنے لگا علی ابن حسین، شکر ہے کہ خدا نے تمہارے باپ کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا لعنت خدا کی اُس شقی پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔ یہ سنکر وہ شقی غضبناک ہوا اور آنحضرت کے قتل کا حکم دیا۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا، اگر تو مجھے قتل کرتا ہے پس کون ہے جو دختران رسول اللہ کو وطن پہنچائے گا، سو امیرے کوئی ان کا محرم نہیں ہے۔ وہ شقی کہنے لگا تمہیں پہنچاؤ گے۔ پھر ایک سوہان منگا کر اپنے ہاتھوں سے

یہ سب کچھ کہ چکا تو حضرت نے فرمایا: بے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: **قُلْ لَوْ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى هٗ اَسْ اَلَمْ يَلِكْ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ حٰجٌّ تَالٰى لِي**

میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، تین بار کہا بار اہلنا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوند! میں دشمنان اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بیزار ہی کرتا ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔

کتاب اصابی شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ میں مذکور ہے کہ قاسم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب سہرا نور امام حسین علیہ السلام مجلس ابن زیاد میں آیا، میں وہاں موجود تھا، پس وہ ملعون چھڑی حضرت

طوق کاٹا اور کہا، تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے ہاتھ سے تمہارا سر کاٹ لیا، حضرت نے فرمایا ہاں اس لئے کہ سوا تیرے کسی کی منت میری گردن پر نہ ہو، کہنے لگا، خدا ہی مقصود تھا، پھر اس شقی نے اس آیت کو پڑھا: لَقَدْ بَدَأَكُمْ مِنْ نُفُوسٍ مَّضْمُوجَةٍ فَمَا كُنْتُمْ آيَةً لَكُمْ خَيْرٌ فَمَا كُنْتُمْ آيَةً لَكُمْ خَيْرٌ ہاں ہاں میں نہیں ہے آپ نے دوسری آیت تلاوت کی اور فرمایا ہم وہ لوگ ہیں جو فضا نے الہی پر راضی ہیں اور امور فرستہ شدہ پر غم نہیں کرتے اور جو دنیا سے حاصل ہوتا ہے اس پر خوش نہیں ہوتے۔

کتاب رجال کشی میں مذکور ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں خدمت بابرکت امام رضا علیہ السلام میں حاضر تھا، اتنے میں علی بن حمزہ و ابن سراج و ابن مکاری حضرت کی خدمت میں آئے۔ علی نے فرمایا کہ اس گفتگو کے بعد جو باب امت میں حضرت سے واقع ہوئی، عرض کیا ہم نے آپ کے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ تہمیر و تکفین امام کی امام ہی کرتا ہے (لہذا آپ نے بغداد کے قید خانہ میں اپنے باپ کی تہمیر و تکفین کی نہ کر کی) حضرت نے فرمایا بتلاؤ کہ حسین ابن علی امام تھے یا نہ تھے؟ کہا امام تھے، حضرت نے پوچھا پس ان کی تہمیر کس نے کی۔ کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے۔ حضرت نے فرمایا وہ تو ابن زیاد کی قید میں تھے۔ اس نے کہا قید سے تشریف لائے، اور کسی کو تہمیر ہوئی اور بعد تہمیر پھر گئے۔ حضرت نے فرمایا پس جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ امر ہوا کہ بلا میں تشریف لائے اور اپنے باپ کی تہمیر و تکفین کی۔ اسی طرح صاحب الامر علیہ السلام سے بھی ممکن ہے کہ بغداد میں آئیں اور اپنے باپ کی تہمیر و تکفین کریں۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ پوری حدیث باب الرد علی واقفین میں مذکور ہے۔

کتاب کافی میں عبد اللہ ازدی سے مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام جب اشقیاء نے قصد کیا کہ نعش منہر بر گھوڑے دوڑائیں اور بن نازین سبط سید المرسلین کو پالیاں سیم اسپاں کریں اس وقت فضا نے خدمت حضرت زینب میں عرض کیا کہ سیدہ سفینہ غلام آزاد کردہ جناب رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کشتی جب دریا میں ٹوٹ گئی اور وہ ایک جزیرہ میں پہنچا، اتفاقاً وہاں ایک شیر دیکھا، اس نے شیر سے خطاب کر کے کہا، میں آزاد کردہ رسول خدا ہوں۔ اس شیر نے جو نبی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سنا تو وہ سفینہ کے آگے ہمہ کرتا ہوا چلا اور اس کو راہ بتلا دی اور خود ایک طرف بیٹھ گیا، مجھ کو بھی اجازت دیجئے کہ شیر کے پاس جاؤں اور اس کو مطلع کروں کہ فرزند رسول کا لاشہ یہ ملعون پال کرنے والے ہیں۔ مروی کہتا ہے کہ یہ کہہ کر فضا شیر کے پاس گئیں اور کہا یا ابا سحار! یہ شیر شیر نے سر اٹھایا، فضا نے کہا تو جانتا ہے کہ یہ لوگ جسدا اہل امام حسین کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ کی لاش کو گھوڑوں سے پال کر لیں گے۔ مروی کہتا ہے شیر یہ بات سن کر حلا، یہاں تک کہ قریب نبش اہل کے پہنچا اور اپنے ہاتھ لاشہ پر

بناؤ اشقیاء کی آیت سے

رکھے، جس وقت وہ اشتر اور سید نبش سید الشہداء گئے اور شیر کو اس حال سے دیکھا۔ عسبر نے کہا یہ فتنہ ہے اس کو برا لگتی نہ کرو اور پھر چلو اس وقت سب پھرتے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حدیث سفینہ چند سند سے باب معجزات نبی میں مذکور ہوئی ہے۔

کتاب مذکور میں مصنف سے مروی ہے، وہ کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فراتے سنا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے، حضرت کی ایک زوجہ جو قوم بنی کلب تھیں عزا اور ماتم میں مصروف ہوئیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں وہاں مشور و شیون اور لہو کرنے لگیں اور اس قدر روئیں کہ انھیں خشک ہوئیں اور اشک باقی نہ رہے لیکن ایک کینز روتی تھی اور اس اشک اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ اس خاتون نے کینز کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے آنسو ٹوٹ نہیں ہوئے اور ہاری آنکھیں خشک ہو گئیں۔ اس نے کہا میں نے تھوڑے سے سٹو کھائے اس سبب میرے آنسو جاری ہیں۔ انھوں نے کہا تھوڑا کھانا اور ستوتیا کر، پس خود کچھ کھایا یا پیا اور فرمایا کہ مطلوب یہ ہے کہ کھانے سے رونے کی قوت میں اضافہ ہو۔

روایت ہے کہ جس ہنگام سر نور امام حسین علیہ السلام جانب شام لے گئے، آٹھ گزے راہ میں بوقت شام ایک یہودی کے گھر قیام کیا، جب اشقیاء شہر ابی کریمت ہوئے تو انھوں نے بیان کیا کہ ہمارے پاس امام حسین کا سبک، اس یہودی نے کہا مجھ کو دکھاؤ۔ انھوں نے صندوق کھولا، ایک ایک نور منہر سے آسمان کی جانب بلند ہوا، یہودی یہ دیکھ کر حیران و تعجب ہوا، اور اس نے سر مبارک کو طلب کیا اور اس سے خطاب کر کے کہا۔ اے حسین! اپنے جد ماجد سے میری شفاعت کیجے گا۔ سر امام حسین علیہ السلام سے آواز آئی کہ میری شفاعت صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ پھر اس یہودی نے اپنے عزیز واقربا کو جمع کیا اور سر مبارک ایک طشت میں رکھا اور کلاب و کافور و مشک وغیر اس پر چھڑکا اور اپنی اولاد و اقربا سے کہا کہ یہ سرد ختر زادہ محمد کا ہے، اور کہتا تھا افسوس! انہ تو میں نے تیرے جد ماجد محمد کو پایا، نہ تجھ کو نہ پالایا تاکہ تیرے سامنے اسلام لانا اور تیرے آگے معاذ اور جہاد کرنا، اگر میں مسلمان ہوں تو روز قیامت میری شفاعت کرنا، پس قدرت الہی سے سر فرزند رسالت پناہی بزبان فصیح گویا ہوا اور تین مرتبہ کہا، اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیرا شفیع ہوں۔ اور خاموش ہو گیا۔ پس وہ یہودی صحیح آقا پر اسلام سے مشرف ہوا۔ لکھا ہے کہ یہ یہودی راہب مقام فخرین میں تھا جو برکت سر مبارک امام حسین علیہ السلام سے مشرف باسلام ہوا، اور اس کا ذکر اشعار میں بھی آیا ہے اور جو ہری جرجانی نے مرثیہ امام حسین میں ذکر کیا ہے۔

کتاب کا صلی لزیارت میں علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ہم لوگوں نے مدینہ میں ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا تھا کہ آج اس امت

جلس میں شریک کی اختیاء

پرانیک بلانازل ہوئی ہے کہ اس کے بعد کبھی یہ لوگ خوشی نہ دیکھیں گے۔ ان تک کہ قائم آل محمد  
ظاہر ہوں اور اپنے اہل ہا سے انتقام لیں، اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے خائف و ہراساں ہوئے  
اور کہا یقیناً کوئی حادثہ دنیا میں حادث ہوا ہے جو ہم کو معلوم نہیں ہے۔ جب خبر شہادت تیرا شہداء  
ان کو پہنچی حساب کیا تو معلوم ہوا جس شب کہ یہ آواز سنی تھی وہ شب شہادت تھی، اور اسی دن کو امام تشنہ  
کام شہید ہوئے تھے۔

داوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ بنگ حضرت اور ہلوگ اس خوف و مصیبت میں مبتلا رہیں گے؟  
فرمایا کہ اس وقت تک کہ ستر فرزند ایک باپ کے ہلاک ہوں گے اور وقت ستر کا پہنچے۔ اس وقت بہت  
سی علامتیں پے در پے ظاہر ہوں گی جو شخص اس زمانے کو پائے گا اس کی آنکھ خشک ہوگی۔ پس جس وقت  
امام مظلوم کو شہید کیا تو ایک شخص آیا اور اس نے لشکر کے درمیان ایک نوہ مارا لوگوں نے اس کو سنا کیا  
اس نے کہا میں کس طرح چپ رہوں، میں اپنی آنکھوں سے پیغمبر خدا کو دیکھ رہا ہوں آپ کبھی زمین کو دیکھتے  
ہیں اور کبھی تمہارے جنگ و جدال پر نظر کرتے ہیں میں اپنے اوپر نوبت کرتا ہوں کہ مبادا اہل زمین پر نرفین  
کریں یا وہ میں بھی تمہارے ہراہ ہلاک ہو جاؤں۔ یہ سن کر کچھ لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ مشتبہ  
ہو گئے اور انھوں نے کہا ہم نے غضب کیا کہ سید جو انان جناب کو پسر سنیہ کے واسطے قتل کر ڈالا۔

سداوی کہتا ہے میں نے عرض کیا خدا ہو میری جان آپ پر وہ شخص کون تھا؟ حضرت نے فرمایا وہ جبریل تھا  
اور اگر خدا کا اذن ملتا تو وہ ایسا نعرہ مارتے کہ ان اشقیاء کی نجس روہیں فوراً اصل جہنم ہو جاتیں، لیکن  
ان کو جہلت ملی ہے کہ گناہ زیادہ کریں اور ان کے لئے عقاب و عذاب ہیما ہے۔ میں نے عرض کیا میری  
جان تیرا ہا ہو کیا فرماتے ہیں آپ اس شخص کے حق میں جو زیارت حسین علیہ السلام کی استطاعت رکھتا ہو  
اور نہ کرے۔ حضرت نے فرمایا، اس شخص نے پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہم کو زندہ کیا اور حقیر و  
خنیف جانا، اور جو شخص کو زیارت حضرت کی کرے حق تعالیٰ اس کے حواجج کا کفیل ہوتا ہے اور اس کے مطالبات  
جہات دنیوی بر لاتا ہے اور اس کو روزی عطا کرتا ہے۔ جو کچھ زیارت میں خرچ ہوتا ہے اس کا عوض  
عنایت کرتا ہے اور سچا پس برس کے گناہ عفو فرماتا ہے۔ پس جس وقت مراجعت کرے گا کوئی گناہ  
نامہ اعمال میں باقی نہ رہے گا جو بخشنا نہ جائے اور اگر سفر میں اس کو سفر آخرت نصیب ہوتا ہے تو اس پر  
آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس کی قبر میں رزق بہشت اس کے لئے کھولتے ہیں اور قیامت  
روح اس کی مسرور رہتی ہے اور اگر صحیح و سالم رہے تو اس کے لئے دروازہ رزق کا کھولا جاتا ہے، اور  
ہر درہم کے بدلے جو اس نے سفر زیارت میں خرچ کیا ہزار درہم مقرر کئے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ نے تیری

ظرف نگاہ و مرحمت کی ہے اور اس کو تیرے واسطے ذخیرہ کیا ہے اور حق تعالیٰ کا شکر ہے۔

کتاب مناقب میں مذکور ہے کہ کتاب احمر میں اوزعی نے نقل کیا ہے کہ جب امام زین العابدین  
علیہ السلام شام میں یزید کے پاس گئے اس بلون نے ایک خطیب کو حکم دیا کہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر  
منبر پر جا اور اس کے آبا و اجداد کے افعال و کردارنا شائستہ اور جو نافرمانی و سرکشی کہ انھوں نے ہمارے  
ساتھ کی ہے بیان کر، خطیب یہ سن کر منبر پر گیا اور اس نے کوئی بدی و عیب باقی نہ رکھا جو (معاذ اللہ)  
الطبیۃ کے لئے بیان نہ کیا ہو، جب خطیب منبر سے اترتا اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کھڑے  
ہوئے، پہلے تعریف و ثنائے خداوند عالم بیان کی پھر درود و سلام رسول خدا پر بھیجا۔ پھر فرمایا معاشرۃ الناس  
مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ كَرِهَ لِي فَنِي قَاتَا اَعْرَفَنِي لَفْسِي. لوگو! جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا  
ہے جو نہیں جانتا اُسے میں اپنے کو پہچنولے دیتا ہوں۔ اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَهِيَ فِي مَكَّةَ وَوَالِدِي كَافِرٌ زَنْدِمْ  
اَنَا ابْنُ الْمَرْوَةِ وَالصَّفَا، میں مروہ و صفا کا فرزند ہوں۔ اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُصْطَفَى، میں محمد مصطفیٰ  
کا فرزند ہوں۔ اَنَا ابْنُ مَنْ لَا يَحْتَفَى، میں اُس کا فرزند ہوں جو پوشیدہ نہیں ہے۔ اَنَا ابْنُ مَنْ عَسَى  
فَاَسْتَعْلَى جَعَلَنِي هَيْدَةً الْمُنْتَهَى، میں اُس کا فرزند ہوں جو بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سدنہ المنتہی سے  
بھی آگے بڑھ گیا۔ وَكَانَ مِنْ بَرِيَّةِ قَابِ قَوْسَيْنِ اَفْرَادِي، اور اپنے رب کے اس کا فاصلہ دو کمانوں  
بھی کم رہ گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ صَلَّى بِمَلَايِكَةِ السَّمَاءِ مَعْتَنِي اَصْنَعِي، میں اس کا فرزند ہوں جس کے ہاتھ ہلاک  
آسمان نے دُور رکعت نماز پڑھی۔ اَنَا ابْنُ مَنْ اَسْرَى بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى  
میں اس کا فرزند ہوں جس کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب لے جایا گیا۔ اَنَا ابْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُتَرَفِّعِ فِي عَلِي  
مَرْتَعِي، میں کی نشانی ہوں۔ اَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ النَّوْهَرَاءِ، میں فاطمہ زہرا کا لال ہوں۔ اَنَا ابْنُ خَدِيجَةَ  
الْكُبْرَى، میں خدیجہ الکبریٰ کی یادگار ہوں۔ اَنَا ابْنُ الْمُقْتُولِ ظَلَمًا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کو بوجور و جفا  
قتل کر ڈالا گیا اَنَا ابْنُ الْبَعْرُزِ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کو پس گردن سے دیکھ کیا  
کیا گیا۔ اَنَا ابْنُ الْعَطْشَانِ حَتَّى قَفَعِي، میں اُس پیاسے کا فرزند ہوں جس کو آخر دم تک پانی کا قطرہ نہ ملا  
اَنَا ابْنُ طَرِيحِ كَرْبَلَاءَ، میں اس کا فرزند ہوں جو کربلا کی ریتی پر خاک و خون میں لوٹا اَنَا ابْنُ الْكَلْبِ  
الْعَامَّةِ وَالرِّدَا، میں اس کا فرزند ہوں جس کا عامہ و ردا بید شہادت لوٹ لیا گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ بَكَتْ  
عَلَيْهِ مَلَايِكَةُ السَّمَاءِ، میں اس کا فرزند ہوں جس پر ملائکہ آسمانی نے گریہ کیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ  
تَلَحَّتْ عَلَيْهِ الْجِنَّ فِي الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَا، میں اس کا فرزند ہوں جس پر جنوں نے زمین پر،  
مرغان ہولنے فضا میں نوہ کیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ رَأَسَهُ عَلَى السِّنَانِ يَهْدِي، میں اس کا فرزند ہوں جس کا

در بارہ شہادت حضرت علیؑ کا خطبہ

سیرا س نیزہ پر رکھ کر تھخہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ اَنَا ابْنٌ مِنْ حَرَمِهِ مِنَ الْعِرَاقِ اِلَى النَّبِيِّ تَسْبِي  
 میں اُس کا فرزند ہوں جس کے اہل حرم عراق سے شام تک قیدی بنا کر لے جائے گئے اس کے بعد  
 فرماتے ہیں (يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَلَهُ الْحَمْدُ اِبْتِلَاءَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِبِلَا وَحَسِينٌ حَيْثُ  
 جَعَلَ رَايَةَ الْهُدَى وَالْعَدْلِ وَالْتَقَى فِينَا وَجَعَلَ رَايَةَ الضَّلَالَةِ وَالسُّرْدَى فِي  
 عَفِيرِنَا۔ اے لوگو! شکر ہے خدا کا کہ اُس نے ہم اہلبیت کا اچھی طرح امتحان لیا، اور ہم کو ہدایت  
 عدل و تقویٰ کا علم عنایت کیا ہے جس طرح ہمارے حریف کو گمراہی و ہلاکت کا نشان دیا ہے۔ فَضَلْنَا  
 أَهْلَ الْبَيْتِ بِسِتِّ حِصَالٍ۔ ہم اہلبیت کو اللہ نے چھ نعمتوں سے ممتاز کیا ہے۔ فَضَلْنَا بِالْعِلْمِ  
 وَالْحِلْمِ وَالشُّجَاعَةِ وَالْمَهَابَةِ وَالْحَبِيَّةِ الْعَلِيَّةِ فِي تَوَلِيهِ لِمُؤْمِنِينَ اس نے ہم کو علم و حلم و شجاعت و سخاوت  
 اور مؤمنین کے دلوں میں ہماری محبت و عزت سے دے کر ہم کو فضیلت دی ہے۔ وَ اَنَا تَا هَا كَمْ يُؤْتِ  
 أَحَدًا مِنْ الْعَالَمِينَ مِنْ قَبْلِنَا۔ اور ہم کو وہ کچھ دیا ہے جو ہم سے پیشتر عالمین میں سے کسی کو  
 نہیں دیا تھا خَلِيفَةُ الْمَلَائِكَةِ وَ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ۔ ہم میں ملائکہ کی آمد و رفت ہے اور ہم میں  
 کتب آسمانی نازل ہوتی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اسی قسم کے کلمات حضرت فرماتے رہے تا ایک مؤذن  
 نے تعبیر کی، حضرت نے فرمایا میں کو اہی دیتا ہوں اس چیز کی جس کی تو کو اہی دیتا ہے، پس مؤذن نے  
 جس وقت کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، حضرت نے فرمایا: اے یزید! محمد میرے جد ہیں یا  
 تیرے؟ اگر اپنا جد جانتا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر میرا جد کہتا ہے، پس کیوں تو نے میرے باپ کو قتل کیا  
 اور اُن کے حرم کو قید کیا۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا: اَيُّهَا النَّاسُ! تم میں سے  
 کوئی ایسا ہے کہ اُس کا باپ و دادا پیغمبر خدا ہو؟ پس حدائے گریہ دیکھا اہل مجلس میں بلند ہوئی۔ اس وقت  
 ایک مرد نے شیعیان امام سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ! کس طرح سے آپ نے بسری؟  
 اور وہ منہال بن عمرو طائی اور بروایت دیگر کول صحابی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت  
 نے فرمایا: ہم نے اس طرح سے بسری جیسے بنی اسرائیل نے آل فرعون میں بسری تھی کہ وہ ان کے فرزندوں  
 کو ذبح کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ عرب و عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں اور  
 قریش تمام عرب پر فخر و مباہات کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں، اور اولاد محمد کا یہ حال ہے کہ وہ سب  
 بے یار و مددگار تباہ و برباد ہیں۔ میں اپنے دشمنوں کی کثرت و ظلمت و اہل پستی پریشانی و پرانگندی کی اللہ  
 نے دوسری روایت کی ہے جو صحیح چیز جو حضرت کے بیان کے مطابق اہلبیت کو عطا کی ہوئی ہے وہ فصاحت  
 ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔ (جزائری)

شکایت کرتا ہوں۔

کتاب نسب میں سحیلی بن حسین سے روایت ہے کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے  
 کہا عجب بات ہے کہ آپ کے باپ نے اپنے تمام بیٹوں کا نام علی رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے  
 باپ کو اپنے پر بزرگوار سے یہ الف تھی اس لئے اس نام کو مکرر رکھا۔ اور کتاب اہل حرم میں مذکور ہے  
 کہ یزید نے جناب زینب کے کہا کچھ کلام کر دو۔ اس محدودہ نے حضرت سجاد کی طرف اشارہ کیا اور  
 کہا یہ بات کریں گے، پس حضرت نے یہ شعر پڑھے۔

لَا تَطْمَعُوا اَنَّ فِهْيُنَا نَا فَتَكْرِمُكُمْ  
 وَاَنْ نَكْفُتَ اِلَّا ذِي عُنُقِكُمْ تُوذُونَ  
 وَ اللهُ يَعْلَمُ اَنَا لَا نَحْبِيكُمْ  
 وَلَا نَكُوْمَكُمْ اَنَّ لَا نَحْبِيُونَ

یعنی: اے یزید! تو ہم سے اس کی امید نہ رکھ کہ تو تو ہماری توہین میں کوئی کوشش فرود گذشتہ نہ رکھے اور  
 ہم تیری تحقیر کریں، تو ہم کو ہر طرح کی اذیت دے اور ہم تیرا لجا ذکر۔ خدا جانتا ہے کہ ہم تجھ کو دوست  
 نہیں رکھتے اور نہ تجھ کو اس پر ملامت کرتے ہیں کہ تو ہم کو کیوں دوست نہیں رکھتا۔ یزید نے کہا اے  
 لڑکے تو سچ کہتا ہے، لیکن تمہارے باپ اور اولاد نے چاہا کہ امارت و ریاست ہم میں ہے۔ شکر ہے کہ حق  
 تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور خون ان کے بہائے۔ حضرت نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے سے پہلے ہمیشہ سے  
 نبوت و امارت ہمارے باپ اور دادا کے واسطے تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام  
 نے اپنی قرابت پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یزید پر ظاہر کی، اس وقت یزید نے خادم کو حکم دیا  
 کہ ان کو باغ میں لے جا اور قتل کر اور وہیں دفن کرے۔ خادم اُس مخدوم دو جہاں کو باغ میں لے گیا اور  
 قبر کھودنے میں مشغول ہوا اور جناب سیدنا ساجدین نماز میں مشغول ہوئے، جب قبر تیار ہو گئی اور اس نے  
 آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور ایک ایسی ضرب لگی کہ منہ کے بل گریڑا اور ایک  
 نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ پس خالد لیسر یزید نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے باپ سے جا کر کہا۔ یزید نے یہ سن کر  
 کہا کہ جلاؤ دو وہاں گاڑ دیں اور زین العابدین کو چھوڑ دیں۔ اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام  
 دوبارہ وہاں قید کر دیئے گئے جہاں پر آج کل مسجد ہے۔

کتاب عیون الاحیاء والوفیاء میں فضل سے مروی ہے کہ اس نے کہا: میں نے سنا ہے امام رضا علیہ  
 السلام فرماتے تھے جب میرا نور امام حسین علیہ السلام کا شام میں یزید کے پاس گیا۔ شقی نے... کہ میرا نور  
 نیچے رکھ کر اوپر دسترخوان پھیلا اور اس ملعون نے اپنے زقار کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب پی۔ جب  
 فارغ ہوا تو حکم دیا کہ سر امام کو طشت میں رکھ کر تخت کے نیچے رکھیں اور وہ ملعون خود تخت پر بیٹھا اور

یزید کو امام زین العابدین کا منکر

شراب و شراب کا حکم

شہر کھینٹا شروع کیا، اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے پدربزرگوار اور جد نامدار کا مذاق اڑاتا تھا اور منہ ستا تھا اور جب حریف سے بازی جیت لیتا تھا تو تین مرتبہ شراب پیتا تھا اور لمبھٹ اس کا متصل طشت زمین پر پھینکتا تھا۔ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہمارا شیعہ ہو اس کو چاہیے کہ شراب و شہرے سے پرہیز کرے، اور جو شخص نفاق و شہرے دیکھے امام حسین کو یاد کرے اور یزید الی زیاد پر لعنت کرے کہ حق تعالیٰ اس کے گناہوں کو محو فرمائے گا اگرچہ وہ مانند ستارہ ہائے آسمان کے ہوں۔ ایضاً کتاب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نفاق اسلام میں پہلے جن شخص کے لئے بنایا گیا وہ یزید ملعون تھا۔ جب اس کی نخل میں لائے وہ شقی دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا جو امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس پر کھایا گیا تھا، وہ ملعون خود بھی پیتا تھا، اور اپنے یاروں کو بھی پلاتا تھا اور کہتا تھا یہو کہ یہ شراب مبارک ہے اور اس کی برکت یہ ہے کہ ہم اسے پیتے ہیں اور ہمارے دشمن کا ہمارے سامنے ہے اور اس پر دسترخوان رکھا گیا ہے اور ہم کھانا کھا رہے ہیں اور ہمارے دل مطمئن ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا جو شخص ہمارا محب اور شیعہ ہو اس کو لازم ہے کہ وہ نفاق سے اجتناب کرے، کیونکہ یہ شراب ہمارے اعدا کی ہے۔

بصائر اللہ، حیات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام یزید کے پاس حج اہلبیت اہلبار گئے تو اس ملعون نے ان اسب کو ایک خرابہ میں اتارا۔ یہ دیکھ کر اہلبیت اہلبار آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو اس لئے اس ویرانہ میں قید کیا ہے کہ چھت اس کی ہم پر گرے اور ہم ہلاک ہو جائیں۔ نگہبانوں نے یہ بات سن کر زبان رومی آپس میں کہا کہ دیکھو یہ لوگ گھر کے گرنے کا خوف کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ کل قتل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ہم میں سے سوا میرے رومی زبان نہ جانتا تھا۔

کتاب اصالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام زین العابدین بعد شہادت پدربزرگوار داخل دمشق ہوئے۔ ابراہیم بن طلحہ اپنے سر کو ڈھانچے حمل پر سوار سائے آیا اور اس نے حضرت سے کہا، لے علی بتلاؤ! کون غالب آیا؟ حضرت نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہے کہ معلوم کرے کون غالب ہوا تو بوقت نماز اذان واقامت کہہ اور دیکھ کس کی آواز قیامت تک بلند رہے گی۔

کامل الزیارات میں یزید بن عمرو بن طلحہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے میں ایک روز مقام حیرہ میں خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا، حضرت نے فرمایا کہ کیا تجھے منظور ہے کہ میں نے جو

وعدہ کیا تھا وفا کروں (یعنی زیارت قبر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام) میں نے کہا: جی ہاں! پس جناب امام جعفر صادق اور اسماعیل سوا ہوئے اور میں بھی سوار ہوا، تاکہ ایک مقام ٹویہ میں جو درمیان حیرہ و نہج ہے گذرے پس وہ دونوں بزرگوار اترے اور میں بھی اترنا۔ پس جناب امام جعفر صادق نے اور اسماعیل نے سنا پڑھی اور میں نے بھی متابعت کی۔ پس حضرت نے اسماعیل سے کہا اٹھ اور اپنے جد مظلوم امام حسین پر سلام کر، میں نے عرض کیا قربان ہو جان میری، کیا امام حسین علیہ السلام کر بلا میں نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا: کر بلا میں ہیں لیکن ان کا سر مبارک جب شام لے گئے تو ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص نے وہ سر اقدس چرا کر پہلے حضرت امیر المؤمنین میں دفن کر دیا۔ ایضاً کتاب کامل الزیارات میں امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جب ابن زیاد ملعون نے سر امام حسین علیہ السلام کو شام بھیجا تو اس کو دوبارہ کوفہ واپس کر دیا گیا۔ ابن زیاد نے کہا اس کو کوفہ سے باہر لے جاؤ تاکہ اہل کوفہ اس پر گرویدہ اور مہفتوں نہ ہوں پس حق تعالیٰ نے اس سر مہر کو نزدیک امیر المؤمنین کے پہنچایا پس سر اقدس ساتھ جسم اور جسم ساتھ سر کے ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے فقرہ آخر کے کئی احتمال لکھے ہیں۔ پہلے یہ کہ اگرچہ سر اہل نظر بنا ہوا ہاں مدفون ہے لیکن کر بلا میں بدن کے ساتھ ملحق ہوا۔ دوسرے یہ کہ سر بدن کے ساتھ آسمان کی طرت چلا گیا جیسا کہ بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ جناب امیر کا بدن اس سر مہر کے اپنے بدن کے مثل ہے کیونکہ دونوں ایک ہی نور سے مخلوق ہوئے ہیں اس سبب سے حضرت نے فرمایا کہ سر ساتھ بدن اور بدن ساتھ سر کے ہے، واللہ اعلم۔ پھر مصنف نے فرمایا کہ تہذیب و کافی میں دیگر احادیث اس مضمون کے وارد ہوئے ہیں کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کی قبر کے نزدیک مدفون ہے۔

کتاب کامل الزیارات میں الزامہ سے منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو کبھی کبھی میرے پدربزرگوار کی زیارت کو جاتا ہے حالانکہ تو بادشاہ کے پاس رہتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہمارے ساتھ دوستی رکھے اور ہماری بزرگی سمجھے اور ہمارے ان فضائل و حقوق کا اقرار کرے جو اس امت پر واجب ہیں۔ میں نے کہا قسم بخدا میں اس عمل سے سولے خوشنودی خدا رسول کچھ نہیں چاہتا اور کسی کے عطفہ و غفلتی کی پردہا نہیں کرتا، اور جو تکالیف اس کے سبب سے مجھے پہنچی ہیں مجھ پر دشوار نہیں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا ابویہی ہے۔ میں نے بھی عرض کیا قسم بخدا ابویہی ہے۔ حضرت نے بھی اس کلمہ کا تین مرتبہ اعادہ فرمایا، اور میں نے بھی۔ تب حضرت نے فرمایا تجھ کو بشارت ہو! تجھ کو بشارت ہو! تجھ کو بشارت ہو!!! اب میں تجھ سے

اور امام حسین کے عشق و محبت کی بیخ کنی

ایک حدیث جو کمزوریاں الہی سے ہے بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب ہم کر بلا میں بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے اور میرے والد بزرگوار اپنے یار و انصار اور بھائی بیٹوں کے ہمراہ صحرائے کر بلا میں شہید ہوئے اور آپ کے حرم محترم اسیر حفا ہوئے اور شتران بے کجاہ پر سوار کئے گئے اور متوجہ کوفہ ہوئے اس وقت میں بہنگاہ حسرت اپنے باپ بھائیوں کی برہمنہ لاشوں کو دیکھ رہا تھا، جو زمین گرم کر بلا پر بے کسی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں، اس کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے، یہ حالت میری پھوپھی زینبؓ نے دیکھی، آپ نے فرمایا اے میرے باپ، دادا، بھائی کی یادگار! میں دیکھتی ہوں کہ تیری روح جسم سے مفارقت کیا چاہتی ہے۔ میں نے کہا کچھ کچھ جان امیری یہ حالت کیوں نہ ہو دراصل لیکہ میرے آقا حسینؑ بھائی اور سچا اور نبی عم سب خاک و خون میں غلطان برہمنہ بے گور و کفن پڑے ہیں اور کوئی ان کے قریب نہیں جاتا گویا یہ لوگ دلم سے ہیں جناب زینبؓ نے کہا یہ امر تجھ کو عظیم نہ کرے قسم ہے خدا کی ایک عہد رسولؐ خدا سے تیرے جد، باپ و چچا کے لئے ہوا تھا اور حق تعالیٰ نے اس اُمت کے کچھ لوگوں سے، جن کو زمین کے فراعنہ نہیں جانتے، مگر آسمان والے ان کو خوب جانتے پہچانتے ہیں، یہ عہد لیا ہے کہ وہ ان خاک پر بھرے ہوئے اعضا کو اور ان خون میں آغشتہ لاشوں کو اکٹھا کر کے دفن کریں گے، اور تیرے باپ سید الشہداءؑ کے مزار پر ایک ایسا علم نصب کریں گے جو ہر مرد و روز و شب سر بلند رہے گا۔ کہ کفر و ضلالت ہر چند اس کو سرنگوں کرنا چاہیں گے مگر ان کی کوششوں کا اٹا اثر یہ ہوگا کہ یہ علم سر بلند تر اور اس مزار کا نشان روشن تر ہوتا جائے گا۔ میں نے کہا وہ عہد کون سا ہے۔ جناب زینبؓ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اُمّ امین نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت ختمی مرتبت خانہ حضرت فاطمہ زہراؑ میں تشریف لائے۔ شہزادی نے آپ کے لئے حریرہ تیار کیا، اور امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کے سامنے ایک طبق میں گھوڑیں پیش کیں، میں بھی ایک کاسہ میں تھوڑا دودھ اور کھن لے آئی۔ چنانچہ سرور عالم، میری شہزادی، امیر المومنین و حسینؑ سب نے وہ حریرہ و گھوڑیں اور دودھ دیکھ کر خوش فرمایا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دسترخوان سے بلند ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا، رسول اللہ نے ہاتھ دھو کر چہرہ مبارک پر پل لیا پھر آپ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے چہروں پر محبت بھری نظر ڈالی اور آپ کے چہرہ انور سے خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ پھر آپ نے جانب آسمان نگاہ کی۔ تھوڑی دیر دیکھتے رہے، پھر قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے، پھر سجدہ خالق میں گر گئے اور یہ آواز بلند و نامرودع کیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا، آپ سبھی نگاہیں زمین کی جانب تھیں، اور

آنکھوں سے آنسو موسلا دھار برس رہے تھے۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام سخت بے چین ہو گئے اور میں بھی پریشان ہو گئی۔ مگر آپ کی ہیبت کی وجہ سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس گریہ و بکا کا سبب دریافت کر سکے۔ جب حضرت کا گریہ کسی طرح نہ رکا تو علیؑ و فاطمہؑ نے پوچھا، یا رسول اللہ! آپ کے رونے کا کیا سبب ہے آپ کی حالت نے ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا لے برادر! میں تم لوگوں کو دیکھ کر اس وقت کمال مسرور ہوا۔ اور خاتم بن عبدالوارث کی حدیث کے مطابق حضرت نے فرمایا: لے میرے حبیب! تم لوگوں کو دیکھ کر اس وقت مجھ کو وہ خوشی لاحق ہوئی جیسی اس سے پیشتر کبھی نہیں ہوتی تھی۔ میں تم سب کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ اور تمہارے وجود کی اللہ نے مجھے جو نعمت عطا کی ہے اس پر اس کا حمد و شکر بجالارہا تھا، اتنے میں ہیرسٹل امین نازل ہوئے، اور انھوں نے کہا کہ خداوند عالم جو تمہارے دل میں ہے اس سے واقف ہے اور تمہارے اس سرور کو دیکھ رہا ہے جو تم کو اپنی بیٹی بھائی اور دونوں نواسوں کو دیکھ کر لاحق ہوا ہے۔ لہذا اس نے اس نعمت کو آپ کے لئے مکمل کیا اور اس عطیہ میں اور اضافہ فرمایا۔ یہ اس منیٰ کہ مجھے یہ مزہ دے کر بھیجا ہے کہ یہ لوگ اور ان کی ذریت ان کے محب اور شہید سب کے سب آپ کے ساتھ جنت میں وہاں ہوں گے جہاں آپ ہوں گے، آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوگی، ان کی زندگی وہاں اسی طرح ہوگی جس طرح تمہاری زندگی، اور یہ اسی طرح مورد انعام و اکرام باری تعالیٰ ہوں گے جس طرح تم ہو گے، اور ان کو خدا کی بارگاہ سے اتنا لگاؤ کہ تم راہی ہو جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری رضا سے بھی بڑھ کر عطا ہوگا۔ اور یہ سب نوازش ان پر اس بنا پر ہوگی کہ دار دنیا میں ان پر بڑی بلائیں نازل ہوں گی، اور دیکھو لوگوں کے ہاتھوں میں کون اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن وہ خود کو تمہاری نکت کی طرف منسوب کرتے ہوں گے اور تمہاری اُمت ہونے کے دعوے ارموں گے۔ مصائب جھیلنا پڑیں گے، ان لوگوں کے ہاتھوں تمہارے تمام اہلیت اس طرح قتل کر دیئے جائیں گے کہ ان کے مفضل جدا جدا ہوں گے، قبریں بھی دور دور ہوں گی۔ اللہ نے آپ کے لئے اور ان کے لئے یہی اختیار کیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، خدا نے میرے اہلیت کے لئے جو کچھ اختیار فرمایا اس کو سنکر میں نے اُس کی حمد کی اور اُس کی رضا پر تم لوگوں کے لئے یہی ہوا۔ پھر ہیرسٹل امین نے مجھ سے کہا، لے مسند! تمہارا یہ بھائی تمہارے بظلم واقع ہوگا۔ تمہاری اُمت اس پر سرکشی کرے گی، تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں یہ بڑی سختیاں جھیلے گا ازاں بعد ایک شخص بدترین خلاق جو مثل بے کنتہ نہ آتا صحیح ہے اس سرزمین میں جو اس کا دارالہجرت ہوگا اس کو قتل کرے گا۔ یہ سرزمین اس کی اور اس کی اولاد کے شیعوں کا ٹھکانا ہوگی جہاں وہ سب مہبت لائے تجالیف و مصائب



ہوں گے اور آپ کا یہ نواسہ (حسین) اپنے اہلبیت اور نیکو کارانِ امت کی ایک جماعت کے ساتھ کنارہ  
 ہمزات، اس سرزمین پر قتل کر دیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔ اس سرزمین کی وجہ سے تمہارے اور تمہاری  
 ذریت کے اعداد پر اس دن شدید عذاب ہوگا، جس دن کہ عذاب و حسرتوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی، اس  
 کے بعد جبرئیل نے کہا، وَهِيَ أَظْهَرُ لِقَاعِ الْأَمْراضِ وَأَعْظَمُهَا حَرَمَةٌ وَاللَّهَائِنُ لِبَطْحَاءِ الْجَنَّةِ  
 یہ زمین تمام زمینوں سے پاکیزہ تر، محترم تر ہے اور یہ محلِ جنت کا ایک حصہ ہے۔ پس جب وہ روز ہوگا  
 جس میں تمہارا یہ محبوب نواسہ اور اس کے گھروالے قتل کئے جائیں گے اور یحیون و کافروں کے لشکر ان کو ہر  
 طرف سے گھیرے ہوں گے اس دن زمین دیباہ و تہاڑا بن جائے گی، سمندر روں کی موجیں متلاطم ہوں گی، ساقوں  
 آسمان اور ان کے رہنے والے مرجان میں آجائیں گے اور اس طرح اپنے غم و غصہ اور غضب کا اظہار کریں گے  
 جو تمہاری اور تمہاری اولاد پر ظلم و ستم اور ان کی بہتک حرمت کی وجہ سے ہوگا، اس روز کائنات کی کوئی  
 چیز ایسی نہ ہوگی جو خداوندِ عالم سے اہلبیتِ مظلوم جو خلقِ خدا پر اس کی محبت میں کی نصرت کے لئے اجازت  
 نہ طلب کرے۔ اس وقت خداوندِ عالم ان سے فرمائے گا کہ میں زمین و زمان کا حقیقی بادشاہ اور قادرِ مطلق  
 ہوں، نہ مجھ سے کوئی بھاگ سکتا ہے نہ میرے انتقام کو کوئی روک سکتا ہے۔ مجھ اپنی عزت و جلال کی قسم  
 جن لوگوں نے میرے برگزیدہ پیغمبر پر ظلم کیا اور اس کی بہتک حرمت کی اور اس کی عزت کو قتل کیا اور  
 اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پس پشت ڈالا اور اس کے اہلبیت پر ظلم کیا، ان پر ایسا عذاب کروں گا کہ  
 تمام عالم میں کسی پر نہ ہوگا اس وقت تمام زمین و آسمان کے رہنے والے ان لوگوں پر لعنت کریں گے،  
 جنہوں نے تمہاری عزت پر ظلم کیا ہے اور ان کی محرمات ضائع کی، اور جب یہ برگزیدہ ہستیوں اپنی قتل گاہوں  
 میں پہنچیں گی تو خداوندِ عالم خود اپنے دستِ قدرت سے ان کی رو میں قبض فرمائے گا۔ اور ساتویں آسمان سے  
 بہت سے ذریتے ہاتھوں میں یا قوت و زور کے برتن لے ہوئے جن میں، کیمیا ہوگا اور مقلد ہائے بہشت اور  
 خوشبو ہائے جنت لے کر نازل ہوں گے اور ان کے لاشوں کو آبِ حیات سے غسل دے کر مقلد ہائے بہشت سے کفن  
 دیں گے، خوشبوؤں سے مزین کریں گے اور صفِ بستہ ہو کر ان پر نازل پڑھیں گے اور اس کے بعد حق تعالیٰ ایک  
 قوم کو تمہاری امت سے اٹھائے گا وہ کافر نہیں ہیں، اور نہ شریک ہوں گے اس قتل میں اور نہ وہ قول و  
 فعل و نیت سے شریک ہوں گے، وہ ان کے جسد ہائے ملہر کو دفن کریں گے اور ایک نشانی قبر تیرے الشہداء  
 کی اس صحرا میں قائم کریں گے تاکہ وہ نشانی ہو نجات کی کوئین کے واسطے، اور ہزار فرشتے ہر آسمان سے  
 شب کو روز نازل ہوا کریں گے اور فریج مبارک کو احاطہ کریں گے اور درود اس پر بھیجیں گے اور اس کے  
 زائروں کے لیے تسبیح و استغفار کریں گے، اور جو لوگ تمہاری امت سے تمہارے تقرب اور رضائے خدا کیلئے

یہاں آئیں گے فرشتے ان سب کے نام اور ان کے کبار و اقرباء اور اہل دیار کے نام لکھیں گے۔ وَتُؤْتِي مَن  
 فِي دُجَاهِهِمْ مَيْسَرَةً يُؤْمِنُونَ عَرِشِ اللَّهِ هَذَا نَسْرُ الْقَبْرِ خَيْرُ الشَّهَادَةِ وَابْنُ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ  
 اور ان کے چہرہ پر عرشِ الہی کے نور سے لکھ دیں گے کہ یہ تیرے شہداء اور فرزندِ خیر انبیاء کی قبر گرامز ہے۔  
 جب قیامت کا روز ہوگا تو وہ نور اس طرح چمکے گا کہ سب کی آنکھوں میں چکا چوند ہو جائے گی اور اس نور  
 سے وہ عرصہ عشر میں پہچانے جائیں گے۔ گویا میں دیکھتا ہوں اے محمد کہ تم میرے اور میکائیل کے درمیان  
 کھڑے ہو اور اے آگے آگے میں اور بے شمار فرشتے ہمارے ساتھ ہیں اور ہم جس کے چہرہ پر یہ نور دیکھتے ہیں اس کو  
 خلق سے جدا کر لیتے ہیں اور اس روز کے ہول و شدت سے نجات دیتے ہیں اور یہ عنایات حق تعالیٰ کی اس  
 شخص کے حال پر ہیں جو تمہاری اور تمہارے بھائی اور نواسوں کی زیارت محض برائے خدا کرے۔ کچھ دنوں  
 کے بعد کچھ بد بخت انسان جو مستحقِ غضب اور عذابِ الہی ہیں اس فرود منور کے شانے کے درپے ہوں گے۔  
 پس حق تعالیٰ ان کو اس بات پر قدرت نہ دے گا۔ پھر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں  
 نے مجھے دلایا اور تم لگین کیا۔ جناب زینبؓ فرماتی ہیں کہ جب ابنِ جحش بنو نضیر نے میرے پر بزرگوار کو  
 ضربت لگائی اور انہیں آثارِ موت پہنچنے لگے یہ حدیث بہ زبانِ اُمّ ایمن میں نے بیان کی اور عرض کیا کہ چاہتی ہوں  
 یہ حدیث آپ کی زبان سے سنوں فرمایا اے بیٹی! حدیث یوں ہی ہے، جیسے اُمّ ایمن نے نقل کی۔ گویا  
 میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری بہنیں اس شہر میں اسیر اور عقیدہ ہیں اور لوگوں سے خالفت و ترساں ہیں۔  
 لے دختر! تم پر لازم ہے کہ قدم جادو صبر و شکر سے باہر نہ رکھنا۔ قسم اس کی جس نے اللہ و جن کو  
 پیدا کیا ہے کہ آج روضے تر میں میں کوئی تمہارے اور تمہارے شیعوں کے سوا خدا کا دوست نہیں ہے۔  
 اور جس وقت کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث ہم سے بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ  
 اس روز شیطان رجیم کبھی انوشی اڑے گا اور اپنے گروہ کے ساتھ زمین پر دوڑے گا اور کہے گا کہ لے  
 گروہ شیاطین! ہم ذریتِ آدم سے اپنے مطلب کو پہنچے اور ان کے ہلاک کرنے میں انتہا کر دی، اور  
 ان سب کو ہم نے مستحقِ جہنم گردانا سوا ان لوگوں کے جو متوسل بہ اہلبیت ہیں۔ پس تم لوگ  
 فرزندِ انِ آدم کو ان کے بارے میں بہکا یا کر دو اور ان کی عداوت پر ترغیب دیا کرو تاکہ گمراہی و کفر  
 خلق مستحکم ہو جائے اور کوئی ان میں سے نجات نہ پائے اور شیطان دروغ گوئے سچ کہا کہ تم لوگوں  
 کی عداوت کے ساتھ کوئی عمل صالح نفع نہیں دیتا، اور تمہاری محبت میں کوئی گناہ سوائے کبیرہ ضرر  
 نہیں پہنچاتا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب یہ حدیث بیان کر چکے تو فرمایا  
 کہ اس حدیث کو یاد رکھو اگر ایک سال اس کی طلب میں تو مسافرت کرنا تائب بھی کم تھا۔

قطب راوندی نے خرائج میں سلیمان بن ہران اعشى سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے ایک سال میں نے اشد کے طوائف خانہ کعبہ میں ایک شخص کو دیکھا وہ اس طرح سے دعا کرتا تھا کہ خدا یا میسرگنا ہوں کو بخش دے اور میں یہ یقین جانتا ہوں کہ تو نہ تجھے گا۔ میں اس کلام کو سن کر لرز گیا اور میں نے کہا لے کر تو حرم خدا و رسول میں ایسے آیام متبرک اور اہ بزرگ میں کیوں حق تعالیٰ کی مغفرت سے نا امید ہوتا ہے۔ اس نے کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ میں نے کہا تمہارے گناہوں کے بہاڑے زیادہ بڑا ہے! اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا بیان کر۔ اس نے کہا حرم کعبہ سے باہر چلے۔ ہم آپس میں باہر گئے تو اس نے کہا کہ میں لشکر حسن عمر بن سعد میں ان چالیس آدمیوں میں تھا جو میرا ام حسین علیہ السلام کو فد سے لے کر یزید کے پاس گئے تھے۔ راہ شام میں متصل ایک دیر بھرائی کے اترے اور وہ سمرقند کے ساتھ نیرہ پرتھا اور نگہبان ساتھ تھے، ہم بیٹھے تھے اور کھانے میں مشغول تھے ناگاہ ایک ہاتھ دیر کی دیوار سے نکلا اور اس نے یہ شعر کہا:

اتْرَجُوا مَنَةً قَتَلْتُمْ حَسْبِنَا  
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

ایا جس امت نے تمہیں کو قتل کیا کیا وہ روز قیامت اس کے جد سے شفاعت کی امید دار ہو سکتی ہے، وہ شعی کہتا ہے کہ ہم اس حالت سے نہایت خوفناک ہوئے اور بعض لوگوں نے ہاتھ بڑھایا کہ اس ہاتھ کو کھڑیں لیکن وہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم کھانا کھانے میں مشغول ہوئے کہ ایک ہاتھ پھر نمودار ہوا اور یہ شعر نکھا:

قَلَا وَاللَّهِ لَيْسَ لِيْكُمْ شَفِيعٌ  
وَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ

پس خدا کی قسم شفاعت کرنے والا ان کا کوئی نہیں ہے اور وہ روز قیامت گرفتار عذاب ہونگے۔ پھر بعض لوگ اس ہاتھ کی جانب گئے اور وہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اس کے بعد پھر وہ ہاتھ نکلا اور یہ شعر نکھا کہ:

وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِحُكْمِ جُورِيَا  
وَخَالَفَ حَكْمَهُمْ حُكْمَ الْكِتَابِ

اور امام حسین علیہ السلام کو حکم ظلم و ستم قتل کیا اور حکم ان کا خلاف حکم کتاب مجید تھا۔ پس میں نے کھانا موقوف کیا کیونکہ مجھ کو گوارا نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک راہب نے اس دیر سے سز نکالا اور دیکھا کہ میرا اور امام حسین علیہ السلام سے ایک نور سا طلوع ہے اور اس نے ہمارے لشکر کو دیکھا کہ پس راہب نے تمہاؤں سے کہا کہ تم کہہ دے کہ تمہارا گناہوں نے تمہارا حق سے آگے میں ہم لوگ حسین سے لڑنے گئے تھے۔

راہب نے کہا، کوئی حسین فرزند قاطمہ تمہارے پیغمبر کا نواسہ اور تمہارے پیغمبر کے ابن عم کا بیٹا!

انہوں نے کہا ہاں! اس نے کہا ولے تم پر واللہ اگر عیسیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا ہم اس کو آنکھوں پر بٹھاتے، پھر اس راہب نے کہا میری ایک بات مان لو۔ اپنے مردار سے کہو کہ میرے پاس دس ہزار درہم ہیں اپنے اباؤ اجداد سے میراث میں نے پائی ہے اس کو تمہارا امیر مجھ سے لے لے اور یہ ستر تھوڑی ذیر کے لئے مجھ کو دیدے جب تم لوگ جانے لگو گے میں اسے واپس کر دوں گا۔ عمر سعد نے قبول کر لیا اور کہا کہ سہرا لے کر دو۔ یہ لوگ راہب کے پاس آئے اور مال طلب کیا، اس نے دو ہیمان پانچ پانچ ہزار درہم کی ان کے آگے رکھیں عمر سعد نے صرفت کو بلوا کر روپے پر کھولے اور دار و فد کے پاس رکھوا دیئے اور ستر قدس راہب کو دلوا دیا۔ راہب نے ستر اہل کو لے کر دھویا اور پاک کیا اور مشک و کافور مل کر حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر ایک حجرے میں کھا اور فوج و گریہ شروع کیا کیسلسل روٹا ہاتا اینکہ ہمارے لوگوں نے سرتطلب کیا۔ پس مخاطب ستر انور ہو کر کہنے لگا کہ لے ستر خدا میں اپنی جان کے علاوہ کچھ نہیں رکھتا فردے قیامت اپنے جد پیغمبر خدا کی رو برد گواہی دینا کہ میں کلمہ گو ہوں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے تعالیٰ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ لے حسین تمہارے سامنے میں مسلمان ہوتا ہوں اور میں تمہارا غلام ہوں، اور ان لوگوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے رئیس سے ایک بات کہوں اور ستر اس کے حوالہ کروں، پس عمر سعد کے نزدیک گیا اور اسے خدا کا واسطہ دیا کہ اس ستر کو ذلت و خواری سے نہ لے جا اور صندوق سے باہر نہ نکال۔ اس لہون نے اس وقت قبول کر لیا۔ پس راہب نے ستر قدس دیدیا اور خود دیر سے اتر کر کوهستان میں جا چھپا اور سجادہ نشین و مشغول عبادت رب العالمین ہوا، اور ادھر عمر سعد وہاں سے چلا اور ستر کو اسی ذلت و بے اقدانی سے ساتھ لیا، جب دمشق کے نزدیک پہنچا تو اپنے آدمیوں سے کہا منزل کرو اور غازان سے ہمایاں طلب کیں جب کھولیں تو دیکھا کہ وہ درہم ٹھیکر یاب ہو گئے تھے اور ستر ان کا ایک طرف یہ لکھا تھا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ عَابِدًا عَتَا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ (سورہ براہیم آیت ۱۵) اور دوسری جانب یہ لکھا تھا وَيَسْتَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی سجدہ تعالیٰ کو ظالموں کے افعال و اطوار سے غافل نہ جان اور قریب ہے کہ ظالمین معلوم کریں گے کہ بازگشت ان کی کہاں ہوگی۔ عمر سعد نے کہا اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَا جِعُونَ۔ دنیا و آخرت دونوں خراب درامیگاں ہوئے۔ پھر اپنے غلاموں سے کہا کہ انہیں نہر میں ڈال دو۔

عمر سعد دوسرے روز دمشق میں داخل ہوا اور ستر انور یزید کے پاس لے گیا جب قاتل حسین یزید کے پاس گیا اس نے یہ شعر پڑھے:

۴۴

۴۵

إِنَّمَا كَانَ قِصَّةً وَكَذَّابًا  
إِنِّي قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحِبِّكَ

میرے پالان شتر کو سیم زر سے بھر دیا میں نے ایک بڑے بادشاہ کو قتل کیا ہے جو حسب و نسب میں سب سے بہتر تھا۔ یزید نے پرسکر کہا "اس کو قتل کرو" اور کہا "اگر تو جانتا تھا کہ حسینؑ نسب میں بہترین خلائق ہیں تو تو نے انھیں کیوں قتل کیا۔ پس میرا نور کو ایک طشت میں رکھوایا اور حضرت کے دماغ مبارک کو دیکھ کر اشار پڑھنے لگا جن کا ذکر سابقاً گزر چکا ہے) اس وقت زید بن ارقم وہاں آئے اور دیکھا میرا نور کو زید نے طشت میں رکھا ہے اور چھڑی و دندان مبارک پر لگا تا ہے پس زید نے کہا اس لکڑی کو اٹھالے، میں نے بارہا پیچہ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے کہ وہ ان دانتوں کو چومتے تھے۔ یزید نے کہا اگر تو بڑھا اور سٹھپایا سوانہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا۔

اس وقت ایک یہودی جو اپنی قوم کا سردار تھا زید کے دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ یزید نے کہا "ایک خارجی کا" اس نے پوچھا "وہ کون ہے؟" کہا "حسین" کہا "کس کا بیٹا؟" کہا "علی کا" کہا "اس کی ماں کون ہے؟" کہا "فاطمہ" کہا "کون فاطمہ؟" یزید نے جواب دیا "رسول کی بیٹی" یہودی نے کہا "تمہارے رسول کی بیٹی؟ یزید نے کہا "ہاں" اس نے کہا خدا تجھے جزا سے نیرزدے کل تمہارے پیغمبر موجود تھے اور آج تم نے ان کے نواسے کو قتل کیا۔ ورنہ تم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں یا داؤد یکے تیس پشتوں سے زیادہ گزر چکا میں جب یہود مجھ کو دیکھتے ہیں نہایت تعظیم و توقیر تو واضح و فروغی کرتے ہیں۔ بعدہ جانب طشت متوجہ ہوا اور میرا مبارک کے لیے لے اور گھر شہادتین پڑھا اور ملا گیا۔ یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا اور قتل کر ڈالا۔ پھر جس مکان میں شراب پیتا تھا اس کے مقابل ایک قبۃ تھا، وہاں شہداء کے سر رکھوائے اور مجھ کو معین کیا میرے دل میں یہ سب باتیں تھیں جس کی وجہ سے میری نیند جلتی رہی جب دوسری شب ہوئی آدمی رات کو ایک آواز آسمان سے آئی کوئی کہتا تھا کہ اے آدم نیچے آؤ۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ ہمراہ بہت سے فرشتوں کے اترے، پھر ایک صدا سنی کہ لے ابراہیم نیچے آؤ اور عیسیٰ اللہ ہمراہ بہت سے ملائکہ کے نازل تھے پھر ندا دی کہ اے موسیٰ نازل ہو عظیم اللہ بہت فرشتوں کے ساتھ نیچے آئے پھر ندا آئی کہ اے عیسیٰ زمین پر آؤ روح اللہ بہت فرشتوں کے ساتھ آئے اس مرتبہ آواز عظیم سنی کہ لے عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تشریف لائے پس حبیب اللہ نے ملائکہ کثیر کے ہمراہ نزل فرمایا اور سب فرشتوں نے اس خلیفہ کو گھر لیا اور پیغمبر قبیل داخل آئے اور سر کوٹھا لیا ایک روایت میں کہ حضرت زید و محمد بن علیہ السلام کے پیچھے اور سر مبارک

یزید سے حضرت کی گود میں گرا حضرت نے سر کو لے لیا اور حضرت آدمؑ کے پاس گئے اور کہا اے پدر بزرگوار! دیکھے میرے بیٹے کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا گیا۔ مروی کہتا ہے اس بات کے سنے سے میرے بدن کے رنگے ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت حضرت نے جو سبیل سے عرض کیا کہ میں زکریا پر لوکل ہوں فرمائیے تو زمین کو ہلا دوں اور ایک نعرہ ایسا روں کہ یہ اشد ہلاک ہو جائیں حضرت نے منج فرمایا: روح الامیں نے عرض کیا، یا محمد ان چالیس لمونوں کو جو میرا قدس پر سین میں ہلاک کرنے کی اجازت دیجئے۔ حضرت نے اجازت دی، اور جو سبیل میں ہر ایک کو بغیر آتشیں پھونکتے تھے، پھر وہ میرے پاس آئے اور کہا تو دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ پیہر نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، خدا اس کو نہ بخشے، مجھ کو چھوڑ دیا اور پلٹے گئے چنانچہ مرتضیٰ اس تاریخ سے ناپید ہوا اور حال اس کا معلوم نہ ہوا، اور سر بعد جانب آئے گیا، اور اپنی حکومت کو پہنچنے نہ پایا کہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کیا۔ سلیمان آتش کہتا ہے، جب وہ یہ نقل کر چکا تو میں نے کہا کہ میرے پاس سے مبادا میں تیری آگ میں جل جاؤں، اور وہاں سے میں چلا آیا، معلوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہوا۔

قطب راوندی نے کتاب خراج میں منہال بن عمر سے روایت کی وہ کہتا ہے بھرا حسین کا سر میں نے دمشق میں دیکھا اور ایک شخص سامنے میرا مبارک کے سورہ کہت پڑھ رہا تھا جب اس نے یہ آیت پڑھی کہ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ اَتَّخِذَ الْكَافِرِينَ اَوْلِيَاءَ لَوْ اَنَّ اَلَيْتُنَا مَجْبُوكًا لَمَلَاكِنَا ان كَرْتَابَهُ لَوْ كَرَّ اَصْحَابُ كَهْفٍ اور اصحاب قریظ نہ ہمارے دشمنوں سے عجیب تھے، اس وقت میری زندگی رسالت پناہی بقدرت کاملہ الہی گواہ ہوا اور بعضا صحت لسان (طلاقت بیان) کہا کہ میرا قتل ہونا اور میرے سر کا یزید پر رکھا جانا اصحاب کہف سے عجیب تر ہے۔

کتاب محاسن میں عمر بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے، زمانہ نبی اشیم نے سیاہ پٹے اور پلاس کا لباس پہنا اور سردی گرمی سے کچھ پروا نہ کرتے تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان کے واسطے طعام عزا تیار کرتے تھے۔

کتاب محاسن عقید علیہ الرحمہ میں عبداللہ بن عامر سے منقول ہے کہ جب خبر شہادت امام مدینہ متورہ پہنچی اسرار زینر عقل بن ابی طالب چند عورتوں کے ہمراہ کلیں اور زینبہ بنت جحش اور زینبہ بنت علیؑ اللہ علیہ السلام کے گھر میں داخل فرما دیں اور ان کے ہاتھوں میں انصار ہو کر کئی شعر میں مضمون پڑھ کر تم کو کچھ گن اس وقت جبکہ بروز حساب جناب رسالت کتاب تم سے خطاب کر میں گئے اور کہیں گے کہ میری اولاد کو تم نے چھوڑ دیا تھا تب ہو گئے تھے، ان کو تم نے ظالموں کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا۔ اب

بعض روایات میں ہے کہ...

بروز قیامت تم میں سے کسی کی شفاعت نہ ہو سکی اور سچی بات سننے کے قابل ہوتی ہے اور حق دلی امر کے پاس جمع ہوتا ہے اور فرمائیں گے آیا میری عترت اہل ان کو ظالمان جفاکار کے حوالہ کر دیا پس کوئی تم میں سے برائے شفاعت نزدیک جناب احدیت گم نہ کیا جائے گا کوئی شخص روز عاشورہ اجل سے نہ بچا۔ راوی کہتا ہے کہ اس نوہ کو سنکر اس قدر گریہ و بکا ہوا کہ اس سے زیادہ گریہ بھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

کتاب تہذیب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص میری امام حسین علیہ السلام کے قتل کی خوشی میں تجوید کی گمیں، مسجد اشعث و مسجد جریر و مسجد ساک نہ مسجد شہبث ربی۔

بعض تالیفات میں روایت ہے کہ ایک نصرانی سفیر بادشاہ روم یزید شوم کے پاس آیا، اس وقت میرا اہل امام حسین علیہ السلام اس کی محفل میں تھا۔ نصرانی نے جب میرا نام دیکھا تو شور و ناہ بلند کیا تاہم اس کے محاسن اشکوں سے تر ہو گئے۔ پھر اس نے کہا لے یزید میں میں حیات منورہ کا سانس دینے میں عرض تجارت آیا تھا۔ میں نے چاہا کہ کچھ تہہ حضرت کے واسطے لے جاؤں۔ اصحاب سے پوچھا کیا چیز جناب ساتھ ہے کو محبوب و مرغوب ہے لوگوں نے کہا خوشبو حضرت دوست رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مشک کے دو نانہ اور تھوڑا سا عطر شہب لیا اور حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اُس روز پیر اپنی زوجہ ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ عرض جب میں نے جمال بالکمال حضرت کا مشاہدہ کیا چہرہ نورانی سے ایک نور سا طبع نظر آیا اور دل کو فرحت تازہ اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور خود خود محبت و الفت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میرے دل میں آئی، میں نے سلام کیا اور مشک وغیر حضرت کے سامنے رکھا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ایک ہدیہ محقر ہے جو حضرت کی خدمت میں لایا ہوں۔ فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ عبدالشمس۔ فرمایا اپنا نام بدل ڈال میں تیرا نام عبدالوہاب رکھتا ہوں۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیرا تنگ بھی قبولی کروں۔ میں نے حضرت کی طرت بنور نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ آپ ہی وہ رسول برحق ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو دی تھی اور کہا تھا کہ: اِنی عبدش لکھربوسول یا قی من بعدی اسمہ احمد۔ میں بشارت دیتا ہوں تم کو ایک پیغمبر کی جو میرے بعد بیعت ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پس میں اسی وقت ایمان لیا اور روم کو مراجعت کی اور اپنے اسلام کو لوگوں سے چھپاتا رہا یہاں تک کہ اس بات کو ایک مدت گزر گئی، میں چار بیٹیوں اور چار بیٹیوں کے ساتھ مسلمان ہوں اور بادشاہ روم کا وزیر ہوں اور کوئی عیسائی میرے حال سے مطلع نہیں، اور سن لے یزید کہ جس روز میں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں شرف اندوز ہوا آپ خانہ ام سلمہ میں تھے۔ جس بزرگوار کا سر

تیرے روبرو رکھا ہے اس کو کس میں نے دیکھا تھا۔ یہ حجرہ کے دروازے سے نانا کے پاس آیا پیغمبر خدا نے اس بچہ کو دیکھتے ہی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا لے محبوب میرے آ! اور آغوش میں لے لیا اور گود میں بٹھایا اور اس کے لبوں کو چومنے لگے۔ آپ امام حسین کے دانستوں کو جو سستے تھے اور فرماتے تھے اے حسین! دُور ہے رحمت الہی سے بڑھے قتل کرے اور جو تیرے قتل میں مدد کرے، یہ فرماتے تھے اور روتے تھے۔ دوسرے روزیں پیغمبر خدا کے ساتھ مسجد میں تھا کہ حسین اپنے بھائی حسن کے ساتھ آکر کھنے لگے یا بڑا ہ! ہم دونوں بھائی آپس میں زور آزمائی کرنا چاہتے ہیں کہ معلوم کریں کہ کس کا زور زیادہ ہے، پیغمبر خدا نے فرمایا لے میرے محبوب تم ایسا نہ کرو بلکہ تم دونوں جاؤ اور کچھ لکھو جس کا خطا اچھا ہوگا اس کا زور زیادہ ہے۔ پس دونوں نور دیدہ رسول گئے اور ایک ایک سطل کھ لائے وہ سختی حضرت پیغمبر خدا کے ہاتھ میں دی، جناب رسول خدا تھوڑی دیر دونوں کی طرف دیکھتے رہے اور نہ چاہا کہ کسی کا دل ٹوٹے کہا ہے پیارو! اپنے باپ کے پاس جاؤ وہ تمہارا فیصلہ کر دیں اور دیکھیں کہ کس کا خطا اچھا ہے۔ یہ سنکر دونوں شہزادے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں گئے اور پیغمبر خدا بھی ساتھ تشریف لے گئے جب خانہ فاطمہ میں داخل ہوئے تھوڑی دیر کے بعد پیغمبر خدا باہر آئے اور سلمان فارسی بھی باہر نکلے میری مشا سلمان کی دوستی اور محبت تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ان صاحبزادوں کے والد ماجد نے کیا کہا اور کس کا خطا اچھا تھا، سلمان نے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی کے خطا کو ترجیح نہ دی اس واسطے کہ خیال کیا اگر حسن کے خطا کو اچھا کہوں گا حسین غمگین ہوں گے اور اگر حسین کے خطا کو بہتر کہوں گا حسین ملول ہوں گے۔ پس ان کو ان کے باپ کے پاس بھیجا۔ میں نے کہا سلمان! تمہیں قسم دیتا ہوں اُس دوستی اور برادری کی جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں ہے کہ ان کے باپ نے کیا کہا؟ تب سلمان نے بیان کیا کہ جس وقت وہ دونوں گل گلزار نبوت اپنے والد ماجد کی خدمت میں گئے تو آپ نے انہوں کے حال میں نظر کیا، آپ کا دل بھی متاثر ہوا اور زچا کہ ایک کا دل توڑیں کہا اپنی ماں کے پاس جاؤ وہ تمہارے درمیان حکم کریں۔ پس وہ نبی زاد اپنی ماں کے پاس گئے اور سختی پیش کی اور کہا لے اناں! ہمارے نانا نے ہم کو کھنے کا حکم دیا اور فرمایا جس کا خطا اچھا ہو اُس کا زور قوت زیادہ ہے پس ہم دونوں نے کھا اور حضرت کے پاس لے گئے، پس ہم دونوں کو بابا کے پاس بھیجا انھوں نے بھی کچھ نہ کہا، اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جناب فاطمہ نے یہ سنکر تامل کیا اور دل میں کہا ان کے نانا نے اور باپ نے دل شکنی ان کی نہ چاہی میں کیا کروں، بلکہ کس طرح ان کا فیصلہ کروں۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میرے نور چشمو! میں اپنے موتیوں کا ہاتھارے سمروں کے اوپر توڑتی ہوں۔ پس تم میں سے جو اس کے موتی زیادہ بچے گا اسی کا خطا اچھا ہے اور اسی کا زور زیادہ ہے۔ سلمان کہتے ہیں کہ اس ہار

میں سات موقی تھے، پس آپ نے دونوں بچوں کے سر پر وہ ہار توڑا اور انہیں علیہ السلام نے تین موقی اٹھائے اور تین موقی حسین نے ایک موقی پڑا رہ گیا۔ دونوں نے چاہا کہ اس موقی کو اٹھائیں کہ جبرئیل بحکم رب جلیل زمین پر نازل ہوئے اور اپنے بازو سے اس موقی کے دو حصے کر دیئے چنانچہ ان دو گوہر صدف عصمت اور شب چراغ اکلیل امامت نے ایک ایک حصہ اٹھا لیا۔ لے لے کر دیکھ رسول اللہ ان کی دل شکنی کے خوف سے ایک کے خط کو دوسرے پر ترجیح نہ دی اور اسی طرح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور سیدہ نساء عالمین نے اور اسی طرح خداوند جہاں آفرین اور مالک آسمان وزمین نے بھی ان کی خاطر اور ہی میں دانہ مروارید کو شوق کیا اور تو یہ سلوک پیغمبر کے نواسے کے ساتھ کرتا ہے۔ والے تجھ پر اور تیرے دین پر! بعدہ نصرانی نے اچھ کر سر کو گود میں لیا اور بوسے دیئے اور اتنا کہ ہائے ابد ارشیم گہرا سے برسائے اور کہتا تھا کہ حسین اپنے جد محمد مصطفیٰ اور والد علی مرتضیٰ اور والدہ فاطمہ زہرا کے سامنے میری گواہی دینا۔

اہلبیت سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور غمش مبارک خاک کر بلا میں پڑی تھی اور خون منشاں فوراً حلقوم بریدہ سے جاری تھا، ایک جانور سفید اڑتا ہوا آیا اور حضرت کا خون اپنے بدن پر ملا، جب اڑا تو وہ خون اس کے بال و پر سے ٹپکتا تھا، وہ طائر جب اور پرندوں کے پاس پہنچا اور ان سب کو شاہجائے درخت پر سایہ میں دیکھا کہ فکر آب و دانہ میں مشغول ہیں، ان سے کہا کہ وائے تم پر! ہم دنیا کے لہو و لب میں مصروف ہو اور حسین علیہ السلام کر بلا میں اس لوں اور دھوپ اور گرمی آفتاب میں زمین گرم پر لب تشنہ ذبح کے پڑے ہیں اور خاک و خون میں غلظاں ہیں اور فوارہ ہائے خون آپ کے بدن سے رواں ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام طیور جانب کر بلا روانہ ہوئے، جب اس وحشت بلائیر میں پہنچے اور اپنے سید و مولانا اور سردار اقا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال میں دیکھا کہ جگر درد مند کیا اور دل تنگ آب ہو جائے، دیکھا کہ آپ کی غمش مبارک بے سرو بے غسل و کفن پڑی ہے جنگل کی ہوائے گرد کی چادر اس پر بچھادی ہے اور وہ بدن نازنین جو زینت آغوش سید المرسلین تھا گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا ہے۔

و خوش صحر اس کے پر سر خوان ہیں اور جنات اس پر نوچہ گریں ایک نور جسم اور سے صفحہ درخت پر پھیلا ہوئے اور زمین و آسمان کے مابین اس کی روشنی ہے۔ طیر نے یہ حال دیکھ کر فریاد و فغان اور گریہ و زاری کی اور سب کے سب خون نازق میں غلظاں ہوئے اور اڑ کر ایک ایک سمت کو روانہ ہوئے اور باشندگان بلاد کو مطلع کیا، اتفاقاً ایک ان میں سے بڑی مورہ پہنچا اور اس نے روضہ مبارک خاتم الانبیاء کا طراوت کیا اور طراوت خون اس کے پردوں سے ٹپکتے تھے اور وہ شیون کرتا تھا کہ آگاہ ہو حسین کر بلا میں شہید ہوئے، خبردار حسین کر بلا میں ذبح کئے گئے، وہاں کے سب طائر جمع ہوئے اور انھوں نے بھی فرزند سید عالم کا نوچہ نام کیا اور اپنی زبان

خون حسین سے زخم پر پوری کا شفا یا نا

یہ حال ان بے زبانوں کا دیکھتے تھے اور اس جانور کے پردوں سے خون ٹپکتا پاتے تھے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا تا اینکه جب خبر قتل امام حسین علیہ السلام پہنچی معلوم ہوا کہ وہ طائر مقبول ہے پھر کو خبر شہادت جگر گوشہ بتول اور نور دیدہ رسول سے اطلاع دینا تھا۔ مقبول ہے کہ ان دونوں ایک مرد یہودی مدینہ میں تھا جس کی بیٹی اندھی، بہری، لولی، لنگڑی اور کورھی اور زمین گیر تھی، یہودی نے اس کو شہر کے باہر ایک باغ میں رکھا تھا، طائر مذکور اسی باغ میں ایک درخت پر آ کے بیٹھا اور تمام شب گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری کرتا رہا۔ یہودی اس روز بھی کام کو شہر گیا تو گویا تمہارات کو کسی سبک باغ میں نہ آسکا تھا وہ لڑکی سبب تنہائی اور باپ کی جلائی کے تمام شب بیدار و بیقرار رہی کیونکہ اسکے باپ کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو اسے قہقہے سناتا تھا اور اسے تسلی و تسخنی دیتا تھا تب اسے نیند آتی تھی غرض صبح کو آواز حزین اس جانور کی لڑکی نے سنی، افتان و خیزاں اس درخت کے نیچے گئی اور طائر کے ہانکے سنگین کا اپنے دل محروں سے جواب دیتی تھی۔ اس اثنا میں ایک قطرہ خون اس طائر کے پر سے ٹپکا اور اس کی آنکھ پر پڑا آنکھ فوراً کھل گئی بعدہ ایک قطرہ دوسری آنکھ پر گرا اور وہ بھی روشن ہو گئی۔ اسی طرح ایک اور قطرہ اسیوں پر پڑا اور ایک قطرہ پاؤں پر گرا اور ہاتھ اور پادوں اچھے ہو گئے، اور جب قطرہ گرتا تھا وہ تمام بدن میں مل لیتی تھی، تھوڑی دیر میں وہ لڑکی بالکل بالکل صحیح و سالم ہو گئی۔ صبح کو جب اس کا باپ آیا دیکھا کیا ہے کہ ایک لڑکی باغ میں پھر رہی ہے، اس نے نہ پہچانا پوچھا کہ میری ایک لڑکی اس باغ میں تھی وہاں پھر رہ سکتی تھی۔ لڑکی نے کہا میں ہی تیری لڑکی ہوں۔ یہودی نے یہ سنا کر اتنا تعجب کیا کہ عشق کو گیا، جب ہوش میں آیا اٹھا اور لڑکی نے پورا واقعہ بیان کیا۔ پھر وہ اپنے باپ کو اس طائر کے پاس لے گئی۔ دیکھا کہ ایک جانور درخت پر بیٹھا ہے اور صحبت امام تشنہ و زمین پر نالہ و شیون کر رہا ہے۔ یہودی نے اس سے خطاب کر کے کہا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے کہ بقدرت الہی گویا مسوا اور بتلا سے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ سن کر وہ طائر حکم خدا گویا ہوا اور اس نے کہا کہ میں ایک روز بوقت دوپہر دو سیکڑے طائروں کے ہمراہ آشیانہ میں بیٹھا تھا، ایک بلاناہک طائر ہمارے پاس آ کر کھنے لگا، لے جانور و اتم بے نیگر خوش و خرم ہو اور رسول خدا کا نواسہ حسین زمین گرم کر بلا پر پڑا اور اپنے اور اس کا سر مبارک تیز ہوا اٹھا گیا ہے اور حرم محترم پارہ منہ و بے ردا و چادر امیر قوم شکر ہوئے ہیں۔ جب ہم نے یہ باتیں دردناک اس کی زبان سے سنیں بیتا پانہ سب اڑ کر بلا پہنچے، دیکھا غمش مبارک اپنے خون میں غلظاں ہے اور خون سے غسل ہوا ہے، اور جنگل کی خاک نے کفن پہنا یا ہے۔ ہم سب اس خون میں لوٹنے لگے اور فریاد و ماتم کرنے لگے پھر ایک طائر ایک ایک سمت کو روانہ ہوا اور

میں یہاں آیا۔ یہودی یہ حال سکر حیران و متعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر حسینؑ خدا کے نزدیک صاحبِ قدر و منزلت نہ ہوتا خون اس کا ہر درہ کی شفا نہ ہوتا۔ پھر وہ یہودی مسیح اپنی لڑکی کے سران ہوا اور پانچ سو خوشی و اقوام اس کے اسلام سے مشرف ہوئے۔

ایک مرد اسدی سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب لشکر بنی امیہ نے کوچ کیا، میں کنارِ نہرِ علقہ زراعت کرتا تھا، پس اس قدر عجائب میں نے وہاں دیکھا جن کا ذکر تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا۔ از بخم ایک یہ ہے کہ جب وہاں ہوا چلتی تھی بوسے مشک و عنبر میرے مشام میں پہنچتی تھی اور جب ٹھہراتی تھی تو ستائے دکھائی دیتے تھے کہ آسمان سے زمین پر اتر رہے ہیں اور زمین سے آسمان پر جا رہے ہیں اور میں اپنے مستظہین کے ساتھ تنہا تھا اور کوئی نہ پاتا تھا کہ کیفیت ماجرا اس سے پوچھتا، وقتِ غروب آفتاب ایک شیر جانبِ قبلہ سے آتا تھا، میں اس کو دیکھ کر گھر پھرتا تھا، جب صبح ہوتی تھی اور آفتاب طلوع کرتا تھا میں گھر سے نکلتا تھا اس وقت شیر کو قبلہ کی طرف جاتا دکھتا تھا، ایک دن مجھے خیال آیا کہ یہ لوگ خارجی تھے جنہوں نے ابن زیاد پر خروج کیا تھا لیکن ان نعشوں سے عجیب کرامتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ آج رات کو دیکھنا چاہیے دیکھوں یہ شیر ان نعشوں کو چھیرتا ہے یا نہیں۔ جب شام ہوئی تو حسبِ معمول شیر آیا، میں اس کی صورت دیکھ کر ڈرا اور دل میں کہا کہ اگر یہ آدمی کا گوشت کھاتا ہوگا تو ضرور میرا قصد کرے گا۔ پس رو برو اس کے گھر ہوا وہ لاشوں کے اوپر سے گذرتا تھا تا اینکه ایک نورانی لاشہ پر سے جو نور و ضیا میں مشابہ آفتابِ عالم تھا، یہ شیر اس کے پاس گیا اور پیچ گیا، میں نے کہا اب یہ لاش کو کھائے گا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس پر اپنا منہ لٹکا اور نوٹھ کرنے لگا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ عجیب ماجرا ہے پس میں وہاں مزید لنگری کرتا رہا یہاں تک کہ رات خوب تاریک ہو گئی تاگاہ جنگل سے بہت سی شمعیں نمودار ہوئیں جن سے تمام صحرانوش و منور ہو گیا اور فریاد و نالہ و ماتم اور نوٹھ غم بلند ہوئی میں اس آواز کی تلاش میں چلا، معلوم ہوا کہ زمین کے نیچے ہے اور ایک ان نوٹھ کرنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ وا حسینا و اماہا۔ یہ سنکر میرے بدن کے مد میں کھڑے ہو گئے۔ میں ان لوگوں کے نزدیک گیا اور ان کو قسم خدا و رسول دے کر پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم جنوں کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ تم کیا کرتی ہو، انہوں نے کہا ہم شب سے سوئے ہوئے امام حسین علیہ السلام کرتے ہیں، جن کو پنا سازج کیا گیا۔ میں نے کہا یہی حسینؑ میں جن کے پاس شیر بیٹھا ہے، کہا ہاں! پس میں وہاں سے روٹا ہوا پھرا۔

منقول ہے کہ سکینہ و خیرہ امام حسین علیہ السلام نے مزید سے کہا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے اگر تو سنے تو بیان کروں۔ کہا بیان کر۔ سکینہ نے کہا کہ شب کو بعد فریاد و نالہ میں نے دعا میں پڑھیں

فرض صبری بسوں کا لوح

اور بہت روتی اور خستہ ہو گئی، ذرا آنکھ لگی تھی کہ میں نے دیکھا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور ایک نور آسمان سے زمین پر پہنچا ہے اور نور ان جنت اتری ہیں اور ایک باغ خرم و تر و تازہ وہاں ہے۔ اس کے درمیان ایک قصر ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ پانچ بزرگوار اس مکان میں داخل ہوئے ہیں ان کے ساتھ ایک خادم ہے، میں نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ اس نے کہا ترے باپ حسینؑ کا یعنی تعالیٰ نے ان کو ان کے صبر کے عوض میں بے شمار درجات عطا فرمائے ہیں۔ میں نے کہا یہ بزرگوار کون ہیں؟ کہا اول آدم صغی اللہ، دوم کسوف نوح علی اللہ، تیسرے ابراہیم خلیل اللہ، چوتھے موسیٰ حکیم اللہ میں نے پوچھا پانچوں بزرگ کون ہیں جو اپنے محاسن ہاتھ میں لے ہوئے علمین و محزون ہیں اور گریہ و نالہ کرتے ہیں۔ کہا اے سکینہ تم ان کو نہیں جانتی ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ تمہارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا یہ سب بزرگوار کہاں جاتے ہیں، کہا تمہارے باپ حسینؑ کے پاس جاتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا جدِ عالی کے پاس جا کر دل کا احوال بیان کروں گی۔ پس وہ حضرت آگے چلے گئے اور میں نہ پہنچ سکی اور منتظر ہوئی۔ اسی اثنا میں اپنے جدِ علی ابن ابی طالبؑ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ میں تلوار لٹے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے فریاد کی یا جدواہ! میرے باپ آپ کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ پس حضرت بہت رنجے اور مجھ کو سینہ سے لگایا اور کہا، اے بیٹی! صبر و شکیبائی اختیار کر اور مدد و اعانت جناب احمدیت کی کی جانب سے پھر تشریف لے گئے اور میں نہ جانتی تھی کہ کہاں جاتے ہیں۔ پس میں متعجب کھڑی رہی، ناگاہ آسمان کے دروازے کھلے اور میں نے دیکھا کہ فرشتے میرے باپ کے سر انور پر اتر رہے ہیں اور اوپر جا رہے ہیں۔ سراوی کہتا ہے کہ مزید پید نے جب بیچ سوز خواب سنا تو اپنے منہ پر ہاتھ پٹختے نہ دے لگا، ظالم کہتا تھا ہالی و لائحہ بین یعنی میں نے حسینؑ کو کیوں قتل کیا؟ اور ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ سکینہ نے کہا بعد میرے سامنے ایک بزرگوار آئے جن کا چہرہ چودھویں کی رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، میں نے خادم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا تمہارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے حضرت کے قریب جا کر عرض کیا یا جدواہ! قسم خدا کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا گیا اور ہمارے خون بہائے گئے اور ہماری حرمت ضائع کی گئی اور شرتر ان بے کجاہ پر سوار کیا گیا اور مزید کے پاس لے گئے۔ پس حضرت نے مجھے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور آدم و نوح اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، دیکھتے ہو کہ میری امت نے میرے فرزند کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا۔ بعد ازاں اس خادم نے کہا اے سکینہ فریاد و نالہ کم کر کہ تو نے رسول اللہؐ کو رلایا، پھر خادم میرا ہاتھ پکڑ کر قصر میں لے گیا وہاں پانچ بیسیاں باوقار و حشمت دیکھیں جن کے چہروں سے نور ساطع تھا، ان کے درمیان ایک خاتون بزرگ

صاحبہ شکوہ و تہل بال پریشاں کھے سیاہ کپڑے پہنے تھیں ان کے ہاتھ میں ایک خون بھرا گڑا تھا، جس وقت وہ بی کھڑی ہوتی تھیں سب بیبیاں بھی کھڑی ہو جاتی تھیں۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ یہ بیبیاں کون ہیں؟ اس نے کہا کہ لے سکیں یہ تو امام البشر ہیں اور یہ مریم دختر عمران ہیں اور یہ حدیجہ دختر خویلد ہیں اور یہ ہاجرہ اور یہ سارہ ہیں اور وہ جو گرتے خوں آلود ہاتھ میں لے رہی ہیں کے بیٹھے سے سب بیبیاں بیٹھ جاتی ہیں اور کھڑے ہونے سے سب کھڑی ہو جاتی ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہراؑ سیدہ عالم ہیں پس میں ان کے نزدیک گئی اور کہا اے دادی بھئی میرے ہاتھ قتل ہوئے اور میں اس کمسنی میں یتیم ہو گئی پس انھوں نے مجھے چھاتی سے لگایا اور ڈاڑھیں بار بار کر دیں اور سب عورتیں روئیں اور سب نے کہا اے فاطمہ! حق تعالیٰ تمہارے اور زینہ کے درمیان بروز جزا حکم کرے گا لکھا ہے زینہ نے اس خواب کی کچھ افسانہ نہ کی۔

منہ زویہ میں سے منقول ہے وہ کہتی ہے کہ میں اپنی خواب گاہ میں تھی، میں نے دیکھا ایک دروازہ آسمان کا کھل گیا اور ان کو میرا اور امام حسینؑ پر گروہ در گروہ اترتے تھے اور کہتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ اس اثنا میں ایک امیر نمودار ہوا اس میں بہت آدمی تھے اور ایک بزرگوار با چہرہ نمایاں در خسارہ درختاں ان کے درمیان تھے وہ دوڑتے ہوئے حسینؑ کے سر کی طرف آئے اور جھک کر دہانہ حسینؑ چومنے لگے کہتے تھے لے میرے فرزند تجھ کو قتل کیا، تجھ کو نہ پہچانا، تجھ کو پائی تک نہ دیا، لے میرے فرزند! میں تیرا ہر رسول خدا ہوں اور یہ تیرا باپ علیؑ مرثیہ ہے اور یہ تیرا بھائی حسنؑ مجتبیٰؑ اور یہ تیرا چچا جعفر طیارؑ اور یہ عقیلؑ اور یہ عمرؑ و عثمانؑ ہیں۔ اسی طرح ایک ایک کا نام اپنے اہلیت سے لیتے تھے۔ رہند کہتی ہے میں اس خواب کو دیکھ کر بہت ڈری اور عالم پریشانی میں آ رہی، ناگہاں ایک نور دیکھا کہ میرا امام حسینؑ علیہ السلام پر پھیلا ہے پس میں نے زینہ کو ڈھونڈا کیا دیکھا کہ وہ ایک خانہ تاریک میں اپنا منہ دیوار کی طرف کئے ہوئے نہایت غم میں کھتا تھا کہ عالی کذلک حسینؑ مجھ کو حسینؑ سے کیا کام تھا اس وقت میں نے اپنا خواب اس کے سامنے بیان کیا، وہ سرجھکے بیٹھا ہوا راوی کہتا ہے مجھ کو زینہ نے حرم محترم کو بلایا اور پوچھا اگر منظور ہو میرا انعامت کیجے وگرنہ میں خود کو مراجعت فرمائیں اب آپ کو میں صلہ اور جائزہ دیتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا اولاً ہم چاہتے ہیں کہ عزاداری حسینؑ میں نوصہ و اتہام کریں، کہا بہتر ہے اور ان کے واسطے مکانات خالی کر دیے اور کوئی عزت ناشی و تزیینی باقی نہ رہی جس نے سیاہ کپڑے پہنے نہ ہوں۔

منقول ہے کہ اہل حرم سات دن نوصہ و لکام میں مشغول رہے اور کچھ عین دن ان کو بلوا کر رہنے

اسلامی تاریخ پر مشتمل ہے

اور سفر کرنے میں اختیار دیا انھوں نے مراجعت کو اختیار کیا، زینہ نے آراستہ مجلس حاضر کیں، اور ریشمی فرشتوں پر اموال انڈیل دیے اور جناب ام کلثوم سے کہا کہ جو مصائب آپ کو پہنچے ہیں ان کے بدلہ یہ اموال قبول کر لیں۔ جناب ام کلثوم نے یہ سن کر فرمایا کہ لے زینہ! تو کتنا بے حیا اور ڈھیٹ ہے! تو نے میرے بھائی اور گھر والوں کو قتل کر ڈالا اس پر ان کا خون بہا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ام کلثوم جب مدینہ جانے لگیں تو روتی تھیں اور یہ اشعار دلفکار پڑھتی تھیں۔

- (۱) مَوَيْتَةٌ جَدُّنَا لَا لَقَبِيْنَا
  - (۲) اَلَا فَتَاخِبُرُ مَرْسُوْلَ اللّٰهِ عَمَّا
  - (۳) وَاِنَّ رَجَالَكَ بِالطَّفْعِ مَسْرُوعِي
  - (۴) وَاَخْبِرْ جَدُّنَا اَنَّا اَسْرَدْنَا
  - (۵) وَمَهْطُكَ يَا مَرْسُوْلَ اللّٰهِ اَضْحَوْا
  - (۶) وَقَدْ ذَبَحُوا الْحَسَيْنَ وَلَمْ يَرَاعُوا
  - (۷) فَلَوْ نَفَرْتِ عَمِيُوْنُكَ لِلْاَسَارِي
  - (۸) مَرْسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ الصُّوْنِ صِهَارَتِ
  - (۹) وَكُنْتِ تَحُوْطُطَا حَتّٰى تُوْلَتِ
  - (۱۰) اَفَاظِمُ لَوْ نَفَرْتِ اِلَى السَّبَابِيَا
  - (۱۱) اَفَاظِمُ لَوْ نَفَرْتِ اِلَى الْحِيَاْمَرِي
  - (۱۲) اَفَاظِمُ لَوْ تَرَايْتِنَا سَهْرَا سَرِي
  - (۱۳) اَفَاظِمُ مَا لَقِيْتِ مِنْ عَدَاِي
  - (۱۴) فَلَوْ اَمَتِ حَيَاتُكَ لَمْ تَنْزَالِي
  - (۱۵) دَعُوْجٍ بِالْبَقِيْعِ وَتَيْفٍ وَتَاوِي
  - (۱۶) وَقَوْلِ يَا عَمْرُوْا بِالْحَسَنِ الْمُرْكُو
  - (۱۷) اَيُّ اَعْمَاةَ اِنْ اَجَاكَ اَضْحِي
  - (۱۸) بِلَا رَأْسٍ تَنُوْحُ عَلَيْهِ جَهْرًا
  - (۱۹) لَوْ عَايَدْتِ يَا مَوْلَايْ سَاقُوَا
  - (۲۰) عَلَيَّ مَتْرِنَ النَّيَاقِ بِلَا وَطَا
- فِيَا لِحَسْرَاتِ وَالْاَحْزَانِ حَيْثُنَا  
 يَا نَا قَدْ فُجِعْنَا فِيْ اَيُّنَا  
 بِلَا مَرْوَسٍ قَدْ ذَبَحُوا الْبَنِيْنَا  
 وَبَعْدَ الْاَسْرِ يَا جَدُّ اَسْبِيْنَا  
 عَدَا يَا بِالطَّفْرِوْنِ مُسْتَبِيْنَا  
 جَنَا بَلَّكَ يَا مَرْسُوْلَ اللّٰهِ فَيْنَا  
 عَلَيَّ اَقْتَابِ الْجَمَالِ مُحَمَّدِيْنَا  
 عَمِيُوْنُ النَّاسِ نَاظِرُوْنَا اِلَيْنَا  
 عَمِيُوْنُكَ قَلَمَتْ الْاَعْدَاءُ عَلَيْنَا  
 بِنَا تَلِكِ فِي الْاَسْلَامِ دُمَشْدَتِيْنَا  
 رَلُوَا بَسْرَتِ مَرْيَمَ الْعَابِدِيْنَا  
 وَمِنْ سَهْرِ اللَّيَالِي قَدْ عَمِيْنَا  
 وَلَا قِيْرَا طَمَّا قَدْ لَقِيْنَا  
 اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نَسَدُ بِنِيْنَا  
 اَيْنَ حَبِيْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَا  
 عَمِيَالِ اَحْيِكَ اَضْحَوْا صَا اِعْيِيْنَا  
 بَعِيْدَ اَعْنُكَ بِالرَّفْضَا سَرِيْنَا  
 طَبِيْرًا وَالنُّوْحُوْشِ الْمُوْحِشِيْنَا  
 حَسْرَتِمْجَاهِ لَا يَجِدُوْنَ لَهَا مُعِيْبَا  
 وَشَاهِدَاتِ الْعَمِيَالِ مَكْشِفِيْنَا

خواب ام کلثوم کا ترجمہ

(۲۱) مَدِينَةً جَدِيْنَا لَا تَقْبَلِيْنَا  
 (۲۲) حَرِيْبًا مِّنْكَ يَا اٰهْلِيْنَ حَمْعًا  
 (۲۳) وَاَنَا فِي الْخُرُوجِ بِجَمْعٍ شَمْلٍ  
 (۲۴) وَكُنَّا فِي اَمَانِ اللّٰهِ جَهْرًا  
 (۲۵) وَمَوْلَانَا الْحُسَيْنُ لَنَا اَنِيْسٌ  
 (۲۶) فَذَخْنُ الصَّالِحَاتِ بِلَا كَفِيْلٍ  
 (۲۷) وَذَخْنُ السَّائِرَاتِ عَلٰى الْمَطَايَا  
 (۲۸) وَذَخْنُ مَنَاتٍ لَيْسَ وَطَنُهَا  
 (۲۹) وَذَخْنُ الطَّاهِرَاتِ بِلَا خِفَاءٍ  
 (۳۰) وَذَخْنُ الصَّابِرَاتِ عَلٰى السَّلَايَا  
 (۳۱) اَلَا يَاجِدُنَا قَتَلُوْا حُسَيْنًا  
 (۳۲) اَلَا يَاجِدُنَا بَلَعَتْ عِدَانَا  
 (۳۳) لَقَدْ هَمَّتْ كُوَيْلُ السَّاعِرِ وَحَمَلُوْهَا  
 (۳۴) وَرَمَتْ اٰخِرَ جَوْهَارٍ مِّنْ جِوَاهِرَا  
 (۳۵) سَكِيْنَةً قَسَمْتُهَا مِنْ حَرِّ وُجُوْدٍ  
 (۳۶) وَرَمِيْنَ الْعَابِدِيْنَ لِقَسِيْدٍ دَلِيْلٍ  
 (۳۷) فَبَعْدَ هَمِّ عَلٰى الدُّنْيَا تَرَاكٍ

وہدی قضتی مع شرح حالی  
 اَلَا يَا سَامِعُوْنَ اَبْكُوْا عَلَيْنَا

ترجمہ: (۱) لے ہمارے نانا کے مدینہ تو ہم کو قبول نہ کرے کیونکہ ہم غم و اندوہ لے کر آئے ہیں (۲) لے مدینہ رسول خدا کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کر کہ ہم اپنے والد بزرگوار کی مصیبت میں گرفتار ہوئے (۳) لے مدینہ ہمارے مرنے کو بلا میں لے سر پڑے ہیں اور فرزند ہمارے ذبح ہو گئے (۴) ہمارے جد کو خبر کر کہ ہم گرفتار کر کے قیدی بن گئے۔ (۵) اور لے خدا کے رسول! آپ کا خاندان کو بلا میں لے گور و کفن پڑا ہے، ان کے کپڑے ناک چھین لئے گئے (۶) اور حسین کو شہید کیا اور آپ کی رعایت ہمارے باب میں کی (۷) لے رسول اللہ! کاش آپ اپنی آنکھوں سے ان قیدیوں کو پالان شتر پر سوار دیکھتے (۸) یا رسول اللہ!

پر وہ وحجاب کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ لوگ ہمارے تماشے کے لئے آئے (۹) یا رسول اللہ! آپ ہماری حفاظت و نگہداشت فرماتے تھے، آپ کے بعد دشمنوں نے ہم پر جو کم کیا ہے (۱۰) لے فاطمہ! کاش آپ اپنی بیٹیوں کو دیکھتیں کہ کس طرح شہر بشہر اسیر کر کے پھرائی گئیں (۱۱) لے فاطمہ! کاش ہم سرگشتوں کی طرت آپ دیکھتیں اور کاش زین العابدین کی حالت کو ملاحظہ فرمائیں (۱۲) لے فاطمہ! کاش آپ دیکھتیں کہ راتوں کی بیداری نے ہم کو اندھا کر دیا۔ (۱۳) لے فاطمہ! جو مصائب ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں برداشت کئے ہیں ان مظالم سے کہیں سوا ہیں جو آپ نے اپنے دشمنوں سے اٹھائے تھے۔ (۱۴) لے فاطمہ! اگر آپ زندہ ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوہ کرتیں (۱۵) ذرا بیچ میں جا کر فرزند حبیب خدا کو پکارو (۱۶) اور کہو کہ لے چچا حسین! تجھی آپ کے بھائی کے عیال و اطفال مار ڈالے گئے۔ (۱۷) لے چچا! آپ کا مانجیا آپ سے دور کر بلا کی ریگ پر (۱۸) بغیر سمر کے آرام کر رہا ہے جس پر پرندہ و درندہ لوطہ بجا کر رہے ہیں (۱۹-۲۰) لے آقا! کاش کہ آپ وہ منظر دیکھتے جبکہ بے یار و مددگار المجرم کو شتران بے کجا وہ پر تشہیر کیا جا رہا تھا اس وقت آپ اپنے عیال و اطفال کو سر پر بندہ دیکھتے (۲۱) لے ہمارے نانا کے مدینے! اب سمجھ میں رہنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ بڑے رنج و غم کو لے کر آئے ہیں (۲۲) جب ہم سمجھ سے نکلے تھے تو تمام اہل و عیال کے ساتھ نکلے تھے اور اب جب بیٹے ہیں تو نہ مردوں کا سایہ بہا کہ سردوں پر ہے نہ بچے ہماری گودوں میں ہیں (۲۳) مدینہ سے نکلے وقت ہم سب کٹھا ہو کر نکلے تھے لیکن جب بیٹے تو سر پر بندہ ہو چکے تھے ہماری چادریں چھینی جا چکی تھیں (۲۴) مدینہ سے نکلے وقت ہم اللہ کی امان میں تھے جب بیٹے تو ضالفت و ترسالی ہیں (۲۵) جب ہم نکلے تھے ہمارا دانی و وارث حسین ہمارے سر پر موجود تھا اور اب ان کو بلا میں دفن کر کے آ رہے ہیں۔ (۲۶) ہم وہ خاندان بر باد ہیں جن کا کوئی کفیل نہیں ہے۔ ہم اپنے بھائی کے نوہ گر ہیں (۲۷) ہم وہ ہیں جن کو شتران پر بندہ پر درہ و در پھرایا گیا (۲۸) ہم یسین و طہ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ کی نوہ گر ہیں (۲۹) ہم وہ پاکیزہ عورتیں ہیں جن کی طہارت پر وہ خفا میں نہیں ہے۔ ہم خالص برگزیدہ ہیں (۳۰) ہم بلاؤں پر صبر کرنے والے ہیں۔ ہم صدق و صفا والے ہیں (۳۱) لے نانا! آپ کی امت نے حسین کو مار ڈالا اور آپ کی کوئی رعایت نہ کی (۳۲) لے نانا! دشمن اپنی مراد کو پہنچ گئے اور ہمارے باپے میں انھوں نے اپنی شستہ قاتل کی انتہا کر دی (۳۳) انھوں نے عورتوں کی بیچرتی کی اور نہ ظلم و قہران کو اونٹوں پر پھرایا۔ (۳۴) انھوں نے زینب کو نیچے سے باہر نکالا فاطمہ گریاں ہیں (۳۵) سکینہ سوزن شہ عہ سے فریاد کیا ہے اور پروردگار عالم کو مدد کے لئے پکار رہی ہے (۳۶) خیانت کاروں نے زین العابدین کو ذلت کے ساتھ



تھکے بال، بیڑیاں پہنائی ہیں اور ان کے قتل کا ارادہ کیا (۳۷) ان مرنے والوں کے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے کیونکہ اسی دنیا کے خاطر ہم کو موت کا جام پلایا گیا۔ (۳۸) یہ ہے میری داستانِ غم اور میری شرح حال لے سنے والو! ہم پر گریہ و بکا کرو۔

داوی کہتا ہے کہ زینب جگر سوختہ مسیہ رسول کا دروازہ پکڑ کر لپکارتی تھیں کہ یا جدہ! میں بھائی حسین کی خبر شہادت لائی ہوں اور سیلابِ اشک خون آنکھوں سے بہاتی تھیں اور ایک گھڑی آرام نہ لیتی تھیں اور گریہ و نوحہ موقوف نہ کرتی تھیں اور جب علی ابن حسین کو دیکھتی تھیں غم و الم ان کا دوگنا ہو جاتا تھا۔

کتاب طواریف میں مسند احمد ضعیف سے نقل کیا ہے کہ ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے کہ جب خبر شہادت سید الشہداء علیہ السلام ان منظرہ کو پہنچی تو انھوں نے اہل کوفہ پر لعنت کی اور فرمایا کہ حسین علیہ السلام کو قتل کیا، خدا ان کو قتل کرے اور حسین علیہ السلام کو فریب دیا اور ذلیل کیا، خدا ان پر لعنت کرے۔ پھر اپنے فرمایا کہ ایک شب جناب فاطمہ علیہا السلام خدمت رسول میں ایک بیک کھانے کی لائیں جس میں کوئی غذا آپ نے تیار نہیں کی پس آپ نے وہ طعام ایک طبق میں نکال کر آنحضرت کے سامنے رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ابن عم کہاں ہیں جناب! سیرہ نے عرض کیا گھر میں ہیں۔ فرمایا جاؤ اور ان کو اور دونوں فرزندوں کو لے آؤ۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ فاطمہ حسنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئیں اور ان کے پیچھے جناب امیر المومنین علیہ السلام تھے۔ آنحضرت نے حسنین کو گود میں بٹھایا اور جانبِ راست امیر المومنین علیہ السلام اور جانبِ چپ سیدہ علیہا السلام بیٹھیں، ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت نے ایک چادر جو خیر سے آئی تھی میرے پیچھے سے پہنچی ہم اسے بچھایا کرتے تھے۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اوڑھ لیا اور دونوں کنارے چادر کے پکڑے اور دستِ راست بطرف آسمان بلند کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ هُوَ لَا يَءْهَلُ بَيْتِيْ قَاذِرٌ هَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا یعنی خداوندایہ سب میرے اہلیت ہیں پس ناپاکی ان سے دور رکھ اور ان کو ظاہر و مہلر رکھ۔

شایخ دیوان حضرت امیر علیہ السلام نے ہشام کلبی سے نقل کیا ہے کہ جب جناب سید الشہداء علیہ السلام درجہ شہادت پر فراز ہوئے ایک ہاتھ کی دہشتناک آواز آسمان سے سنی گئی وہ یہ شعر پڑھتا تھا، اَيْتُهَا الْقَائِلُونَ كَيْفَ لَحْسِنَا۔ الخ

۱۰ اشعار اور ترجمہ کے لیے دیکھئے صفحہ (جرائی)

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض افاضل کے خط سے لکھا پایا انھوں نے سید علیہ الرحمہ کے خط سے نقل کیا کہ جب سرہانے شہداء صبح اہلیت اظہار دربارِ یزید میں وارد ہوئے یزید نے بایں مضمون اشار پڑھے۔

لَمَّا بَدَأَتْ تِلْكَ الرُّؤْيُ وَاشْتَدَّتْ تِلْكَ الشُّمُوسُ عَلَيَّ رُبِّيْ جَيُّوْنِ صَاحِ الْغُرَابِ فَقُلْتُ صَحْمٌ اَوْ لَا تَصَحْمٌ فَلَقَدْ قَضَيْتُ مِنَ النَّسْبِ دِيُوْنِي

یعنی جب یہ سر قمر جیرون کی بلندیوں سے ظاہر ہوئے اور یہ آفتاب روشن ہوئے تو زواج نے آواز دی پس میں نے کہا کہ تو آواز دے یا نہ دے میں نے پیغمبر سے اپنا بدلہ لے لیا۔

دعواتِ داؤندی میں مذکور ہے کہ جب علی بن حسین علیہما السلام یزید ملعون کے پاس گئے۔ اس لعین نے حضرت کے قتل کا قصد کیا اور اپنے روبرو حضرت کو کھڑا کیا اور حضرت سے کلام کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ کوئی کلمہ حضرت کی زبان سے ایسا نکلے کہ موجب ان کے قتل کا ٹھہرے لیکن جناب امام اس کے سوال کے موافق جواب دیتے رہے اور ہاتھ سے تسبیح کو حرکت دیتے رہے۔ پس یزید پلید نے کہا میں تم سے بات کرتا ہوں اور تم مجھے جواب دیتے ہو اور انگلیوں سے تسبیح کے دانوں کو سبجی حرکت دیتے ہو یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے، حضرت نے فرمایا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے اور انھوں نے میرے جدِ عالی قدر سے روایت کی ہے کہ وہ جناب جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تھے تو کسی کلام کے بغیر فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اَسْتَجِيْبُكَ وَ اَجِدُكَ وَاَحْمَدُكَ وَاَهْلُكَ لَقِيْدًا وَمَا اَدِيْبُهُ سَجَّحْتِيْ فَاذْا اذْا اَمِيْنِ تِيْرِيْ تَسْبِيْحٌ وَ تَجْمِيْدٌ وَ تَهْلِيْلٌ كِرْتَا هُوْنِ بَقْدَارِ اس تسبیح کی حرکت کے۔ آنحضرت یہ فرما کر لوگوں سے کلام کرتے تھے اور تسبیح کو گردش دیتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ کچھ پڑھیں اور فرماتے تھے کہ یہ ثواب میں محسوب ہے اور تا وقت خواب حرز و مالان الہی ہے اور وقتِ خواب پھر وہی کلمات فرماتے تھے اور تسبیح کو سرہانے رکھ دیتے تھے اور شام سے صبح تک ان کے لئے ذخیرہ ثواب ہوتا تھا۔ پس میں نے بھی اپنے جد بزرگوار کے اتباع میں یہ عمل کیا۔ یزید نے کہا میں تم میں سے جس کے ساتھ کلام کرتا ہوں ایسا جواب پاتا ہوں جو اس کے موافق ہی ہوتا ہے۔ پس حضرت کے قتل سے درگذرا۔

نواد علی بن اسباط میں ہسناد کثیرہ مذکور ہے کہ جب مصعب بن زبیر عبد الملک بن مروان سے جنگ کے لئے تیار ہوا، جناب سید الشہداء علیہ السلام کی قبیر اظہر پر آکر کھڑا ہوا اور

۱۰ اشعار اور ترجمہ کے لیے دیکھئے صفحہ (جرائی)

حضرت کا تبارکی تسبیح اور یزید کا اصرار میں

کہا یا ابا عبد اللہ! اگرچہ ان لوگوں نے آپ کے حق کو غضب کیا، لیکن آپ کے دین کو متغیر نہ کر سکے۔ اس کے بعد ایک شعر بدین مضمون پڑھتا ہوا وہاں سے پھرا کہ جو بزرگوار ہستی کر بلا میں تھے اپنے آباؤے کرام کی راہ پر چلے۔

کتاب مذکور میں باسناد متعددہ منقول ہے جب خبر شہادتِ امام حسین علیہ السلام شہروں میں شائع ہوئی ایک لاکھ عورتیں حضرت کی زیارت کو گئیں، ان میں سے کسی کے اولاد نہ ہوتی تھی۔ پس بہ برکتِ زیارتِ فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب صاحبِ اولاد ہوئیں۔

## باب ۳

### ان چیزوں کے بیان میں جو بعد شہادتِ امام حسین علیہ السلام آسمان و زمین کو سوا ماہ و خورشید ظاہر ہوئیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں مروی ہے کہ ایک شخص دشمنانِ خدا و رسول سے جناب امیر علیہ السلام کے سامنے سے گذرا حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظورین۔ یعنی ان پر آسمان و زمین نہ روئے اور ان کو بھلت نہ ملی۔ بعد امام حسین علیہ السلام ان حضرت کے سامنے گئے، ان کو دیکھ کر فرمایا، لیکن اس پر آسمان و زمین روئیں گے اور فرمایا زمین و آسمان نہیں روئے مگر کئی بن ذکر یا اور حسین بن علی پر۔

کتاب قرب الاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا حسین کی زیارت کو جاؤ اور ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ وہ سردارِ جوانانِ بہشت اور سردارِ جوانانِ شہداءِ شیبہ کبھی بن ذکر یا ہیں اور ان دونوں پر زمین و آسمان نے گریہ کیا اور حدیث ابن شیبہ میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ زمین و آسمان نے حسین کے شہید ہونے پر گریہ کیا۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب امالی میں ابی فاختہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں درابو سلمہ ہراج اور یونس بن یقوب اور فضل بن یسار خدمتِ سراپا برکتِ امام محمد باقر میں حاضر تھے، میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں میں اہلِ خلافت کی مجلسوں میں جاتا ہوں پس میں اس وقت آپ کا خیال کرتا ہوں اس حالت میں کیا پڑھنا چاہیے۔ حضرت نے فرمایا جس وقت تو ان کی محفل میں جائے تو اس طرح پڑھ **اللَّهُمَّ آمِنَا الرَّخَاءَ وَالشَّرُّورَةَ** تو اپنے مطلب کو پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا میں فدا ہوں جب امام حسین کو یاد کروں کیا کہوں؟ فرمایا میں مرتبہ **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ** بعد از حضرت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے بہت طبقہ آسمان و بہت طبقہ زمین اور جو کچھ کہ ان کے درمیان میں تھا اور جو کچھ کہ بہشت و دوزخ میں تھا اور جو کچھ کہ دیکھا جاتا ہے اور جو کچھ کہ نہیں دیکھا جاتا سب ان حضرت پر رونے لگے تین چیزیں نہ روئیں۔ میں نے کہا فدا ہوں، وہ تین چیزیں کون سی ہیں جو ان حضرت پر نہ روئیں؟ فرمایا بقرہ و دمشق و اولادِ حکم بن ابی عاص۔

کتاب اہالی اور علل الشرائع میں جیلہ کبیر سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے میثم تمار سے جو عثمان ویران حیدر کرار سے تھے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی کہ یہ امت فرزند پیغمبر کو محرم کی دسویں تاریخ کو قتل کرے گی اور دشمنان خدا اس روز کو روزِ برکت قرار دیں گے اور یہ امر مولیٰ والا ہے اور حق تعالیٰ کے علم میں گذرا ہے اور یہ ایک عہد ہے جو حق تعالیٰ نے جناب امیر علیہ السلام سے لیا ہے اور میں نے اپنے مولا علیؑ کی زبانِ معجز بیان سے سنا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ تمہاری کائنات حتیٰ کہ وحوش صحرائیں، پھلیاں دریا میں اور طیور ہوا میں اس شہیدِ مظلوم پر روئیں گے اور چاند و سورج اور ستارے اور آسمان و زمین اور زمینین اور فرشتے آسمان و زمین کے اور رضوان و مالک اور عاملِ عرش بریں اس پر گریہ کریں گے اور آسمانِ سخن اور راگھ برسے گی۔ پھر آپ نے آپ نے فرمایا کہ لعنت خدا قاتلانِ حسینؑ پر واجب ہوئی ہے جبکہ مشرکوں اور یہودیوں اور فرنگیوں اور مجوس پر واجب ہوئی۔ جیلہ کبیر ہے میں نے میثم سے کہا کہ لوگ کس طرح سے روزِ قتلِ حسینؑ کو روزِ برکت قرار دیں گے۔ یہ سن کر وہ روئے اور کہا ایک حدیث مخالفین نے وضع کی ہے کہ اس روز توبہ آدم و داؤد علیہما السلام کی مقبول ہوئی اور یونسؑ مچھلی کے شکم سے نکلے حالانکہ یہ بائیس ماہ ذواکچہ میں واقع ہوئی تھیں اور گمان کرتے ہیں کہ سستی نوحؑ آج کے دن جوڑی پر پڑھی حالانکہ یہ امرزی اکبر کی اٹھارویں کو ہوا تھا اور سمجھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے واسطے دریا اس روز شوق ہوا حالانکہ یہ واقعہ ربیع الاول میں ہوا تھا، لہذا میثم نے کہا ہے جیلہ جان تو کو حسین بن علیؑ بروز قیامت سمدار ہوں گے اور اصحابِ حضرت سب شہداء سے بہتر ہیں۔ لے جبکہ جب تو دیکھے کہ آفتاب سرخ ہوا اور بزنگ خونِ تازہ ہو گیا۔ جان تو کو حسینؑ شہید ہوئے جیلہ کبیر ہے کہ ایک روز میں لگی اور میں نے دھوپ کو دیوار پر مانند رنگین چادر کے سرخ دیکھا۔ پس میں رونے پڑنے لگی اور کہنے لگی کہ سزا حسین بن علیؑ قتل ہوئے۔

کتاب کاہل لزیادت میں ابولصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے میرے والد بزرگوار کو بزمِ شام بلوایا پس حضرت حسبِ طلب ہشام متوجہ شام ہوئے۔ جب ہشام کے پاس پہنچے تو اس نے کہا یا اباجعفر! آپ کو ایک ایسے مسئلہ کے دریافت کے لئے بلوایا ہے جس کا میرے سوا کسی شخص نے آپ سے نہ پوچھا ہوگا اور کسی کو سوا آپ کے اس قابل نہیں پاتا ہوں کہ اس کا درست جواب دے۔ حضرت نے فرمایا پوچھ جو تیرا چاہیے۔ ہشام نے کہا بتلانیے جو شخص شبِ قتلِ علیؑ علیہ السلام کو فہ میں موجود نہ تھا اس کو حضرت کے قتل سے کس طرح خبر ہو گئی۔

اور کس علامت سے لوگوں نے اس شب کو حضرت کا قتل ہونا معلوم کیا، حضرت نے جواب میں فرمایا کہ شبِ قتلِ علیؑ تا وقت صبح جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون لبتا تھا، اور شبِ قتلِ ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی بھی یہی کیفیت تھی، جس رات حضرت یوشع بن نون مارے گئے، جس رات حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے، جس شب ان کے وصی شمعون بن حنون کو قتل کیا گیا زمین سے خون اُبلتا تھا، اور اسی طرح شبِ شہادتِ حضرت علیؑ اور شبِ شہادتِ حضرت امام حسین بن علیؑ علیہما السلام زمین سے خون اُبلتا اور لوگوں کو خبر ہو گئی۔ ہشام اس کلام سے غصہ میں آیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس نے میرے والد ماجد کے قتل کا ارادہ کیا۔ میرے والد علیؑ وفا نے فرمایا کہ لے ہشام! بخل پر امام کی اطاعت و خیر خواہی واجب ہے، اور میں نے تیرے سوال کے جواب میں محبتِ علیؑ کا انہار کیا اس کا سبب یہ ہے کہ میں ان کو اپنا امام مقرر فی الطاعت جانتا ہوں اور بتجھ کو کبھی لازم ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ ہشام نے کہا آپ اپنے متعلقین کی طرف محبت کر سکتے ہیں پس حضرت روانہ ہوئے اور ہشام نے اس وقت حضرت سے کہا کہ مجھ سے کہ ہلامِ اہلیت یہ حدیث تمہی سے نہ کہوں گا۔ اس حدیث کو راوی نے بسط و طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کتاب ہذا کو میں ساکنانِ بیت المقدس میں سے ایک شخص سے مروی ہے وہ کہتا ہے ہم سب لوگ بیت المقدس اور اس کے اطراف میں شبِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام کو پہچان گئے لوگوں نے پوچھا کس طرح سے اُس نے کہا کہ اُس شب جس جگہ سے پتھر اٹھایا یا ڈھیلا اٹھایا اس کے نیچے خون جوش مارتا تھا اور تمام دیواریں سرخ ہو گئی تھیں اور تین روز برابر آسمان سے خون برستا رہا اور شب کو یہ منادی سنی کہ کوئی شخص یہ اشعار پڑھتا تھا۔

اَتْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا      شِفَاعَةَ جَدِّهِ كَيَوْمِ الْحِسَابِ  
مَعَاذَ اللَّهِ لَا تَلْتَمَرُ يَقِينًا      شِفَاعَةَ اَحْمَدَ ذَا بِي تُرَابِ  
قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا      وَخَيْرَ النَّسَبِ طَرًّا وَالشَّيْبَابِ

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے امام حسینؑ کو قتل کیا ہے ان کے جد کی شفاعت کی امیدوار ہو سکتی ہے؟ خدا کی پناہ! تمہارا جرم اتنا سنگین ہے کہ تم کو حضرت رسالتِ اکبر اور ابوترابؑ کی شفاعت نصیب ہوگی؟ کیونکہ تم نے اس کو قتل کیا ہے جو ہر اُس شخص سے جو سواری پر سوار ہو اور ہر لوڑھے اور جوان سے بہتر تھا۔ اُس کے بعد راوی کہتا ہے کہ تین روز سورج کو گہن رہا اور تارے دن کو نکلتے تھے، تھوٹے عرصے کے بعد جو قتلِ شہیدِ کربلا ہم کو پہنچی اور ہم کو معلوم ہوا کہ یہ عوادت اسی روز واقع ہوئے تھے۔

کتاب ہذا کو میں زہری سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے کوئی سنگریزہ بیت المقدس میں ایسا نہ تھا کہ اس کے نیچے خون تازہ نہ پایا گیا ہو، اور عسیر سعد سے بھی اسی طرح نقل ہے۔

کتاب ہذا کو میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انس و جن و وحوش و طيور امام حسین بن علی علیہما السلام پر زار زار روئے اور محمد بن حسین سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ کتاب ہذا کو میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں حسین پر یہ جانبِ پشت کو فہ شہید ہوگا، بخدا میں دیکھتا ہوں کہ قبہ قسم کے جانوران وحشی اسکی قبر کی طرف اپنی گردنیں اٹھائے اس پر گریہ و نوحہ کرتے ہیں اور صبح سے شام تک روتے ہیں جب یہ امر عظیم واقع ہوگا تم کو لازم ہے کہ ترک زیارت کر کے اس پر ظلم نہ کرنا۔

کتاب ہذا کو میں حسین بن ثور اور ابن طیبان و ابی سلمہ سراج سے مروی ہے یہ سب کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ساتوں طبق آسمان کے اور ساتوں طبق زمین کے اور جو کچھ ان کے درمیان اور جو ان کے اوپر ہے اور جو مخلوقات بہشت میں ہے اور جو مخلوقات دوزخ میں ہے اور جو چیز دیکھنے میں نہیں آتی ہے یہ سب حضرت پر روئے اور محمد بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کتاب ہذا کو میں یونس و ابی سلمہ سراج و مفضل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق سے ہم نے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تمام مخلوقات خدا ان حضرات پر روئی مگر تین چیزیں نہیں روئیں میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا بصرہ، دمشق اور آل عثمان۔

کتاب ہذا کو میں حسین بن زور سے منقول ہے کہ اس نے کہا میں اور طیبان اور مفضل اور ابوسراج چہر اربع شبستان حقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، اس وقت یونس بول رہے تھے، وہ سن میں ہم سے زیادہ تھے پھر رادی ایک طولانی حدیث ذکر کر کے کہتا ہے کہ بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وہی ارشاد فرمایا جس کا ذکر سابقہ حدیث میں گذر چکا ہے۔

کتاب ہذا کو میں زرارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اسے زرارہ آسمان چالیس دن حسین پر خون رویا اور زمین چالیس دن سیاہ اشکوں

سے روئی اور آفتاب اس طرح رویا کہ اس کو چالیس دن گن رہا اور اس کی رنگت سرخ ہو گئی، اور پہاڑ ریزہ و پراگندہ ہو گئے اور دریا جوش میں آئے اور فرشتے چالیس دن اس جناب پر روئے اور ہماری عورتوں میں سے کبھی نے اس وقت تک سر میں خضاب نہ کیا اور تیل نہ ڈالا اور کھشکی نہ کی اور سر نہ لگایا جب تک عبید اللہ بن زیاد کا سر نہ آیا اور اس کے بعد بھی ہم ان حضرت پر گریہ و بکا کرتے رہے اور ہمارے جدا امام زین العابدین علیہ السلام جب اس جناب کو یاد کرتے تھے اس قدر روتے تھے کہ آپ کے محاسن بشرفین اشک سے تر ہو جاتے تھے اور جو شخص دیکھتا تھا اسے رحم آتا تھا اور ان کے رونے سے روتا تھا اور جو فرشتے حضرت حجج امام حسین علیہ السلام کے قریب ہیں اس جناب پر روتے ہیں اور ان کے رونے سے اور فرشتے جو آسمان اور درمیان آسمان و زمین کے ہیں وہ بھی روتے ہیں اور جب روج پاک امام حسین علیہ السلام کے بدن مہلے سے جدا ہوئی تو جہنم نے ایک ایسی صیغ ماری کہ قریب تھا شوق ہو جائے اور جس وقت کہ روج جس عبید اللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ کی لکھی تھی جہنم نے ایسا نعرہ مارا تھا کہ اگر اس کے خازن حکم خدا اس کو نہ روکتے یقیناً ساکنان زمین کو جلا دیتی اور اگر اجازت ملتی سب کو بگل جاتی لیکن دوزخ تحت حکم الہی ہے اور اس کے دروازے بند ہیں اور دوزخ نے اپنے خازنوں کی نافرمانی بارہا کی مگر ان کو اس کے روکنے کی طاقت نہ رہی تا اسنے کہ جبرئیل امین کے اپنے بازو سے اس کا شعلہ روکا اس وقت وہ ساکن ہوئی اور دوزخ امام حسین پر گریہ و نوحہ کرتی تھی اور ان کے قاتلوں پر جوش و خروش کا مظاہرہ کرتی تھی، اگر محبت ہائے الہی دوسے زمین پر نہ ہوں زمین اپنے ساکنوں کو ہلاک کرنے میں کافی ہے اور زلزلے زیادہ نہیں ہوں گے مگر جب قیامت نزدیک پہنچے گی، اور کوئی آنکھ و اشک پیش خدا اس آنکھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے کہ جو امام حسین پر روئے اور اشک جاری کرے اور جو شخص حضرت کے لئے روتا ہے حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کرتا ہے اور ہمارا حق ادا کرتا ہے اور روز قیامت سب کی آنکھیں گریاں ہوں گی لیکن جو لوگ کہ میرے جد کی مصیبت پر روئے ہیں ان کی آنکھیں خشک اور پھرے شگفتہ اور لباش ہونگے اور جس وقت کہ لوگ خوف و خطر اور ہول روز محشر میں مبتلا ہوں گے امام حسین پر رونے والے حق تعالیٰ کی پناہ میں ہوں گے جب خلق حساب کے واسطے حاضر کی جائے گی اس وقت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرش کے نیچے اور سایہ رب العالمین میں داخل ہوں گے

اور ان کو حساب کی کچھ پروا نہ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ اور یہ قبول نہ کر سکتے اور مجلس سید الشہداء علیہ السلام کو بہشت پر ترجیح دیں گے اور بہشت کی حوریں ان کو پیام بھیجیں گی اور ولدانِ مخلصین اشتیاق و انتظار ظاہر کریں گے مگر یہ لوگ بہ سبب اس بزرگی اور خوشی کے جو اس مجلس میں پائیں گے حور و غلمان کی طرف رُخ نہ کریں گے اور ان کے دشمنوں کی پیشانی پکڑ کر جہنم کی طرف کھینچا جائے گا۔ وہ لوگ کہیں گے کہ کوئی ہمارا شفاعت کرنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ہمارا دوست ہے جو اس وقت مصیبت میں کام آئے اور وہ مراتب و درجات ان لوگوں کے دکھیں گے مگر نزدیک نہیں پہنچ سکیں گے اور فرشتے ان کی ازواجِ مطہرہ کا پیامِ شوق اور خازنانِ بہشت کا کلامِ ذوق لادیں گے اور جو نعمتیں بہشتِ غیر سرشت میں ان کے لئے مقرر ہیں ان کا ان کے روبرو ذکر کریں گے مگر وہ جواب دیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہشت میں آئیں۔ پس فرشتے یہ جواب وہاں پہنچا دیں گے اور حورانِ جہاں ان کے درجات کا حال سنکر اور اس مجلس و قرب و منزلتِ امام حسین معلوم کر کے زیادہ مشتاق ہوں گی اور وہ شکرِ خداوندِ عالمیان ادا کریں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے خدا کا کہ ہم کو اُس نے روز کے مصائب و شدائد سے محفوظ رکھا اور جس چیز سے کہ ہم ڈرتے تھے نجات دی، پھر ان کے لئے سواریاں حاضر کی جائیں گی، پس وہ سوار ہوں گے اور شکرِ الہی اور دُرود رسالتِ پناہی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بجالاتے ہوئے بہشتِ بریں میں اپنے درجات و منازل میں پہنچیں گے۔

کتابِ ہڈی کو میں ابوبصیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں خدمتِ امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ حضرت کا ایک صاحبزادہ آپ کے پاس آیا حضرت نے اس کو مرحبا کہہ کر سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور فرمایا ہڈی ان لوگوں کو حقیر و ذلیل کرے جنھوں نے تم کو ذلیل و حقیر کیا اور خدا انتقام لے ان لوگوں سے جنھوں نے تمہارے ساتھ عداوت و کینہ رکھا اور خدا چھوڑ دے ان لوگوں کو جنھوں نے تم کو چھوڑ دیا، اور لعنت کرے ان پر جنھوں نے تم کو شہید کیا، اور خدا یار و مددگار اور نگہبان ہے۔ کس قدر روزِ عورتوں کا اور انبیاء اور مومنین اور شہداء اور ملائکہ آسمان کا تمہارے اوپر ہوتا رہا ہے۔ لے ابوبصیر! میں جب ذریتِ حسین کو دیکھتا ہوں میرا حال اس قدر متغیر ہوتا ہے کہ میں بسبب اس جو دوستم کے جو ان کے پیرِ عالی مقدار پر کئے گئے ان کو یاد کر کے ضبط نہیں کر سکتا۔ لے ابوبصیر! جب فاطمہؑ حسینؑ پر روتی ہیں اور نالہ و فریاد کرتی ہیں تو جہنم سے آوازِ خردش بلند ہوتی ہے اور جب خازنانِ

دوزخ آواز اس محدودہ عالم کی سنتے ہیں جہنم کو روکتے ہیں کہ مبادا شعلہ زن ہو اور اس کا دھواں باہر نکلے اور تمام اہل زمین کی آنکھیں جلادے جب تک سیدہ عالم، عالم گریہ و بکا میں رہتی ہیں تو فرشتے محافظت دوزخ کرتے رہتے ہیں اور شعلہ ہائے جہنم کو پھیرتے رہتے ہیں اور ڈرائی کو بند کر دیتے ہیں تاکہ ساکنانِ زمین محفوظ رہیں اور دوزخ ساکن نہیں ہوتی جب تک کہ وہ سیدہ عالم چپ نہ ہو جائیں اور قریب ہوتا ہے کہ تمام سمندر جوش باریں اور متلاطم ہو کر ایک دوسرے سے مل جائیں لیکن ہر قطرہ دریا پر ایک فرشتہ موکل ہے جب یہ فرشتے اس محدودہ جہاں کی آواز سنتے ہیں، دریاؤں کو روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اور بازوؤں سے ان کا جوش تھامے بہتے تاکہ اہل زمین غرق نہ ہو جائیں اور تمام ملائکہ ہمیشہ ترساں اور ہراساں اور ان محدودہ کے رونے سے گریاں و نالائیں رہے ہیں اور تضرع و زاری درگا و باری میں کرتے ہیں اور خوفِ عذابِ اہل زمین تسبیح و تقدیس کی آوازیں بلند کرتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک کی آواز ساکنانِ زمین کو پہنچے تو وہ بے ہوش ہو جائیں اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں اور زمین کو زلزلہ آجائے۔ میں نے عرصہ کجا مولا! میں آپ پر فدا ہوں، یہ امر عظیم ہے، فرمایا جو میں نے ذکر نہیں کیا اس سے بھی زیادہ عظیم ہے، پس فرمایا اے ابوبصیر کیا تو نہیں چاہتا ان لوگوں سے ہو جو گریہ و زاری میں فاطمہؑ کی مدد کرتے ہیں، پس یہ کلمہ سنکر میں رونے لگا اور اس قدر رو دیا کہ بات نہ کر سکتا تھا۔ بعد ازاں حضرت نماز کے لئے نئے اور دعائیں مشغول ہوئے، میں حضرت کو اس حال میں چھوڑ کر جدا ہوا اور کھانا نہ کھا سکا رات کو مجھے نیند بھی نہ آئی دوسرے دن ترساں و ہراساں حضرت کی خدمت میں گیا جب میں نے دیکھا کہ وہ جناب ساکن ہیں تو میں بھی ساکن ہوا اور شکر جناب باری کیا کہ اس بارے کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔

کتابِ ہڈی کو میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام برآمد ہوئے اور مسجد میں اصحابِ اطیب کے جھرمٹ میں آکر بیٹھے اس وقت امام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے روبرو کھڑے ہوئے، حضرت نے اپنے دستِ شفقت ان کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا اے میرے فرزند حق تعالیٰ نے ایک جماعت کا ذکر قرآن مجید میں اس عبادت سے بیان فرمایا کہ قَمَّاءُ بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ط کہ آسمان و زمین ان پر نہ روئیں گے اور ان کو جہالت نہ ملے گی، خدا کہ تجھے قتل کریں گے۔ اور آسمان و زمین تیرے اوپر روئیں گے، اور ابن ابی خطاب سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

کتاب مذکور میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ آسمان وزمین امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے سے روئے اور سرخ ہو گئے اور کبھی آسمان و زمین کسی شخص کے لئے نہیں روئے ہیں مگر یحییٰ بن زکریا اور حسین شہید کربلا کے لئے۔

کتاب مذکور میں علی بن مسہر قرشی سے نقل ہے وہ کہتا ہے میری دادی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھیں وہ بیان کرتی تھیں کہ حسین کی شہادت کے بعد ایک سال نو چھینے آسمان خون کے مانند سرخ رہا۔ اس طرح سے کہ آسمان دکھائی نہ دیتا تھا۔

کتاب مذکور میں عبد الخالق بن عبد ربہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے لَنْ يَجْعَلَ لَكَ مِنْ قَبْلِ سَمِيئَةَ حَسِينِ بْنِ عَلِيٍّ كَا كَوْنِي سَمِيٍّ وَهَمْنًا يَشِيرُ بِهَا تَحْتَا، یہ یحییٰ بن زکریا کا کوئی ہمنام تھا اور آسمان کسی پر نہیں رویا ہوا ان دو شخصوں پر چالیس دن روتا رہا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا آسمان کارون کیا ہے؟ فرمایا اسماق لوقت طلوع وغروب سرخ ہوتا تھا۔

کتاب مذکور میں مروی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے آسمان سے خاک سرخ برسی۔

کتاب مذکور میں علی بن حسین سے منقول ہے کہ آسمان جب خلق ہوا نہیں رویا مگر یحییٰ بن زکریا اور حسین ابن علیؑ پر، راوی نے پوچھا آسمان کارون کیا ہے، فرمایا جب کوئی کپڑا زیر آسمان رکھ دیتے تھے اہو کے دھبے اُس پر پڑ جاتے تھے۔

کتاب مذکور میں حنان سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ زیارت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت کی زیارت ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ہے۔ حضرت نے فرمایا تعجب نہ کر حسین نے یہ کہا ہے درست نہیں کہا لیکن حضرت کی زیارت کیا کر اور اُس جناب پر چھان نہ کر کہ وہ سردار جوانان بہشت اور سردار جوانان شہداء اور شبیبہ کی بنی بن زکریا ہیں اور ان دونوں بزرگوں

لے اس مضمون کی متعدد روایات ہمارے متفرق طرق و اسناد سے مروی ہیں۔ مگر ہونے کی وجہ سے ان کو حذف کیا گیا ہے۔ جزا اثری

مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے قبل شاید آسمان کے کنارے طلوع وغروب کے وقت اس قدر سرخ نہیں ہوتے تھے جتنا کہ اس وقت کے بعد سے ہونے لگے۔ جزا اثری

پر آسمان وزمین روئے۔ اور روایت عبد الصمد بن محمد و ابن بزیج میں بھی اسی طرح منقول ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت نے جو یہ فرمایا کہ یہ بات اس شخص نے غلط کہی ہے ازراہ تقیہ کے فرمایا۔ لے

کتاب مذکور میں حسین بن زیاد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قاتل یحییٰ بن زکریا ولد الزنا تھا اور قاتل حسین بھی ولد الزنا تھا، اور آسمان کسی پر نہ رویا تھا مگر یحییٰ اور حسین پر، میں نے عرض کی آسمان کس طرح رویا، فرمایا آفتاب مخرجی پر طلوع کرتا تھا اور سرخی میں غروب کرتا تھا۔

کتاب مذکور میں داؤد فرقد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی دولت سرا میں بیٹھا تھا ایک کبوتر رابعی حضرت کے مکان میں بول رہا تھا اور میں دیکھ رہا تھا حضرت دیر تک میری طرف نظر کرتے رہے اس کے بعد فرمایا تو جانتا ہے یہ جانور کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں بجز کچھ نہیں جانتا فرمایا قاتلان حسین پر نغزین کرتا ہے، پھر فرمایا اس جانور کو پالنا کرو۔ اور جانورانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

کتاب مناقب میں نصرہ ازویہ سے مروی ہے وہ کہتی ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آسمان سے اتنا خون برساکہ کپڑے رنگین ہو گئے اور ہمارے برتن خون سے لبریز ہو گئے اور قرطہ بن عبد اللہ کہتا ہے کہ ایک روز دو پہر کو بارش ہوئی جس سے سفید کپڑا سرخ ہو گیا۔ میں نے دیکھا وہ خون تھا۔ جب اونٹ پانی پینے کے لئے صحرا کو گئے پانی سب خون ہو گیا تھا معلوم ہوا کہ وہ روز شہادت حسین علیہ السلام تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان حسین پر چالیس دن خون رویا۔ اور زرارہ نے بھی ان حضرت نے نقل کیا ہے کہ فرماتے تھے آسمان یحییٰ بن زکریا اور حسین ابن علیؑ پر چالیس روز رویا اور سوان کے کسی پر نہیں رویا میں نے کہا آسمان کا

لے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اگرچہ اس روایت کو تفتیہ پر محمول فرمایا ہے مگر میرے نزدیک اس کے دو معنی اور ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ زیارت امام حسین علیہ السلام حج و عمرہ واجب کے برابر نہیں ہے (یعنی اس کی مستط نہیں ہے) اگرچہ ثواب میں اس سے زیادہ ہے جس طرح جواب سلام واجب ہے مگر ابتداء اسلام (جو مستحب ہے) اس کا ثواب ۹۹ درجہ زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت کی زیارت کا ثواب صرف ایک حج و عمرہ کے برابر نہیں ہے بلکہ وہ ستر حجوں اور عمروں کے برابر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بجا لائے گئے ہوں جبکہ قرین شیبہ سنی کی کتابوں سے ثابت ہے، لہذا امام کی نفعی (یعنی ایک حج و عمرہ کے برابر نہیں ہے) درست ہے۔

جزا اثری

رونا کیا ہے؟ فرمایا آفتاب برنگے سرخ طلوع وغروب کرتا تھا اور تم سلیم سے روایت ہے کہ جب حسین شہید ہوئے آسمان سے اتنا خون برساکہ دیواریں اور گھر سرخ ہو گئے، اور کتاب الاہانتہ میں ایک روایت ایسی مذکور ہے اور تفسیر قشیری میں سدی سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے آسمان نے ان حضرت پر گریہ کیا اور اس کے رونے کی علامت یہ تھی کہ اس کے کنارے سرخ ہو گئے تھے۔ محمد بن سیرین نے کہا ہے ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آسمان پر شفق پیش از شہادت امام حسین علیہ السلام ظاہر نہ ہوتی تھی، اور تاریخ نسوی میں محمد سے مروی ہے انھوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ سرخی افق کی کس سبب سے ہے۔ پھر خود ہی کہا کہ روز شہادت امام حسین ظاہر ہوئی ہے اور صاحب مناقب نے ابویسی ترمذی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور مناقب میں اسود بن قیس نے روایت کی ہے کہ جب حسین شہید ہوئے ایک سمرخی جانب مشرق سے اور ایک جانب مغرب ظاہر ہوئی اور بیچ آسمان میں دونوں مل گئیں۔ چھ مہینے یہی حال رہا اور تاریخ نسوی میں ابویسیل سے مروی ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہوئے سورج کو گھن لگا حتیٰ کہ تارے دن کو بوقت دوپہر ظاہر ہو گئے اور ہم لوگوں کو لگان ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی اور ابن لمیعہ نے ابن قیس سے اسی طرح روایت ہے۔ علی بن مسہر نے اپنی جہد سے نقل کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں شہادت امام حسین علیہ السلام میں سیانی لڑتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ حسین کی شہادت کے وقت آسمان کچی دن ہمزنگ خون رہا۔ اور نضرہ ازویہ سے منقول ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے آسمان سے خون برساکہ اور صبح کو تمام چیزیں خون سے بھری پائیں، اور اقرحبان سے مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسین تین دن تاریکی رہی اور جو شخص آپ کی زعفران منہ پر لگاتا تھا جل جاتا تھا اور جو پتھر بیت المقدس اٹھاتے تھے اس کے نیچے خون تازہ پاتے تھے۔

مناقب میں حرز خامس صحیح مسلم سے اس آیت کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ہ جب حسین شہید ہوئے آسمان روپا اور اُس کا رونا اس کا سرخ ہونا ہے۔ اور ثعلبی میں اپنی تفسیر میں اس آیت کی روایت کی ہے کہ شفق کی سرخی قبل قتل امام حسین علیہ السلام نہ تھی۔ ایضاً ثعلبی نے اس حدیث مرفوعہ ذکر کی ہے کہ آیام قتل حسین خون برسا۔

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے اعلیٰ میں عمار بن ابی عمارہ سے نقل کیا ہے کہ روز قتل

حسین خون تازہ آسمان سے برسا۔ ایضاً۔ اعلیٰ ابن بابویہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حسین کو صحرے کر بلا میں زخمی و مجروح کیا گیا اور وہ ستمگر سرکاٹے کے لئے حضرت کے قریب گئے، تو ایک منادی نے جناب احدیت کی طرف سے عرش پر سے اہل زمین کو ندا کی لئے امت سید کار اپنے پیغمبر کے بعد تم نے ان کے اہلیت پر ظلم و ستم کے حق تعالیٰ تم کو توفیق عید قربان و عید رمضان کی نہ دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ بخدا توفیق نہیں پاتے اور ہمیشہ توفیق نہ پائیں گے جب تک کہ قائم آل محمد ظاہر نہ ہو۔ کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ مولف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ ان کے توفیق نہ پانا، یا بسبب اشتباہ ہلال کے ہے کہ اکثر اوقات ان مہینوں میں چاند مشتبہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر علماء یہی معنی سمجھے ہیں یا اس راہ سے ہے کہ امام حق ظاہر نہیں اس لئے نماز عید کامل نہیں ہوتی یا اشتراط امام کے قول کی بنا پر منتقد نہیں ہوتی، یا یہ معنی کے جائیں کہ یہ حکم اہل خلافت کے واسطے مخصوص ہے کہ وہ توفیق عیدین نہ پائیں گے۔ مولف بکار علیہ الرحمہ نے آخری معنی کو اختیار کیا ہے۔

کتاب حدیث کو میں محمد بن اسماعیل رازی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اہل باطل کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ان کو توفیق روزہ کی نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا ان کے حق میں فرشتوں کی بد دعا قبول ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی وہ کس طرح میں آپ پر خدا ہوں۔ فرمایا کہ جب حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کیا تو ایک فرشتہ نے ندا کی کہ لے امت جفا کار قاتل عترت احمد حجتی رحمتی تعالیٰ تم کو روزہ اور فطرہ کی توفیق نہ دے۔ ایک اور حدیث میں بجائے صوم و فطر فطر واضحی مذکور ہے۔

ایضاً کتاب اعلیٰ ابن بابویہ میں فضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے ان حضرت نے اپنے جد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام ایک روز اپنے بھائی حسن علیہ السلام کے پاس گئے اور ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ امام حسن نے پوچھا یا ابا عبد اللہ کیوں کیوں روتے ہو؟ امام حسین نے کہا اُس ظلم کو یاد کر کے روتا ہوں جو آپ پر ہوگا۔ امام حسن نے کہا ظلم جو مجھ پر ہوگا وہ اسی قدر ہے کہ مجھ کو زہر دیں گے اور اسی سے میں وفات پاؤں گا لیکن کوئی مصیبت تمھاری شہادت کے برابر نہیں ہے۔ یا ابا عبد اللہ! تیس ہزار نامرد جو اپنے کو ہمارے جد کی امت جانتے ہوں گے اور وہ دین اسلام کے مدعی ہوں گے۔ تمھارا خون بہانے اور اہل حرم

کی بہتک حرمت کرنے اور ان کا مال و اسباب لوٹنے کے لئے کربتہ ہوں گے اُس وقت بنی امیہ لعنت ابدی میں گرفتار ہوں گے اور تمہارے لئے آسمان خون اور راکھ برسا کر دے گا اور تمام چیزیں حتیٰ کہ چرند جنگل میں، مچھلیاں دریا میں تم پر گریہ کریں گی۔

کتاب کاصل الزیارات میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جن ایام میں عثمان بن عفان نے ابوذر عقیلی علیہ الرحمہ کو مدینہ سے ربذہ بھیجا لوگوں نے ان بزرگوار کو تسلی دینے کے لئے کہا کہ لے ابوذر! تم کو بشارت ہو کیونکہ راہ خدا میں آپ پر جو مصیبت بھی نازل ہو تو تھوڑی ہے۔ یہ سنکر جناب ابوذر نے جواب دیا ہاں! یہ کچھ نہیں ہے لیکن تمہارا کیا حال ہو گا جب سین بن عسلی قتل کئے جائیں گے یا ذبح کئے جائیں گے۔ قسم خدا کی کوئی حادثہ بعد از شہادت سردار اوصیاء اس سے زیادہ عظیم نہ ہوگا اور حق تعالیٰ اپنے غضب کی شمشیر اس امت پر اس طرح کھینچے گا کہ پھر کبھی اسے نیام میں نہ کرے گا اور ایک عوض لینے والا اُس کی اولاد میں پیدا کرے گا وہ لوگوں سے بدلہ لے گا۔ پھر ابوذر نے فرمایا: ایہا الناس اگر تم کو اس انقلاب عظیم کی اطلاع ہو جو وقت شہادت حسین زمین و آسمان، دریاؤں اور پہاڑوں میں ظاہر ہوگا تو تم اتنا گریہ کرو کہ تمہاری جانیں نکل جائیں، جس آسمان سے روج مہر امام حسین گزرے گی ستر ہزار فرشتے دہشت سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور شدت خوف سے ان کے بدن قیامت تک کانپتے رہیں گے اور جواہر ہوا میں اڑتا ہے اور رعد و برق رکھتا ہے وہ حسین کے قاتل پر لعنت کرتا ہے اور ہر روز روج پاک حسین کی اپنے جد کے پاس جائے گی اور دونوں آپس میں ملاقات کریں گے۔

## بَاب

ملائکہ کا حسین علیہ السلام کی مدد کو آنا اور آپ کی شہادت پر گریہ زاری کرنا اور تمام انبیاء اور فاطمہ زہرا کا زور و ماتم

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار ہزار فرشتے امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوئے لیکن حضرت نے ان کو لڑنے کی اجازت نہ دی وہ واپس چلے گئے، پھر اُس وقت نازل ہوئے جب حضرت شہید ہو چکے تھے اس وقت سے تا قیامت وہ حسین پر زور و لیدہ موخاک بسر گریہ و بکا کرتے رہیں گے ان کا سردار ایک فرشتہ ہے جس کو منصور کہتے ہیں۔ ایضاً کتاب کامل الزیارات میں بسند دیگر اہل الخطاب سے اسی طرح روایت ہے۔

اصالی شیخ طوسی میں محمد بن حمران سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام پر وہ حادثہ عظیم واقع ہوا فرشتوں نے جناب باری میں تفریح و زاری کی کہ پروردگارا! ان اہل جفا نے تیرے برگزیدہ اور تیرے پیغمبر کے فرزند حسین پر ظلم و ستم کیا، اُس وقت جناب اہدیت نے نشان ظفر نشان حضرت صاحب الزماں کے فرشتوں کو دکھلائے اور فرمایا میں اس شخص کے ہاتھوں سے خون حسین کا انتقام لوں گا۔

کتاب علل الشرایع میں ثمانی سے روایت ہے اُس نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا بن رسول اللہ! آیا آپ امام سبقت نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کی پس امام دوازدم کو کس واسطے قائم کہتے ہیں اور کسی امام کو قائم نہیں کہتے ہیں۔ فرمایا جب میرے جد حسین شہید ہوئے فرشتوں نے جناب اہدیت میں رور و کر عرض کی کہ اے مہبود! تو ایسے شقی سے تغافل فرماتا ہے جس نے بہترین مخلوقات کو مارا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ساکن رہو، قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی میں ان سے انتقام لوں گا ہر چند بعد مدت عمل میں آئے گا، بعد ازاں جناب اہدیت نے نسل حسین سے نو اماموں کی صورتیں فرشتوں کو دکھلائیں اور تمام ملائکہ ان کے جمال باکمال کے مشاہدہ سے مسرور و مخلوط ہوئے۔ ان صورتوں میں سے ایک کو ملائکہ نے دیکھا کہ



حالت نماز میں قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو قائم ہے اس کے ہاتھوں سے میں حسین کے خون کا بدلہ لوں گا۔

کتاب کا اصل لزیارت میں روایت ہے کہ جو فرشتہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اُس نے حضرت کو شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی تھی وہ فرشتہ دریاؤں کا تھا اور یہ اس طرح سے ہوا تھا کہ ایک فرشتہ فرشتگانِ جنت سے اتر اپنے بازو کھول کر ایک نعرہ مارا کہ لے ساگنان دریا لباسِ غم پہنو! کیونکہ جگر گوشہ رسولِ ذبح کیا جائے گا۔ پھر وہ اس مقامِ مقدس کی خاک پاک اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ پس کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے اُس مٹی کو نہ سونگھا ہو اور ہر فرشتہ کے پاس اُس خاک کا نشان باقی رہا اور ہر ایک نے قاتلانِ امام پر اور ان کے تابعین پر لعنت کی۔

کتاب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ تم لوگ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو نہیں جاتے، چار ہزار فرشتے تاروز قیامت ان کی فریادِ مقدس کے قریب گریاں بھیجے ہیں۔

کتاب مذکور میں بسندِ دیگران حضرت سے اسی طرح روایت ہے۔ ایضاً کتاب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، فرمایا کہ چار ہزار فرشتے گردِ خاک آلود اور ژولیدہ موتا روز قیامت حسین کی مصیبت میں روتے رہیں گے۔

کتاب مذکور میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے خدا کی طرف سے مومل ہیں جو حضرت کے یوم شہادت سے جب تک خدا جا ہے حضرت پر درود و سلام بھیجتے رہیں گے اور خاک آلودہ اور ژولیدہ مومل رہیں گے۔ ایضاً کتاب حاکم میں ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتے غبار آلودہ اور ژولیدہ مومل امام حسین علیہ السلام کی قبر پر تاقیامت گریہ کرتے رہیں گے اور جو شخص حضرت کی زیارت کو آتا ہے اُس کا استقبال کرتے ہیں اور جو زائر بیمار ہو جاتا ہے اس کی عیادت کرتے ہیں اور جو زائر مر جاتا ہے اُس کے جنازہ کی شالیت کرتے ہیں اور اُس کے واسطے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ایضاً کتاب مذکور میں عبداللک بن مقرن نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے، آپ نے فرمایا جب تم زیارت امام حسین

لے اس مطلب کی بجز روایات وارد ہوئی ہیں جن کے اسناد مختلف مطلب واحد ہے لہذا ان کو بہت سے مکرر مطلب ترک کیا گیا۔ جزا شری

کو جاؤ تو لازم ہے اس وقت خاموش رہو اور سیکار کی باتیں نہ کرو کیونکہ حرم حسین میں فرشتہائے پاسبانِ شب و روزان فرشتوں کے پاس آتے ہیں جو قبر حسین علیہ السلام کے نگہبان ہیں اور ان کے مصافحہ کرتے ہیں مگر فرشتہائے پاسبانِ حرم بسبب شدتِ گریہ و لہکا ان کو جواب نہیں دیتے ہیں پس یہ منتظر رہتے ہیں تا اینکه زوالِ آفتاب ہوتا ہے یا صبح ہوجاتی ہے اُس وقت وہ بات کرتے ہیں اور آسمان کی خبریں پوچھتے ہیں لیکن ان درود فتوں کے درمیان کوئی بات نہیں کرتے اور ایک گھڑی بھی گریہ زاری سے نہیں رکھتے نہ آرام کرتے ہیں وہ تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور جو کچھ دعائیں پڑھتے ہو سنتے ہیں وہ میں نے عرض کیا کہ وہ فرشتوں سے کیا پوچھتے ہیں! اور کون سے فرشتے پوچھتے ہیں! آیا جو قبرِ مقدس پر مومل ہیں وہ پوچھتے ہیں! یا جو نگہبانِ روز و شب ہیں! حضرت نے فرمایا جو فرشتے مومل قبر شریف ہیں وہ نگہبانوں سے پوچھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے اور یہ ہمیشہ آسمان پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ اسمعیل فرشتے سے جو ہوا پر مومل ہے ملاقات کرتے ہیں اور بسا اوقات جہاں رسالت آتے و فاطمہ زہرا و حسین مجتبیٰ و حسین علیہم السلام سید الشہداء اور جو ان کے نجاس سے اس دار بقا میں تشریف فرما ہیں ان کی خدمت میں باریاب ہوتے ہیں۔ پس حضراتِ معصومین ان ملائکہ سے بہت ہی چیزیں پوچھتے ہیں اور جو لوگ حاکمِ حسینی میں حاضر ہیں ان کا استفسار حال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو اپنی دعا کی خوشخبری دو پس یہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کس طرح بشارت دیں وہ تو ہمارا کلام نہیں سنتے۔ پس حضراتِ معصومین فرماتے ہیں کہ تم ان کے واسطے برکتیں بدیہ کرو اور ان کے لئے دعائے گویا خوشخبری ہے اور جب یہ مراجعت کرنے لگیں اپنے بازوؤں سے ان کو احاطہ کر دو تاکہ یہ تمہاری آہٹ پائیں اور ہم اپنے محبوبوں کو اس کے سپرد کرتے ہیں جس کے پاس کوئی امانت ضائع نہیں ہوتی اور اگر لوگوں کو حسین کی زیارت کا ثواب معلوم ہو جائے تو اُس کے لئے آپس میں قتال کرنے لگیں اور اپنا مال اس راہ میں سچیں آگاہ ہو کہ جب حضرت فاطمہ زہرا ان کی طرف نگاہ کرتی ہیں اور ہزار سیر اور ہزار صدیق اور ہزار شہید اور ہزار فرشتے ان کے ہمراہ روتے ہیں، اور اس عزا داری میں ان کے شکر کی مددگار ہوتے ہیں اور وہ مخدومہ اس طرح فریاد و فغان کرتی ہیں کہ تمام فرشتے ان کے ساتھ روتے ہیں اور اور آپ ساکت نہیں ہوتیں تا اینکه پیغمبر خدا تشریف فرما ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں، لے بیٹی! تو نے تمام اہل آسمان کو اتنا رلایا کہ ملائکہ نے عبادت چھوڑ دی، پس کرتا کہ میثولی ذکر الہی ہوں اور حق تعالیٰ تیرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے اور وہ مخدومہ روضہ حسین میں تم لوگوں پر نظر رحمت کرتی ہیں اور دعائے خیر ان کے لئے کرتی ہیں پس آنحضرت کی زیارت میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے

کیونکہ اس کے حسنات و درجات بے شمار ہیں۔

ایضاً کتاب مذکور میں البوصیدہ ہزار سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہوں آپ حضرات کی بقا کا زمانہ اس دار فناء میں بہت کم ہوتا ہے اور واقعات آپ کی بہت قریب اور نزدیک ہوتی ہیں حالانکہ احتیاجِ خلافت آپ کی طرف بہت ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک کے واسطے ایک صحیفہ اور نامہ ہوتا ہے۔ اس میں بس چیز کی احتیاج امام کو امام الحیات ہوتی ہے کبھی ہوتی ہے اور جن چیزوں کا اس کو حکم ہوتا ہے جب وہ ختم ہو جاتی ہیں، امام ہوتا ہے کہ اس کی عمر تمام ہوتی پس جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب آتے ہیں اور خبر وفات اس کی ظاہر کرتے ہیں اور جو درجات و منازل اس کے لئے خدا کے نزدیک ہیں اس کو بتاتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جب اپنا صحیفہ پڑھا اس صحیفہ میں جو چیزیں کہ آنے والی تھیں اور جو امر کہ باقی رہنے والے تھے وہ سب مرقوم تھے، اور وہ امر جو باقی رہے تھے یہ تھے کہ فرشتوں نے جناب اہدیت سے حضرت کی مدد کی اجازت طلب کی چنانچہ یہ باری خدا اس وقت نیچے اترے اور اس وقت پہنچے جب آپ شہید ہو چکے تھے۔ پس فرشتوں نے دعا کی کہ خداوند! تو نے ہم کو اترنے کی اور مدد کرنے کی اجازت دی، جب ہم نیچے اترے تو نے حسین کو اپنے جوار رحمت میں ساکن کیا۔ پس حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ تم اس مرقوم کو کے مجاور ہو جب حسین کو دیکھو کہ قبر سے نکلے اس وقت ان کی مدد کرنا ان کی مصیبت اور اپنی کم فہمی پر گریاؤں و نالوں رہو اور تم ان کی عزاداری کے لئے مخصوص کئے گئے ہو قرینہ الی اللہ حسرت ناصحانی سے روتے ہیں اور جب حضرت رجعت کریں گے یہ انصار و مددگار ہوں گے کتاب کافی میں جویر سے صحیح اسطرح مروی ہے۔

ایضاً کتاب کامل الزیارات میں صفوان جمال سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے راہ مدینہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ! کیا سبب ہے کہ میں ہمیشہ آپ کو نمکین و ملول و شکستہ پاتا ہوں۔ فرمایا کہ جو کچھ میں سنتا ہوں اگر تو سنتا تو اس امر کے پوچھنے سے باز رہتا۔ میں نے عرض کیا آپ کیا چیز سنتے ہیں! آپ نے فرمایا میرے کان میں ان فرشتوں کے رونے کی آواز آتی ہے جو حسین کی فریاد کے گرد ہیں، وہ قاتلانِ حسین مظلوم پر لعنت کرتے ہیں، میں جنوں کے لوح سنتا ہوں۔ پس کون شخص ہوگا جو ان حالات کو دیکھے اور کھانا اور سونا اس کو گوارا ہو۔

کامل الزیارات میں اسحق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کی کہ میں شب عرفہ حاضر حسین علیہ السلام میں تھا اور نماز پڑھ رہا تھا میں نے اس جگہ سچا سچ ہزار کے قریب خوش رو نو جوان دیکھے سب نے رات کو نماز پڑھی صبح کو میں سجدہ میں تھا جب میں نے سر اٹھایا ان میں سے کسی کو نہ پایا حضرت نے فرمایا جب امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں گرفتار اشتیاق تھے اس وقت سچا سچ ہزار فرشتے حضرت پر گذر کر جانبِ آسمان گئے تھے پس حق تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا کہ تم میرے حبیب کے نواسہ پر بوقت شہادت گذرے اور تم نے اس کی مدد نہ کی اب زمین پر جاؤ اور اس کی قبر پر باروز قیامت ثر و لیدہ ملو اور بخبار آلودہ رہو۔

ایضاً کتاب مذکور میں ابان بن تغلبے مآثور ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا چار ہزار فرشتے امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے آسمان سے اترے مگر امام حسین نے ان کو نصرت کرنے کی اجازت نہ دی، وہ واپس چلے گئے جب دوبارہ نیچے اترے اس وقت حضرت شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ فرشتے بخبار آلودہ بال پریشاں گئے ہوئے نزدیک قبر امام مجتبیٰ ہیں تا قیامت حضرت پر روتے رہیں گے۔ ان کا سردار ایک فرشتہ ہے جس کا نام منصور ہے، جو زائر زیارت کے لئے جاتا ہے۔ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں جب زائر نخصت ہوتا ہے یہ اس کی مشاہدت کرتے ہیں، اگر بیمار ہوتا ہے اسکی عیادت کرتے ہیں اور اگر وفات پاتا ہے تو اس کے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور یہ سب منتظر ظہور امام صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ ہیں۔

کتاب مناقب و جامع توہدنی و کتاب سدی و فضائل سحانی میں ام سلمہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضرت کا سر مبارک گردو بخار میں آما ہوا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میں ابھی مقبل حسین میں حاضر تھا۔

ابن فورک نے فضول میں اور ابو یعلیٰ نے سند میں اور عامری نے ابانہ میں بسند ہائے کثیرہ روایت کی ہے کہ ایک روز حسین وقت وحی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ اس وقت حضرت پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ جب رسول نے پوچھا حضرت آپ سین کو دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے فرزندوں کو نہ چاہوں۔ جب رسول امین نے عرض کیا آپ کی امانت اس کو آپ کے بعد شہید کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر ایک سفید

خاک ہاتھ میں لی اور کہا یہ وہ خاک ہے جس پر آپ کا فرزند شہید ہوگا اور اس کا نام طف ہے یعنی کنار دریا۔

ایضاً کتاب سالم بن جعد میں اس طرح مذکور ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا اور منبانی نبلی میں یوں ہے کہ یہ فرشتہ مینہ کا تھا اور احمد بن منبیل نے سند میں اس سے اور غزالی نے کیمیائے سعادت میں اور ابن بطہ نے کتاب الابانہ میں پندرہ سند سے روایت کی ہے و نیز ابن حسین تیمی نے بھی روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں ایک روز میں سور ہاتھ ناگھاں ایک شور و فغاں اور غلغلہ اُم سلمہ کے گھر سے اٹھا آپ فرماتی تھیں اے ذقران عبد المطلب میری فریاد کو پہنچا اور میرے ساتھ گریہ و زاری کرو کہ تمہارا آقا جو سردار جوانان بہشت تھا قتل ہو گیا کسی نے پوچھا آپ کو کہاں سے معلوم ہوا۔ جناب اُم سلمہ نے فرمایا، میں نے ابھی ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائو بے پریشان و حال تباہ خواب میں دیکھا ہے، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میرا فرزند حسین صبح اپنے اہلیت کے اس وقت شہید ہو لے، اور میں ان سب کو دفن کر کے آراہوں پس میری آنکھ کھل گئی جب میں نے تربیت حسین کو دیکھا تو وہ خون ہو گئی ہے یہ خاک جبرئیل امین کر بلا سے لائے تھے اور جناب رسالت باب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی اور کہا تھا کہ جب یہ خون ہو جائے جائے کہ آپ کا فرزند شہید ہوا، اور آنحضرت صلعم نے اس خاک کو میرے پاس رکھوایا تھا کہ اس کو شیشہ میں رکھ چھوڑو جب یہ خاک خون ہو جائے تو جاننا کہ حسین شہید ہوئے پس میں نے اس وقت اس شیشہ کو دیکھا اس میں خون تازہ جوش لدا رہا ہے۔

کتاب اصالی مشاپوری میں مذکور ہے کہ زرہ ایک زن نوحہ گر تھی اُس نے حضرت سیدہ کو خواب میں دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر کھڑی روتی ہیں، پھر آپ نے مجھ کو یہ اشعار پڑھنے کا حکم فرمایا۔

أَيْهَا الْعَيْنَانِ فَيْضًا      وَاسْتَيْهَلَا لَأَ تَعْيِظَا  
وَأَبْكِيَا بِاللَّطْفِ مَيْتًا      تَرِكَ الصَّدْمُ مَا ضَبِيضَا  
لَمْ أَمْرِضْهُ فَتَيْبَلَا      لَا وَلَا كَانَ مَرِيضًا

(ترجمہ) اے میری دونوں آنکھو! سبیل اشک بہاؤ اور اس میں کمی نہ کرو، کر بلا کے اس شہید پر رو دو جس کے سینہ کو گھوڑوں کی باپوں سے کچلا گیا میں (عالم ظاہر میں) اس کے پاس نہ تھی جو آتش کی تیار داری کرتی، و صلوٰۃ علیہا لیا مرضی نہ تھا۔

کتاب کافی میں کوام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (واقعہ کر بلا سے متاثر ہو کر) قسم کھائی اور اُٹھے پھر اُس کے درمیان عہد کیا کہ تاقیام قائم آل محمد ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی دن کو کھانا نہ کھاؤں گا۔ پس خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک شخص نے آپ کے شیعوں سے عہد کیا ہے دن کو کھانا نہ کھائے جب تک کہ قیام امام صاحب العصر نہ ہو۔ فرمایا اے کوام روزہ رکھو لیکن عیدین و ایام تشریق اور سفر اور مرض میں انظار کرو، جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے آسمان وزمین اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے سب نے جناب کبریائی میں نالہ و استغاثہ کیا اور کہا کہ خداوند! ہم کو حکم دے کہ خلق کو ہلاک کر دیں کیونکہ انھوں نے تیری حرمت کو ہتک کیا اور تیرے اولیا کو قتل کیا۔ پر دروگر عالم نے وحی کی لے فرشتو اور اے طبقہ ہائے آسمان ٹھہرو اور ساکن رہو۔ بعد ازاں ایک جناب کو ان کے اوپر کھولا، انھوں نے پس پردہ محمد مصطفیٰ اور بارہ وحی ان کے مشاہد کے پس حق تعالیٰ نے قائم آل محمد کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا کہ اے آسمان وزمین اور لے فرشتو! اس شخص کے ہاتھ سے میں حسین کی نصرت کروں گا۔

کتاب معراج میں عیش نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ان حضرت نے اپنے والد بزرگوار سے انھوں نے اپنے جدا مجد سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شب مجھ کو آسمان پر لے گئے جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے صورت علی ابن ابی طالب کو مشاہدہ کیا۔ میں نے جبرئیل امین سے پوچھا یہ کیسی صورت ہے۔ جبرئیل نے کہا فرشتے زیارت علی کے مشتاق ہوئے تھے، انھوں نے درگاہ علی اعلیٰ میں عرض کی کہ بار اہلبا! بی آدم علی کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں ہمیں بھی امام ہمام کی زیارت سے شاد کام رکھ۔ جناب احدیت نے ان کی آرزو کے مطابق اپنے نور سے صورت علی علیہ السلام پیدا کی، پس روز و شب گویا علی ان کے روبرو ہیں اور فرشتے صبح شام ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ عیش کہتا ہے کہ جب ابن مجسم طعون نے حضرت کے سر آدنس پر ضربت لگائی ویسی ہی ضربت صورت آسانی میں بھی ظاہر ہوئی، پس فرشتگان سلوات شام و سحر اس صورت نور پر نظر کر کے قاتل سنگم پر لعنت کرتے ہیں اور جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے فرشتوں نے نالہ و فغاں کیا اور آپ کی صورت مشائی کو پانچویں آسمان پر لے گئے اور اُس کو حضرت علی علیہ السلام کی شبیہ کے سامنے لا کر رکھا جس وقت کہ فرشتے اوپر سے نیچے آتے ہیں اور آسمان پنجم پر زیارت علی و حسین علیہما السلام کے لئے اترتے

آسمان پر حضرت علی اور امام حسین کی تصاویر

ہیں۔ یزید بن زیاد اور قاتلان حضرت پر تادم قیامت لعنت کرتے رہیں گے۔  
داوی کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حدیث اسرار کنونہ  
اور علوم مخزونہ سے ہے، جو شخص اس کے سننے کا اہل نہ ہو اس سے چھپانا چاہیے۔

## باب

### جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے خواب کے بیان میں

صحابہ شیخ مفید اور امالی شیخ طوسی میں غیبات بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہ روتی اور فریاد کرتی اٹھیں جب ان سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرا  
فرزند حسین آج قتل ہو گیا جسے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی میں نے آپ کو  
خواب میں بھی نہ دیکھا تھا مگر آج شب کو غمگین و ملول دیکھا۔ میں نے خواب میں عرض کیا یا رسول اللہ!  
آپ کا کیا حال ہے، فرمایا آج کی رات کو قتل حسین اؤس کے اصحاب کی قبریں تیار کرتا رہا ہوں۔

کتاب امالی شیخ ابن بابویہ میں وہب بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کی  
ہے۔ کتاب امالی میں شیخ طوسی علیہ السلام میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز گھر میں سو رہا تھا  
ناگاہ جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے صدائے فریاد بلند ہوئی یہ سن کر میں باہر نکلا اور امام المؤمنین کے گھر آیا۔  
میں نے دیکھا کہ مدینہ کے دو وزن دہاں جمع ہیں میں نے نزدیک جا کر پوچھا اے امام المؤمنین! آپ کس سے فریاد و فغان کر رہی ہیں؟  
مگر آپ ہلکے جواب دیا اور زمانہ ہی ہٹم کی طرف منہ کر کے فرمایا! اے دختر بن عبدالمطلب میری مدد کر اور میرے رونے میں ہمدردی  
و قسم خدگی تمہارا سر نہاں نہ ہو جان بہشت اور اے رسولی اور گل گل غریبین شہید ہو میں نے کہا اے امام المؤمنین! یہ خبر کو  
کیسے معلوم ہوئی؟ فرمایا اس وقت پیغمبر خدا کو میں نے خواب میں دیکھا بالی پریشان کئے با حال تہاہ  
قشرت لائے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا، فرمایا کہ آج میرا فرزند حسین اور اس کے اصحاب علیہ السلام  
شہید ہو گئے اور میں ان کے دفن میں مصروف تھا اس وقت فارغ ہوا ہوں۔ جب خواب سے  
میں بیدار ہوئی گھرائی ہوئی سمر اسیمہ جانب حجرہ دوڑی، مجھ کو کوئی ہوش نہ تھا، میں اس خاک کی  
طرف دوڑی جو قبر میں کربلا سے لائے تھے، اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی اور کہا  
تھا کہ جب یہ لوہو جو جائے تو سمجھنا کہ تمہارا فرزند حسین شہید ہو گیا۔ یہ خاک حضرت نے مجھے دی تھی،  
اس وقت میں نے دیکھا شیشہ میں خون تازہ جوش مار رہا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ام سلمہ نے  
اس کو شیشے سے لے کر اپنے چہرہ پر ملا اور نوحہ و ماتم برپا کیا۔ آخر خیر پہنچی کہ امام حسین علیہ السلام  
اسی دن شہید ہوئے، اور عمر بن ثابت نے کہا ہے کہ ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی دولت سزا میں  
حاضر تھا اور اس حدیث کو بروایت سعید بن جبیر میں نے ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھ

سے عسرو بن ابی سلمہ نے بھی اپنی ماں اُم سلمہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور پہلی روایت میں مذکور ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا دوسری رات کو میں نے بھی جناب رسالت پناہ کو زولیدہؓ اور غبار اُود دیکھا میں نے جب پوچھا، فرمایا تو نہیں جانتا کہ میں حسینؑ اور اس کے اصحاب کو دفن کر کے آیا ہوں۔

مسدیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جبریلؑ ابن خدمت سید المرسلینؑ میں خاک شہید حسینؑ لائے تھے بعد اُمام نے فرمایا کہ وہ خاک پاک اب ہمارے پاس ہے۔

بعض کتب مناقب میں عمارؓ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے بوقت دوپہر جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں با موہائے زولیدہ اور صورت غبار اُود دیکھا آپ اپنے ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے ملوئے ہیں، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ خون کیسا ہے؟ فرمایا: یہ خون حسینؑ ہے آج تمام روز اس کو میں نے سچ کیا پس ابن عباسؓ نے اس تاریخ کو ضبط کیا بعد معلوم ہوا کہ شہادت امام علیہ السلام اسی روز واقع ہوئی تھی۔

سنبلہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں جناب اُم سلمہؓ کے پاس گئی میں نے دیکھا کہ آپ رورہی ہیں، میں نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا: میں نے پیغمبر خداؐ کو خواب میں اس صورت سے دیکھا کہ میرا مبارک اور خاص شریف گرو غبار سے اٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا ابھی میں قتل گاؤ حسینؑ میں تھا، اور وہیں سے آتا ہوں۔

ہذا شی نے کہا پیغمبر خداؐ نے اُم سلمہؓ کو ایک حسن میں کہلائی خاک تھی، اور فرمایا جب یہ خاک خون تازہ ہو جائے اس وقت حسینؑ شہید ہوگا۔ سنی کہتی ہے کہ ایک روز خانہ اُم سلمہؓ سے زور و نالہ بلند ہوا پس سب سے پہلے وہاں گئی اور اجرا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ تیرا مبارک گرو غبار اُود ہے۔ میں نے کہا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا، لوگوں نے میرے فرزند دل بند پر چڑھائی کی اور اسے شہید کر ڈالا، میں اس کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھا۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ سنکر میرے بدن کے رونگھے کھڑے ہوئے۔ میں ڈوڑھی اور شیشی دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ خون تازہ اس میں جوش مارتا تھا۔ سنی کہتی ہے میں نے دیکھا اُم سلمہؓ اس شیشی کو آگے رکھے ہوئے تھیں۔ کتاب طویلین میں کتاب حج میں اصحیحین سے نقل ہے کہ لوگوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں روتے دیکھا، پوچھا کیا حال ہے رسول اللہ! فرمایا حسینؑ میرا فرزند دل بند ابھی شہید ہوا ہے۔

## باب ۷

### امام حسین علیہ السلام کی شہادت چونکہ لوحہ و ماتم

بعض معتبر کتابوں میں ہند بنت نبون سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج اصحاب اُم معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، اس کی ایک لائے گوسفند نے حضرت کے دوہنے کی برکت سے بہت دودھ دیا چنانچہ یہ واقعہ لوگوں میں مشہور و معروف ہے اس کے بعد حضرت نے حج اصحاب کے وہاں آرام کیا اس روز گرمی بشارت تھی جب تازت آفتاب کم ہوئی حضرت فرشتہ نواب اٹھے اور پانی منگوایا ہاتھ دھو کر کھلی کی، کنار خیمہ ایک عوسج کا درخت خلد درختا آئے تین مرتبہ اپنے ذہن مبارک سے اس کے نیچے کھلی کی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے، حضرت نے فرمایا اس درخت بہت سے امور عجیب ظاہر ہوں گے پس اصحاب نے سچے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ ہند کہتی ہے میں اور میرے خاندان کی دوسری لڑکیاں اس وقت تک نماز کی کیفیت سے ناواقف نہ تھیں اس لئے اس کو دیکھ کر ہم تعجب ہوئے جب صبح کو ہم اٹھے اس جگہ نظر کی تو دیکھا کہ وہ ایک نہایت بلند درخت ہو گیا اور اس کے کانٹے بھی گر گئے اور شاخیں نکل آئیں اور سبز و شاداب ہو گئیں، بعد پھل لایا، ہر پھل قدیم بڑے کمات جتنا، رنگ میں درس جیسا تھا جس کی خوشبو عنبر جیسی تھی اور مزہ شہد جیسا تھا۔ جو سبھو کا پیاسا اس کو کھانا سیر و سیراب ہو جاتا تھا اور جو سیراب کھاتا تھا شفا پاتا تھا اور جو محتاج و صاحب مطلب کھاتا تھا تو نگر ہو جاتا تھا اور مطلب اس کے برائے تھے اور جس اونٹ اونٹنی یا بکری کو کھلاتے تھے فریب و تیار و شیر دار ہو جاتی تھی اور جس رزق و تاریخ سے کہ حضرت وہاں تشریف فرما ہوئے تھے ہم اپنے مال و اموال میں برکت اور زیادتی پاتے تھے جب ہمارے شہر میں ارزانی و آبدادی اور سبز بہت زیادہ ہوا ہم نے اس درخت کا نام "ہبارک" رکھا۔ در و نزدیک سے برابر لوگ ہمارے پاس آتے تھے اور اس درخت کے سایہ میں اترتے تھے اور اس کی پتیاں سفر کے لیے لے جاتے تھے اور جنگلوں میں جہاں ان کو کھانا پانی نہ ملتا تھا اس کو بجائے آب و طعام صرف کرتے تھے، کئی برس اسی طرح گزرے ناگاہ ایک روز ہم نے دیکھا کہ اس کے میوے گر گئے، پتے بھی جھڑ گئے۔ یہ حال دیکھ کر ہم سخت غمگین ہوئے، کئی روز کے بعد ہم کو خبر وحشت اثر و فات سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچی معلوم ہوا کہ جس دن درخت متحیر ہوا تھا اسی روز یہ واقعہ عظیمی اور مصیبت کبریٰ واقع ہوئی

تھی، بعد اُس درخت نے پھر میوہ دیا جو پہلے میووں کی طرح بڑا اور خوش مزاج تھا، وہ درخت اس کے بعد تیس برس تک ایک حال پر رہا، ناگاہ ایک روز صبح کو ہم نے دیکھا کہ اس درخت میں تمام کانٹے پیدا ہو گئے اور اُس کے پتے گر گئے اور ڈالیوں میں تر و تازگی باقی نہیں رہی اور میوے بھی سب گر گئے ہیں، تھوڑی مدت کے بعد خبر وفات جناب امیر المؤمنین علیہ السلام آئی۔ پھر اس میں میوے نہ لگا۔ لیکن ہم اور دیگر قبیلہ ہائے عرب ہمیشہ اس کے پتے توڑ کر بیماروں کو دوا میں دیتے تھے اور اُن سے علاج کرتے تھے۔ ایک عرصہ اس حال پر گذرا پھر ایک صبح کو ہم اٹھے اور دیکھا کہ اس درخت سے خون تازہ نکل کر زمین پر رہا ہے۔ اُس کے پتے بھی کھلا گئے اور ہر پتے سے خون تازہ کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ ہم نے کہا یقیناً کوئی بڑا واقعہ واقع ہوا ہے۔ تمام شب ہم سب غلین و ہراساں رہے اور کئی اہم خبر کے منتظر تھے۔ جب رات کی تاریکی چھائی تو اس درخت کے نیچے سے نالہ و شیون کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عورت یہ کہہ کر رو رہی ہے یا بِنَ النَّبِيِّ وَيَا بِنْتَ الْوَصِيِّ وَيَا مِينِ بَقِيَّةِ سَادَاتِنَا الْأَكْرَمِينَ۔ اے فرزند نبیؐ و وصیؑ اے یادگار ساداتِ کرام۔ اور اسی قسم کی آوازیں اور صدا میں بلند تھیں جو ہماری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد خبر ہوشدار با واقعہ کو بلا ہم کو پہنچی، پھر وہ درخت بالکل خشک ہو گیا اور شاخیں اُس کی ہوا اور بارش کی وجہ سے ٹوٹ گئیں اور اس کا مطلق نشان باقی نہ رہا۔

عبداللہ بن محمد انصاری کہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں مجھ سے دعبل خزاعی سے ملاقات ہوئی اُن سے جب یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے بھی اس کی صحت بیان کی اور کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے، انھوں نے اپنی ماں سیدہ دختر مالک خزاعی سے روایت کی ہے کہ عہد جناب امیر علیہ السلام میں میں نے اس درخت کو دیکھا تھا اور اُس کا میوہ کھایا تھا اور اُس شب جنات کا نور نہ سنا تھا، ان کو زمان جن کا یہ شعر بھی یاد تھا۔

يَا بِنْتَ الشَّهِيدِ وَيَا شَهِيدَا أَعْمَهُ  
خَيْرًا الْعُمُومَةَ جَعْفَرُ الطَّيِّمِ  
عَجَبٌ بِمَا قَوْلُ أَصَابِكَ حَدُّهُ  
فِي الْوَجْهِ مِنْكَ وَقَدْ عَكَتْ عِبَارًا

اے فرزند شہید! اے وہ شہید جن کے چچا بہترین امام حضرت جعفر طیار تھے۔ تعجب ہے اُس شہید تیراں پر جس نے تیرے چہرے کو زخمی کیا اور اب وہ چہرہ عبا آلود ہے۔ اس کے بعد عقل کہتے ہیں کہ اس شعر کو میں نے اپنے اشعار میں لکھیں بھی کیلئے اور وہ یہ ہے۔

ذُرَّخَبْرٍ قَبْرٍ بِالْعِدْرِاقِ يُزَارِي  
وَأَعْصَى الْحِمَارِ فَمَنْ نَهَاكَ جِمَارًا

لَمَّا آذَمَكَ يَا حُسَيْنُ لَكَ الْعِدَاءُ  
قَوْمِي وَمَنْ عَطَفَتْ عَلَيْهُ يَدَا  
وَلَكَّ الْمَوَدَّةَ فِي قُلُوبِ ذَوِي النَّهْيِ  
وَعَلَى عَدُوِّكَ مَعْتَةٌ وَدِي مَاءُ  
يَا بِنْتَ الشَّهِيدِ وَيَا شَهِيدَا أَعْمَهُ  
خَيْرًا الْعُمُومَةَ جَعْفَرُ الطَّيِّمِ

یعنی عراق میں جو بہترین قبر ہے اُس کی زیارت کرو اور اُس کا تیرے منج کرنے والے گدھے کی مخالفت کرو۔ اے حسین! میری ساری قوم آپ پر فدا ہو جس پر آپ کی نظر توجہ ہو وہ لائق زیارت ہے (آپ کی شان تو بلند ہے) صاحبانِ خرد و ہوش کے دل میں آپ کی محبت ہے اور آپ کے دشمن کے لئے ذلت و خواری ہے۔ اے شہید کے فرزند شہید کہ بلا آپ کے چچا خیر الامام ہیں۔

ابن نمانے مشیر الاحزان میں لکھا ہے کہ جن اُس امام جن فلبشر پر نوحہ کرتے تھے اور بہت سے اصحاب رسالت کتب مثلاً مسور بن مخزومہ وغیرہ اُن کی فریاد و بکانتے تھے۔ صاحبِ خزیرہ نے حکمران سے لعل کی ہے کہ لوگوں نے شبِ شہادت امام حسین علیہ السلام کسی کی آواز سنی لیکن کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ اُس نے یہ اشعار پڑھے۔ اے ایھا القاتلون جہلاً حسیناً! (یہ اشعار سابقہ گزر چکے ہیں) یعنی اے قاتلانِ حسین! ازراہِ جہل و گمراہی تم کو بشارت ہو کہ بروز قیامت عذابِ الہی میں گرفتار ہو گے۔ تسامی اہل آسمان! (مگر وہ بیخبران و فرشتگان ان شہدا کے حال پر گریہ کرتے ہیں اور تم بنابرانِ سلیمان و موسیٰ و عیسیٰ ملعون ہوئے۔

مروی ہے کہ ایک ہفت کی آواز شب کو سنی گئی جو یہ شعر پڑھتا تھا۔

إِنَّ الرِّمَاحَ الْأَوْرَادَ صُدَّتْ نَحْوَهَا  
تَحَوُّ الْحُسَيْنِ لِقَاءِ تِلْ التَّنْزِيلِ  
وَيَهْلِكُونَ بِأَنْ قَتَلْتَ وَإِنَّمَا  
فَكَتَمْنَا قَتْلُوا أَبَاكَ مُحَمَّدًا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَوْجَبُ رِيلا

یعنی جو نیزے کو اسے ہیں حقیقت میں وہ قرآن کو مارے ہیں اور یہ کفار حسین کو قتل کر کے خوشی میں تکیہ تہلیل کی آوازیں بلند کرتے ہیں حالانکہ ان کو نہیں معلوم کہ انھوں نے تکبیر و تہلیل کو قتل کیا اور گویا کہ سید المرسلین اور جبرئیل امین کو شہید کیا۔

ابن جوزی نے کتاب النور فی فضائل الایام والشہور میں لکھا ہے کہ جن حضرت پر رشتے تھے اور خساروں پر طمانے مارتے تھے اور انھوں نے فرزند رسول کے غم میں سیاہ لباس پہنا تھا۔

کتاب الابانہ ابن بطہ میں مذکور ہے کہ نوحہ جنات سے یہ سنا گیا ہے

أَيَا عَيْنٍ جُودِي وَلَا تَجْمِدِي  
وَجُودِي عَلَى الْهَالِكِ الشَّهِيدِ

فَمَا لَطَفَتْ أَمْسِيًا صَبْرِيًّا فَقَدْ  
سُرِّدْنَا الْعَدَاةَ بِأَمْسِيَّةِ بَدِي  
اے آنکھ آنسو بہا اُس سردی کی مصیبت پر جو صحرے کے بلا میں سجاک و خون غلطان ہوا اور ہم پر ایک  
مصیبتِ عظیم اس شہادت سے نازل ہوئی اور نوحہ جنات سے زنان جن غم و الم سے روتی ہیں اور  
گر یہ وزاری میں زنان بنی ہاشم کی یاری و مددگاری کرتی ہیں اور امام حسین علیہ السلام پر نوحہ کرتی ہیں  
اور اپنے رخساروں پر پٹاپٹے مارتی ہیں اور سیاہ کپڑے پہنتی ہیں ۔ ۵

اُن کے نوحوں میں سے ایک یہ ہے :-

أَحْبَبَتِ الْأَرْضُ مِنْ قَتْلِ الْحُسَيْنِ  
كَمَا أَحَبَّ عِنْدَ سَقُوطِ الْجُوْنَةِ الْعَلَقِ  
يَا ذِي الْقَبْلِ يَا ذِي الْقَبْلِ يَا ذِي الْقَبْلِ  
فِي سَعِيرِ النَّارِ يَحْتَرِقُ  
یعنی حسین کے قتل سے زمین یوں سُرخ ہو گئی جس طرح غروبِ آفتاب کے وقت شفق سُرخ ہو جاتی ہے۔  
لغت ہے اُن کے قاتل پر وہ آتشِ جہنم میں جل رہا ہے۔ نیز جنوں کے نوحوں میں سے ایک یہ بھی ہے ۔ ۵  
ابن ابی فاطمہ الذی من قتله شباب الشعر  
ولقتله ذلزلت مولد لقتله خسف القبر  
میں بسیر فاطمہ پر روتی ہوں جن کے قتل کے عمر نے سکے بال سفید کر دیے اور ان کے قتل سے زمین  
میں زلزلہ آ گیا اور جانہ کو گھن لگ گیا اور جن حضرت کی نصرت کے لئے آئے تھے اُن کا یہ نوحہ تھا ۔ ۵  
وَاللّٰهُ مَا حَبَّبْتُمْ حَتَّى بَقَرْتُمْ بِهِ  
بِالطَّفِ مَنَعُوا الْخَدَّيْنِ مَنَحُورًا  
خدا کی قسم میں نے کر بلا کے میدان میں حسین مظلوم کو مذبح اور خاکِ خون میں تھرا ہوا دیکھا ہے ۔  
طبری نے لکھا ہے کہ جب اہل کین قتل سردردیں والہ بیت طاہرین اور اصحابِ اکرمین سے فارغ  
ہو کر متوجہ شام ہوئے پہلی منزل میں جو اترے تو اُن کو فرشتوں کی یہ آواز سنائی دی ۔ ۵  
أَيُّهَا الْفَقَاتِلُونَ جَهْلًا حَسِيًّا ۱۰

یعنی اے قاتلانِ حسین از روئے نادانی بشارت ہو کہ تم کو عذابِ آخرت کی تمام اہلِ آسمان انبیاء اور  
فرشتے تم کو نافرین کرتے ہیں اور تم بزبانِ ابن داؤد و موسیٰ و صاحبِ انجیل ملعون ہو۔

کتاب کامل الزیارات میں عبداللہ بن حسان کنانی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ جن نوحہ امام  
حسین علیہ السلام میں یہ شعر پڑھتے تھے ۔ ۵

مَاذَا أَفْعَلْتُمْ إِذْ قَاتَلْتُمُنِي لَكُمْ  
مَاذَا أَفْعَلْتُمْ وَإِنَّكُمْ إِخْرًا لَأَمَمٌ  
بَاهِلٍ بَيْتِي وَإِخْوَانِي وَتَكْرَمِي  
مَنْ بَيْنَ أُمَّرِي وَتَكْرَمِي فَمِنْ جَوَابِهِمْ  
یعنی کیا کہو گے پیغمبرِ خدا کے جواب میں جب وہ حضرت فرمائیں گے کہ لے آخرا تم نے میرے اہلیت و

برادرانِ ناموس کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کس تصور میں ان کو خاک و خون میں غلطان کیا اور یہ قید کیا۔

کتاب مذکور میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہے کہ جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام تھے  
عراق ہوئے ایک رات حضرت کے اصحاب نے کسی نادیدہ شخص کو یہ رجز یہ اشعار پڑھے سننا ۔ ۵  
يَا نَاقَتِي لَا تَذْعُرِي مِنِّي رَجْرِي  
وَتَشِيرِي قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ  
بَخِيْرُ كِبَانٍ وَخَيْرٌ سَعْدٍ  
حَتَّى تَحْلِيَ بِكَرِيمِ الْبَخْرِ  
يَمَاجِدِ الْجَدِّ وَحَبِيبِ الْقَدْرِ  
أَبَاتُ اللَّهِ لِخَيْرِ أُمَّهَاتِهَا  
تَعْرِ بَقَاةَ بَقَاةِ الدَّهْرِ

یعنی لے میرے ناقہ زجر و نہی سے خوف نہ کر اور قبلِ طلوعِ فجر پہنچا دے ہم کو بہترین شہسوارانِ مسافرانِ کعبہ  
پاس جو کریم و عالی نسب اور جواد و بزرگ سے خدا اُس کو بہترین امور کے لئے موفق کر دے اور ہمیشہ باقی  
رکھے۔ پس حضرت سید الشہداء علیہ آلاف التحية والثناء نے اس کچھ ولے کے جواب میں یہ شعر فرمائے ۔ ۵

مَا مَضَى وَمَا بَلَوْتُ فَأَلْعَلِّي الْفَتَى  
إِذَا مَا لَوِي حَقًّا وَجَاهِدًا مُسْلِمًا  
وَأَمْسَى الرَّجَالُ الْقَالِحِينَ بِنَفْسِهِ  
وَذَارِقٌ مُتَبَوِّرًا وَأَخَالَفَتْ حَجْرًا مَا  
فَإِنْ عَشِثْتُ لَمْ أَدْرَمُ وَإِنْ مِيتَ لَمْ أَلَمُ  
كَلْفِي بِكَ مَوْتًا أَنْ تُذَلَّ وَتَعْسَرًا مَا  
(ترجمہ گزر چکا ہے)

کتاب مذکور میں عمرو بن عکرمہ سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں بعد شبِ شہادتِ امام حسین  
علیہ السلام جب صبح ہوئی تو ہمارے ایک غلام نے منادی کی یہ صدا سنی کہ لے قاتلانِ حسین تم کو عذابِ الہی  
کی بشارت ہو تمام اہلِ آسمان و پیغمبران و فرشتگان تم پر نافرین کرتے ہیں اور تم بزبانِ سلیمان و عیسیٰ  
روح اللہ ملعون ہوئے۔

کتاب مذکور میں داؤد رقی سے منقول ہے، اُس نے اپنی جدہ سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسین علیہ  
السلام شہید ہوئے تو جنات نے یہ شعر حضرت کے نوے میں پڑھے ۔ ۵

يَا عَيْنُ جُودِي يَا لِعَيْبُرٍ  
وَأَبْكُو، فَقَدْ حَقَّ الْخَبِيرُ  
إِنِّي ابْنُ فَاطِمَةَ الَّذِي  
وَرَدَ الْعُرَاتِ قَمَا صَدْرًا  
أَلْحِقْ تَبِي شَجْوَهَا  
لَمَّا آتَى مِنْهُ الْخَبِيرُ  
قَتِلَ الْحُسَيْنُ وَرَهْطُهُ  
لَعَسَا لِيذَلِكَ مِنْ خَبْرٍ  
فَلَا بُكْيَتِكَ حُرْقَةُ  
عِنْدَ الْعِشَاءِ وَالسَّحَرِ

وَلَا بُكَيْتَكَ مَا جَرَى عَرَقٌ وَمَا حَمَلَ الشَّجَرَ

یعنی لے آئے! آنسو بہا کیونکہ خبر شہادت برحق ہوئی۔ پس فاطمہؑ پر روزِ وفات کے کنارہ ایسا اترا کہ پھر وہاں سے نہ نکلا۔ جب سے یہ خبر پہنچی ہے جن آنسو برگریز کر رہے ہیں۔ ہائے کیسی خبر ہے کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب مارے گئے۔ اے حسینؑ میں آپ پر صبح و شام روؤں گا اور اس وقت تک دوں گا جب تک کہ رگوں میں خون کی روانی اور درختوں میں برگ و بار باقی ہیں۔

کتاب امالی ابن بابویہ میں حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے اس نے کہا ایک روز اُم سلمہؓ زویہؓ پیغمبرؐ خدا نے کہا جب سے پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ میں نے جنات کی آواز نہ سنی تھی آج کی شب زویہ جنات میں نے سنا یقین ہے مجھ کو میرا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ ایک جنتیہ کو میں نے سنا وہ یہ بین کرتی تھی :

أَلَا يَا عَيْنُ أَنْهَمِي بِجَهْدٍ فَمَنْ يَسْكِي عَنِّي الشَّهَادَةَ الْعَدِي

عَلَى سَرَهْطٍ تَقْوُدُهُمُ الْمَنَائِي إِلَى مَجْدِي مَلَكِ عَبْد

یعنی لے آئے! خوب گریہ کر کیونکہ میرے علاوہ اس وقت اور کون ہے جو ان شہیدوں پر گریہ کرے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو موت لے جا رہی ہے ایک ظالم کے پاس، غلام کی سلطنت میں۔

کتاب کامل الزیارات میں ابن ابی الخطاب سے اسی طرح روایت ہے۔ کتاب مناقب میں امالی نیشاپوری اور طوسی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ ایضاً مناقب قدیم میں عمرو بن ثابت سے بھی اسی طرح نقل ہے۔

کتاب مجالس شیخ مفید اور امالی شیخ ابو جعفر طوسیؒ میں ایک مرتبہ سے روایت ہے جو ایک ہندی پر سکونت رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں شہادت حسینؑ علیہ السلام سے آگاہ نہ تھا۔ گیارہ محرم کی رات کو اپنے ایک دوست کے ہمراہ ایک ٹیڈہ پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک ہائف کی آواز سنی جو یہ شعر پڑھ رہا تھا :

وَاللَّهُ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَقْرُبَهُ بِه

وَحَوْلَهُ قَبِيَّةٌ تَدْعِي نَحْوَهُمْ

وَلَقَدْ حَشِنْتُ قَلْبِي كَيْ أَصَادُهُمْ

فَعَاقَنِي قَدْرُ اللَّهِ بِأَلْعَهُ

كَانَ الْحُسَيْنِ صِبَاةً مِرَا جَائِلَتْصَابُهُ

بِالطَّفِّ مُنْعَفِرِ الْخُدَّيْنِ مَحْمُورًا  
مِثْلَ الْمَصَابِيحِ يَمْلُؤُونَ الدُّجَى نُورًا  
مَنْ قَبْلَ أَنْ تَمْلَأَ فِي الْعُرْدَةِ الْهَوْرًا  
وَكَانَ أَمْرًا قَصَاةً اللَّهُ مَقْدُورًا  
اللَّهُ يَكْفُرُ آفِي لَمْ أَقْلُ رُومًا

صَلَّى إِلَا لِدَعْلَى جَسْمٍ تَضَمَّنَهُ

فَقَبْرُ الْحُسَيْنِ حَلِيفِ الْخَيْرِ مَقْبُورًا

یعنی قسم بخدا جب میں تمہارے پاس آیا ہوں تو میں نے حسینؑ کو صحنے کے برابر میں سجاک دونوں غلطیہ دیکھا ہے اور حضرت کے گرد بہت سے جوان ہم نے دیکھے جن کی گردنوں سے خون جاری تھا اور ہر شخص سے چراغ کی طرح نورِ سلطنت تھا جو چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہم نے اپنے ناقوں کو دوڑایا کہ شاید ان تک پہنچیں اور ان کو قیل اس کے کہ وہ حوران بہشت کو اپنی آغوش میں لیں ہم پالیں۔ مگر تقدیر نے نہ چاہا اور تقدیر الہیٰ شہدتی ہے اور خدا جانتا ہے کہ حسینؑ شہید ہو گیا۔ انجن ہدایت تھے اور حق تعالیٰ اس فریضہ سہل پر رحمت نازل کرے جسے میں حسینؑ کو خود دفن میں لائے اور حسینؑ بہشت میں حاضر کر دے اور وہ جنتیہ کی صحبت میں سرور و شاد کام ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تو کون ہے؟ خدا تجھ پر رحم کرے! اس نے کہا میں سردار قبائل بن ہون جو نصیب میں رہتے ہیں اور ہم امام حسینؑ علیہ السلام کی مدد کو گئے تھے کہ ان پر اپنی جان فدا کریں جب حج سے فارغ ہو کر وہاں پہنچے تو حضرت کو شہید پایا۔

کتاب کامل الزیارات میں منقول ہے کہ پانچ شخص کوفہ سے بقصد نصرت امام حسینؑ علیہ السلام چلے اور بوقت شام قریہ شاہی میں اترے ناگاہ دو آدمی ان کے سامنے آئے، ایک جوان تھا دوسرا بوڑھا، انھوں نے سلام علیک کی، مرد پیر نے کہا کہ میں جنات سے ہوں اور یہ میرا بھتیجا ہے۔ امام مظلوم کی نصرت کا ارادہ ہے۔ پھر کہنے لگا کہ میں خیال رکھتا ہوں کہ اڑ کر جاؤں اور تمہارے لئے قبر لاؤں۔

سب نے کہا بہتر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ جن ایک دن اور رات غائب رہا اس کے بعد اس کی آواز ہم نے سنی لیکن اس کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی اور اس نے بھی وہی شعر پڑھے (جو اوپر گزر چکے ہیں) جب وہ ختم ہو چکا تو انسانوں میں سے بعض نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھے :

اِذْ هَبْ فَلَا زَالَ قَبْرَانَتْ سَاكِنَهُ

اِلَى الْقِيَمَةِ يَسْتَقِي الْغَيْثَ مَمْطُورًا

وَقَدْ شَرِبْتَ بَكَاسِ كَانْ مَقْدُورًا

وَفَتِيَةً فَرَعُوا اللَّهَ الْفَسْهَمَ

وَفَارَقُوا الْمَالَ وَالْأَحْبَابَ وَالْوَدْرًا

یعنی جا! تجھ پر خدا کی رحمت ہو میں بھی اسی راستہ پر جاتا تھا مگر میں تیری بات سے دھوکہ کھا گیا۔ اس عرصہ میں ان لوگوں نے جان و مال اور اولاد و احباب چھوڑ کر جو بار رحمت یزدانی اور عزت جاودانی میں خود کو پہنچا دیا۔

کتاب مذکور میں ابن زیاد قندی سے مروی ہے کہ بعد شہادت شہدائے کربلا صبح کو گچکاروں



نے اپنے گھروں میں جنات کی آواز سنی اور وہ حضرت کی مدح میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

مَسَّحَ الرَّسُولُ حَبِيْبَتَهُ فَلَهُ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ  
اَكْبَاهُ مِنْ اَعْلَى قَبْرِ لَيْشٍ جَدِّهِ خَيْرًا لِحَدُوْدِ

یعنی پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ پیشانی حسین پر پھیرا اور بوسے دیئے۔ پس اُن کا چہرہ مبارک نورانی ہوا اور اُن کے والد بزرگوار اور مادرِ نامدار بہترین قریش سے ہیں اور جدِ امجد اُن کے بہترین اجداد ہیں۔ ایضاً کتاب مناقب قدیم میں ابی حباب کلبی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

## باب

### مشریوں کے بیان میں

مشریوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ باب عربی مشرئیوں پر مشتمل ہے اور چونکہ اس کا ترجمہ محاوراتِ اردو میں دلچسپ نہ تھا اور بالکل ظلم انداز کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اس لئے بعض مرانی جو کہ زبانِ وحی ترجمانِ اہلبیت علیہم السلام پر گزرے یا جو حضورِ اکرمؐ میں پڑھے گئے یا جو عوام کے قریب الفہم میں مذکور ہوتے ہیں۔ اعلیٰ میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ابراہیم بن راحہ سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے حال

میں سب سے پہلا مشرئہ عقبہ بن عمرو بھی نے کہا جو یہ ہے:

اِذ الْعَيْنُ قُوَّةٌ فِي الْحَيَوَةِ وَاَنْتُمْ  
فَخَافُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَاظْلَمَ نُورُهَا  
فَمَرَرْتُ عَلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ بِكُرْبَلَا  
فَعَاثَ عَلَيَّ مِنْ دَمْعِي غَيْرُهَا  
فَمَا زِلْتُ اَمْرِيْهِ وَاَبِيْ شَجْوَةً  
وَلَيْسَ عِنْدَ غَيْبِيْ دَمْعًا وَاَنْفِيْ كُرْهَا  
وَبَكَيْتُ مِنْ بَعْدِ الْهُسَيْنِ عَصَابِيًّا  
اَطَافَتْ بِهٖ مِنْ جَانِبِهَا قُبُوْرُهَا  
سَلَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْقَبْرِ بِكُرْبَلَا  
وَقُلْ لَهَا مَبْنِيْ سَلَامٌ يُّرْوَرُهَا  
سَلَامٌ بِاَهْلِ الْعَشِيْرِ وَاِلَى نَضْحِي  
قُوْدِيْ رَنْكَبَا عَرَّ السَّرِيَا حِ وَاْمُوْرُهَا  
وَلَا تَبْرَحِ الْوَفَا دُرَّ وَاَمْرًا قَبْرِي  
يَفُوْحٌ عَلَيْهِمْ وَاَسْكُنَا وَاَعْبَسِيُوْرُهَا

یعنی اگر زندگانی دنیا میں آنکھوں کو ٹھنڈک ہو اور الے آل محمد تم ستلے جاؤ تو آنکھوں میں ٹھنڈک کے بدلے آجاتی ہے۔ میں کربلا میں قبر حسین کی طرف گزرا تو میری آنکھ سے آنکھوں کا سیلاب بہہ نکلا۔ میں ہمیشہ ان کا مشرئہ پڑھتا رہوں گا اور ان پر روتار ہوں گا اور میری آنکھ اشکوں کو روانی دینے میں مدد کرے گی۔ حسین علیہ السلام کے بعد اُس گروہ پر میں گریہ کروں گا جن کی قبریں تریج حین کے دونوں جانب ہیں۔ میرا سلام ہو کربلا کے ان اہل قبور پر، اور میرا سلام جو ان تک پہنچے وہ اُن کے مرتبہ کو دیکھتے ہوئے بہت تھوڑا ہے۔ میرا سلام ان پر شام و سحر یا دُخا لُف اور غبار اُڑانے والی ہوا پہنچتی ہے۔ ہمیشہ اس قبر پر زائروں کا جھوٹ رہے اور وہ اس پر رشک و عقبر چھڑکتے رہیں۔

بعض مولفات متاخرین میں ہے کہ دُخا لُف خراسانی نے بیان کیا میں اپنے سید و آقا حضرت امام رضا علیہ التیمتہ و التناؤ کی خدمت میں عشرہ محرم الحرام میں حاضر ہوا۔ حضرت کو طول و عکین پایا۔ اصحاب حضرت

کے گرد جمع تھے، حضرت نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا موصیاً بآبائنا صبراً یبیدہ ولسانہ لے دعبل مرحبا! لے ہمارے مددگار دست و زبان سے پھر مجھ کو اپنی مجلس میں کشادہ جگر دی اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا؛ لے دعبل میں چاہتا ہوں تو کچھ اشعار پڑھ کیونکہ یہ دن ہم اہلبیت کے لئے عجم کے ہیں اور ہمارے دشمنوں کے لئے آیامسرت ہیں خصوصاً بنی امیہ کے واسطے۔ لے دعبل جو شخص ہماری نصیبت پر روئے اور لڑائے اگرچہ ایک شخص کو لڑائے اجر اس کا حق تعالیٰ پر ہے۔ لے دعبل جس کی آنکھ سے ہماری مصیبت میں آنسو گرے حق تعالیٰ اس کو ہمارے گروہ میں مشور کرے گا لے دعبل جو شخص میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام پر روئے خداوند عالم اس کے گناہوں کو ضرور بخش دے گا۔ پھر حضرت امام علیہ السلام نے ایک پردہ ہمارے اٹھ حرم محرم کے درمیان باندھا اور مخدرات عصمت کو پس پردہ بٹھایا تاکہ مصیبت امام مظلوم پر وہ بھی گریہ کریں اس کے بعد مجھ سے خطاب کیا کہ لے دعبل حسین کا مرنیہ پڑھ کہ تو سہارا تاج اور تہ نگار ہے۔ جب تک تو زندہ ہے حتی المقدور ہماری نصرت میں تصور نہ کر۔ دعبل کہتا ہے کہ یسکر میرے آنسو

بھرائے اور میں رونے لگا پھر میں نے یہ اشعار پڑھے۔ مثنویہ

أَفَاطِمٌ كَوْنُ خِدْتِ الْحُسَيْنِ مُحَمَّدًا وَقَدْ مَاتَ عَطَشًا نَائِسِطًا فُسْرَاتِ

لے فاطمہ اگر آپ دیکھتیں حسین کو خاک پر پڑا ہوا جس وقت کہ کنارفات پیا سا قتل ہوا تھا۔ اذ اللطمیت الحدی فاطمہ عیشہؑ وَاَجْرَتِ دَمِجِ الْعَيْنِ فِي الْوَجِيحَاتِ اُس وقت آپ اپنا منہ پیٹتیں اور اشک چشمہائے مبارک سے رخسار پر مہیا تیں۔ اَفَاطِمٌ قَوْمِي يَا بَنَاتَةَ الْخَيْرِ قَانِدِي لِحُجُومِ سَمَوَاتٍ يَا رَضِي فَلَاقَةَ لے فاطمہ! اٹھے اور بے بیٹی خیر البشر کی لومہ کجے کہ سنار ہائے آسمان جنگ کی ناک پر پڑے ہیں۔ قَبُومٌ بَكُوفَانٍ وَاُخْرَى بَطِينَةٍ وَاُخْرَى بَلَعَتْهَا لَهَا صَلَوَاتِ اہلبیت کی تمام قبریں متفرق ہیں ایک کو نہ میں اور دوسری دین میں، بعض ان میں سے تمام فحش ہیں۔ ہر دو دن پر ہوا حج نہ ہو جگہ ہے جہاں حسین بن علی بن حسن شہید کئے گئے۔

قَبُومًا بَطْنِ الْهَيْمَانِ مِنْ جَنْبِ كِرْبَلَا مَحْرَسَتِهِمْ مِنْهَا بَشَطُ فُسْرَاتِ ان میں سے کئی قبریں دیبا کے کنارے کر بلا میں ہیں۔ ان کے مزارات کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ تَوَافِعًا عَاطَا سَابِقَاتِ فَلَيْتَنِي تَوَقَّيْتُ فِيهِمْ مَبْلَجِينَ وَفَكَرِي وَه لَوْنُ تَشْنُ كَامِ لِبِ فِرَاتِ جَانِ بَنِ تَسْلِيمِ ہونے۔ کاش کہ میں ان کے ساتھ اپنی موت سے پہلے مر جاتا۔

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو لَوْعَةً عِنْدَ ذِكْرِهِمْ سَعْتِي بِكَامِنِ الذَّلِ وَالْفَطَمَاتِ ان کے ذکر پر لوگ دشمنان آل محمد جو جام ذلت مجھ کو پلاتے ہیں میں اس کی تلخی کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔

وَإِذَا فُخِرُوا وَيَوْمًا اتَّوَابَ مُحَمَّدٌ وَجِبْرِيلُ وَالْقُلَادِ وَالسُّورَاتِ وَعَدَدًا وَعَلِيًّا ذَا الْمُنَاقِبِ وَالْعُلَى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَجَبِيَّتَاتِ وَخَيْرَةَ وَالْعَبَّاسَ ذَا الدِّينِ وَالنُّعَى وَجَعْفَرَ بْنَ الطَّيِّبِ ذِي الْحُجَبَاتِ

جس وقت کہ اہلبیت فخر کرتے ہیں تو وہ جناب رسالت اکبر اور جبرئیل امین اور سورہ کے قرآن اور صاحب مناقب علی علیہ السلام اور فاطمہ زہرا سیدہ زنان عالم اور حمزہ وعباس جو صاحبان دین و تقویٰ ہیں اور جعفر طیار جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں کاذکر کرتے ہیں۔

مَسَابِكِهِمْ مَسَاحِقٌ لِلَّهِ سَأَكْبُ وَمَنَا حَقْمَرِي عَلَى الشَّجَرَاتِ میں ان پر اس وقت تک رو تار ہوں گاجب تک کہ حج حج زیارت کعبہ سے مشرف ہوتے رہیں گے اور جب تک قمری درختوں پر نوحہ کرتی رہے گی۔

فَيَا عَيْنَ أَكْبَرِي وَمَجُودِي بَعْبَرَةٍ فَقَدْ ان لَيْتَ شَكَابِ وَالْهَمَلَاتِ

پس لے آنکھ! ان پر گریہ کر اور آنسو بہا کر یہ وقت آنسوؤں کے بہانے کا ہے۔ بَنَاتِ زِيَادِي فِي الْقُصُورِ مَقْصُورَةٌ وَالرُّسُولِ اللَّهِ مُنْهَتِ كَاتِ زیاد کی بیٹیاں اپنے محلوں میں محفوظ ہیں اور اولاد امجاد رسول اللہ کی بے پردہ ہیں۔

وَالِ زِيَادِي فِي خُصُورِ مَنِيَعَةٍ وَالرُّسُولِ اللَّهِ فِي الْقَلَوَاتِ اولاد زیاد قلعہ ہائے بلند میں ہیں اور آل رسول خدا جنگوں میں سرگراں ہیں۔

دِيَامِ رُسُولِ اللَّهِ أَصْبَحَ بُلْفَعًا وَالِ زِيَادِ تَسْكِنِ الْحُجَبَاتِ غانہائے پیغمبر صبرا وبران و برہاد ہونے اور آل زیاد اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

وَالِ رُسُولِ اللَّهِ نَحَفَتْ حُسُومُهُمُ وَالِ زِيَادِ غَلَطَ الْقَصْرَاتِ آل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحیف و ضعیف ہے اور آل زیاد تو ان اور قوی ہے

وَالِ رُسُولِ اللَّهِ تَدْرِي نُحُورَهُمْ وَالِ زِيَادِ امْتُوا السَّرَجَاتِ آل رسول اللہ کے گلوں سے خون جاری ہے، اور آل زیاد ناراض السبال اور

بے خوف و خطر ہیں۔

وَالرَّسُولِ وَاللَّهِ تَسْبِيحًا حَمِيدًا  
 حرم مقرر رسول خدا کے اسیر ہونے  
 وَرِثَةِ زَيْدِ بْنِ سَعْدَةَ الْحَبَشَاتِ  
 اور آل زیاد جسرہ نشین ہیں  
 وَرِثَةِ مَدَائِدِ الْخَيْرِ لِلصَّلَوَاتِ  
 و نادای مَدَائِدِ الْخَيْرِ صَلَوَاتِ  
 میں ان حضرات کے واسطے رویا کروں گا جب تک کہ آفتاب زمین پر تاباں رہے اور نادای  
 خیر و صلاح نماز کے واسطے ندا ہے۔

وَمَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَحَانَ عَمْرٌ ذِيهَا  
 اور جب تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے میں ان پر ہر صبح و شام روتا رہوں گا  
 وَبِاللَّيْلِ أَنْبِيَهُمْ وَبِالْعَدْوَاتِ  
 مَصْنَعَتِ عَلَى الرَّحْمَةِ فَرِحْتُمْ لَيْلِي  
 کہ پورا قصیدہ صبح شریف الفاظ باب حالات امام رضا علیہ السلام میں مذکور ہوگا۔

**مرثیہ ابن حماد**

مُضَابٌ شَهِيدٌ لَطْفٌ حَسْبِي ائْتَمَلَا  
 شہید کہ بلا کے مصائب نے میرے بدن کو ناتوان اور عیش شیرین کو مکڑ کر دیا  
 فَصَاهِلٌ شَهْرًا الْعَشِيرِ إِلَّا تَجَدَّدَتْ  
 لِقَابِي أَحْزَانٌ تُوَسِّدُنِي النَّبَلَا  
 پس ہلالی عاشورہ کے نمایاں ہوتے ہی میرے دل میں تمام رنج و الم تازہ ہو گئے جنہوں نے مجھے بلاؤں کے سپرد کر دیا  
 وَأَذْكَرٌ مَوْلَايَ الْحُسَيْنِ وَكَاجِرِي  
 عَلَيْهِ مِنْ الْأَرْجَائِ فِي طَفِّ كَرْبَلَا  
 میں یاد کرتا ہوں اپنے آقا حسین بن علیؑ کو اور جو کچھ ان پر قوم ہلید سے دشت کربلا میں گذرا  
 فَوَاللَّهِ لَا أُنْسَاةَ بِالطَّعْتِ قَائِلَا  
 لِعِزَّتِهِ الْعِرَالِكِرَامِ وَمَنْ قَلَا  
 پس قسم خدا میں بھولتا مجھے امام مظلوم کا وہ کلام جو صحرائے کربلا میں اپنے اہلبیت کرام سے فرماتے تھے کہ  
 أَلَا قَائِدٌ لِمَا فِي هَذِهِ الْأَرْضِ اعْلَمُوا  
 بِأَنِّي بَهْلَامِصِي صَرِيحًا نَجَّيْتَنَا لَا  
 اُتْرُوا فِي زَمِينِ بَرَكَةِ بِيَاهِ كَرْمِي  
 وَنَحْنُ فِي تَرْبُوتِي كَرْمِي

وَأَسْتَقِي بِهَا كَأَنَّ الْمُنُونِ عَلَى ظَمَائِي  
 وَبِصَبْرٍ حَسْبِي بِالذِّمَامِ وَمُغْتَسَلَا  
 اور اس زمین میں کہ میں شربتِ مرگ شدتِ تشنگی میں پیوں گا اور یہاں میرے جسم کے لیے غسل ہوگا  
 وَكَلْفِي لَهْدِي عَوَالِي الشَّامِ تَأَمَّلُوا  
 مَقَابِلِي يَا شَرُّ الْأَنْكَامِ وَارْتَدَا  
 اور افسوس صد افسوس کہ وہ جنابِ نسیب یاد کرتے تھے کہ میرے کلام میں تامل اور فکر کرو، اے  
 برترینِ خلافتی۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ ابْنَ ابْنِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ  
 وَوَالِدِي الْكَرَّارِ لِلدِّينِ كَمَلَا  
 آیا تم نہیں جانتے کہ میں فرزندِ فرزندِ محمد ہوں اور باپ میرا حیدرِ کرار ہے جس نے دین کو کمال کیا ہے۔

فَعَلَّ سَنَةً تَكْفِيرُهَا أَوْ شَرِّ لَيْعَاتِ  
 وَهَلْ كُنْتُ فِي دِينِ إِلَّا لِيُصْبِحَ لَنَا  
 پس آیا میں نے سنتِ نبوی اور شریعتِ محمدی کو متغیر کیا ہے یا دینِ خدا تبدیل کیا ہے۔  
 أُمُّ أَحَلَّلَتْ فَانْدَحَرَمَ الظُّهْرَ أَحْمَدَا  
 وَحَرَمَتْ مَا قَدْ كَانَ قَبْلَ مَحَلَّلَا  
 یا جس چیز کو رسولِ خدا نے حرام کیا تھا میں نے حلال کیا ہے یا حرام کیا ہے اس چیز کو جو پیشتر حلال تھی  
 فَقَالُوا لَهُ دَعِ مَا نَقُولُ فَإِنَّا  
 سَنَسْفِكُكَ كَأَنَّ الْمَوْتَ غَضَابًا مَجَلَّلَا  
 پس ان ظالموں نے کہا ان باتوں کو چھوڑ دو، ہم زبردستی بہت جلد تمہیں جہنم مرگ بلائیں گے۔  
 كَفَعِلَ أَيْدِكَ الْمُرْتَضَى لَشَيْئُونِنَا  
 وَنَشْفِي صُدُورَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَكْفُرَ صَلَا  
 جیسا کہ تمہارے باپ علی مرتضیٰ نے ہمارے بزرگوں کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی ویسا ہی کر کے تمہیں دین گئے  
 اپنے سینوں کو جو تمہارے کینے سے بھرے ہیں۔

فَأَنشَى إِلَى نَحْوِ النِّسَاءِ حَوَادِثَا  
 وَأَخْرَأَتْهُ مِنْهَا الْفُؤَادُ كَذَا ائْتَمَلَا  
 پھر حضرت نے باگ گھوڑے کی خیمہ و اہلبیتِ اہلبار کی طرف پھیری اور دلِ اقدس اس امام مظلوم کا غم  
 الم سے بھرا تھا۔

وَنَادَى الْأَيَّاهُ لَبْنِي تَصَبَّرُوا  
 عَلَى الْقُرْبَانِ وَالشَّدِيدِ وَالْبَلَاءِ  
 اور پکارے کہ اے میرے اہلبیت صبر کرو ان بلاؤں اور سختیوں پر جو میرے بعد تم کو پہنچیں گی۔  
 فَإِنِّي لَهَذَا الْيَوْمِ أَدْخَلُ عَنْكُمْ  
 عَلَى الرَّغْمِ مِنِّي لَا مَلَالِي وَلَا لَهْلَا  
 کیونکہ میں یہ مجبوری تمہارے پاس سے جا رہا ہوں، نہ تم سے رنجیدہ ہو کر نہ گھبر کر  
 فَصَبَرُوا جَمِيعًا أَهْلَ بَيْتِي وَأَسْرَعُوا  
 أَوْدِعْكُمْ وَاللَّامِحِ فِي الْخَيْدِ مَسْبَلَا  
 پس اے میرے اہلبیت اٹھو اور جلد آؤ تاکہ آنسوؤں کے ساتھ تم کو وداع کروں اشدکے خار بارگشتِ جباری تھے۔

فَصَبَرُوا جَمِيعًا وَأَتَقُوا اللَّهَ اتِّعَا  
 تَسْبِيحًا نِيكِرًا خَيْرًا الْجَرَاعِ وَأَفْضَلَا  
 پس صبر جمیل اور پرہیزگاری مد نظر رکھو۔ عنقریب خدا کے تعالیٰ تم کو بہترین جزا عطا کرے گا  
 وَأَشْفَى عَلَى أَهْلِ الْعِنَادِ مَبَادِرَا  
 يُجَاهِي عَنِ دِينِ الْمُتَاهِرِينَ وَالْعَسَا  
 یہ کہہ کر آپ دینِ خدا کی حمایت کرنے کے لئے جلدی سے اہلِ عناد کے مقابل آئے۔  
 وَصَالٍ عَلَيْهِمْ كَالْمَنْزِلِ مَجَاهِدَا  
 كَفَعِلَ أَيْدِيهِ كَمَا يُدَلُّ وَيُجَدَلَا

اور مثل شیر بر کے اس قوم پر حملہ کیا اور انہیں اپنے پروردگار کی مقدار کے کبھی ذلیل و مغزول نہ ہونے۔

قَمَالَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ قَالُوا عَنْ مظهر الجواد معجلاً

پس قوم جفا کرنے پر عزم سے حملہ کیا اور اس منظم کو گھوڑے کا پیٹھ سے گرا دیا۔

فَخَرَّكَ نِيْمًا سَبِيًّا يَا لَيْتَ نَكَبَتْهَا أَصْحَابُ الدِّينِ الْقَوْمِ مَعْتَلًا

پس وہ جناب پشت زمین سے زمین کر پڑا پر گرسے اور آپ کے گرنے سے دین خدا مغل اور بیکار ہوا۔

فَارْتَحَتِ السَّيْحُ الشَّدَادُ لِيَلِزَ لَسْتُ وَنَاحَتْ عَلَيْهِ الْجِنُّ وَكُوخَشُ فِي الْفَلَاحِ

پس سلاخ آسمان نزلہ میں آئے اور ان پر نوحہ کیا جن اور وحشیان صحرا نے۔

وَسَاحَ جَوَادُ السَّبِيحِ كَحَوْنِ سَائِمِ يَنُوحُ وَيُنْحَى الظَّاهِرِيُّ الْمُرْتَمِلًا

اور فرزند سید عالم کا روبرو و فادار خیمہ اہمیت کی طرف نوحہ کرتا ہوا روانہ ہوا جو اس تشذو خاک و نخل طہیرہ کی غیر شہادت دیتا تھا۔

فَعَامِنَ مَهْوُو السَّبِيحِ وَالسَّرْمِ قَدْ خَلَا حَرَجْنُ بِنَيَاتِ السُّبُولِ حَوَاسِمًا

اس وقت فاطمہ زہرا کی بیٹیاں گھلے سر باہر نکلیں اور ذرا بھانج کو خالی زمین دیکھا

فَادَمِينِ يَا لَيْتَ لَطَمَ الْعَدُوُّ وَدَلِقَ قَدْرُهُ وَأَسْكَبَنَ دَمْعًا حَرًّا لَيْسَ يُصْبِطُهُ

پس وہ اپنے رخساروں پر طہ اپنے لگاتی تھیں اور اس سوزش سے آنسو بہاتی تھیں اور جس کی حرارت سے ان کے علاوہ کوئی چلنے والا نہ تھا۔

لَمْ أَسِ دَيْنِبُ تَسْتَعِيْتُ سَكِينَةَ اِحَى كُنْتُ لِي حِصْنًا حَمِينًا وَمَوْجِلًا

مجھ کو زینب تشدیدہ جگر کے نالے نہیں بھولتے جو کمال تباہ فرما دیکر رہی تھیں کہ اسے بھائی آپ میرے لیے ایک قلعہ کی طرح جائے پناہ تھے۔

اِحَى كُنْتُ لِي حِصْنًا حَمِينًا وَمَوْجِلًا فَقَدْ خِيتُ فَمَا كُنْتُ فِيهِ اَوْ مِجَلًا

میرے بھائی میں یہ تمنا کرتی تھی کہ میں آپ پر فدا ہوجاؤں گی، افسوس کہ میری یہ مراد پوری نہ ہوئی

اِحَى يَا قَتِيلَ الْأَدِيمِ كَسْرَ قَتْنِي وَكُوسَ شَتْنِي حَزَنًا مَقِيمًا مَطْوِلًا

اے بھائی اے شہید گروہ زہرا دکان مجھ کو لپ کی شہادت سے تباہ کر دیا اور نازل ہونے والا غم دے دیا

اِحَى لَقِيْتِي وَصَحْتُ عَمِيًّا وَكَلَامِي جَبَلِيكَ وَالْوَجْهَ الْعَجِيْبَ الْمُرْتَمِلًا

اے بھائی کاش کہ میں نہایتا ہوجاتی اور نہ دیکھتی کہ آپ کی پیشانی اور روئے مبارک خاک و خون میں بھرا ہوا

وَدَلَعُوا لِي الرَّهْمَ عَرِيْبَتِ حَجَلِ اَيَا اَهْرَ كُنِي قَدْ وُلِحِي وَتَزَلُّوْا

مجھے زینب خاتون جناب فاطمہ سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ اے مادر ہر بان اب میرا ستون محکم ہو گیا اور تزلزل میں آ گیا۔

اَيَا اَهْرَ قَدْ اَهْمَيْتُ حَبِيْبِكَ بِالْعَوَا طَرِحًا ذِي نَيْمًا بِالْبِقِ مَاءٍ مَعْتَسِلًا

اے مادر بزرگوار! آپ کے پیارے فرزند کو دشت کر بلا میں ذبح کیا اور اس کا بدن نازنین خاک و خون میں غلطاں ہے۔

يَا اَهْرَ سَوْجِي فَمَا لَكَ نَوْمٌ عَلَى الْفَنَاءِ يَلُوحُ كَالْبَدْرِ الْمُبِيرِ اِذَا اُنْجَلَا

اے مادر ہر بان نوحہ کیجئے آپ کے حسین کا سر نیزہ پر ہے اور مثل ماہ تاباں کے چمکتا ہے۔

وَسَوْجِي عَلَى النَّحْرِ الْحَضِيْبِ رَأْسِيكَ دَهْوًا عَلَى الْحَدِّ التَّرْتِيْبِ الْمُرْتَمِلًا

اور نوحہ کیجئے اس مقلق بریدہ پر جس کے چہرہ کا خضاب خون سے ہوا اور روئے اس کے رخسار خاک و خون آلود پر

وَسَوْجِي عَلَى الْجَمْرِ التَّرْتِيْبِ تَدْوَسُهُ حَيُولُ بَنِي سَفِيَانَ فِي اَرْضِي كُرْبَلَا

اور نوحہ کیجئے اس جسم خاک آلودہ پر جس کو بنی سفیان کے گھوڑے ارض کر بلا میں پائیاں کر رہے تھے۔

وَسَوْجِي عَلَى السَّجَادِ فِي الْأَسْرِ بَعْدَهُ يُقَادُ اِلَى الرَّجْسِ اللَّعِيْنِ مَعْتَلًا

اور نوحہ کیجئے مشہر سجاد پر کہ میں کو قید کے بعد طوق و زنجیر پہنا کر ناپاک زمین کے روبرو لے گئے

فِيَا حَسْرَةً مَا تَقَطَّعَ وَمُهَيَّبَةً اِلَى اَنْ تَرَى الْمُهْدَى بِالنَّصْرِ اَقْبَلًا

پس وائے حسرت یہ مصیبت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ ہم دیکھیں کہ مہدی کی ہدی صاحب العصر علیہ السلام مدد کو تشریف لائیں۔

اِمَا هُوَ لِقَيْدِ الدِّينِ بَعْدَ خِفَائِهِ اِمَا هُوَ لِهَسْرِ السُّبُوْتِ فَضَلًا

یہ وہ امام ہے جو دین خدا پوشیدہ ہونے کے بعد قائم رہے گا اور یہ وہ امام ہے کہ خداوند آسمان و زمین نے اس کو بزرگی دی ہے۔

اَيَا اَهْلَ طَهْ اَيَا مَرَجَاتِي وَوَدَّاتِي دَعُوْا فِي اَيَا اَهْلِ الْمَفَاخِرِ وَالْعَطَا

اے آل طہ! اے میری امید گاہ اور پناہ گاہ اور میری مدد کو پہنچنے والے اے اہل فخر و بزرگی

يَمِيْنًا بِاِيَّاتِي مَا ذَكَرْتُ مُصَابِكُمْ اَيَا سَادَتِي الْاَبِيْبِ مَقْلِقِي لًا

قسم خدا کی میں آپ کی مصیبتوں کو نہیں یاد کرتا مگر یہ کہ تمام رات مصیبت دے تو ساری میں بسر کرتا ہوں

نَحْوَنِي عَلَيْكُمْ كُلَّ اِنْ جَعَلْتُمْ مَقِيْمًا لِي اَسْكُنُ السُّبُوْتِ اَيْسًا

پس آپ کا غم و الم مرتے دم تک میرے دل میں باقی رہے گا۔

عَبِيدٌ كَرِيمٌ الْعَبْدُ الْحَقِيرُ مُحَمَّدٌ كَرِيمٌ وَقَدْ آتَىٰ عَلَيْكُمْ مَوْعِدًا

آپ کا کمترین غلام محمد حنین و عظیم ہے اور آپ پر بھروسہ اور اعتماد رکھتا ہے۔  
يَوْمَ تُلْكَمُ بِأَسَاقِي تَتَّقِعُونَ لَهَا إِذَا مَا آتَىٰ يَوْمَ الْحِسَابِ لَيْسَ لَهَا  
اے میرے سردارو! یوم حساب میری شفاعت کرنا  
قَوْلَ اللَّهِ مَا أَرْجُوا النَّجَاةَ لِيَعْيُرَكُمْ عَدَايَوْمَ إِنِّي خَائِفًا مَتَوَجِّعًا  
فسدائے قیامت جب عمرہ مشرف میں آؤں گا تو آپ کے علاوہ کسی سے امید شفاعت نہیں ہے۔  
إِذَا أَقْرَبْتِي وَاللَّيْدِي وَمَصَاحِبِي وَعَايِنْتُ مَا قَدَّمْتُ فِي رَمِي خَلَا  
یہ وہ وقت ہے کہ مجھ سے میرے باپ اور دوست فرار کریں گے اور میں ان اعمال کو دیکھوں گا  
جو زمانہ گزشتہ میں بجا لایا ہوں۔

وَمُتَوَاعِلًا الْخَضَارِ بِالْعَفْوِي فِي خَيْدٍ لَوَاتٍ يَكْمُرُ قَدْرِي وَقَدْ رَمَهُمُ عِلَاةً

اور فدائے قیامت حافرین مجلس پر بھی منت و احسان کیجئے کیونکہ آپ کی دوستی کی وجہ سے  
مرتبہ ان کا بلند ہوا۔

عَلَيْكُمْ سَلَامٌ اللَّهُ يَا آلَ مُحَمَّدٍ سَلَامٌ عَلَىٰ مَوَالِيهِمُ الزَّمَانِ مَطْوً لَا

تم پر سلام ہو اے آل محمد وہ سلام جو بطول زمان باقی رہے۔

### حسینِ مظلوم پر زینب کے مرثیے

تَمَسَّكَ بِالْكِتَابِ وَمَنْ تَكَلَّاهُ فَأَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ

قرآن اور اس کے قرین سے تمسک کر کیونکہ اہل بیت ہی صاحب کتاب ہیں  
بِهِمْ نَزَلَ الْكِتَابُ وَهُمْ تَكْوَهُ وَهُمْ كَانُوا الْمُهْدَىٰ إِلَى الصَّوَابِ  
انہیں پر کتاب نازل ہوئی اور وہی اس کے قرین ہیں اور وہی صاحب ہدایت و صواب ہیں  
إِصْرًا وَحَدَّ السَّرْحَمَنْ طِفْلًا وَآمَنَ قَبْلَ تَسْدِيدِ الْخَطَايَا  
میرے امام علی علیہ السلام نے بچپن میں ہی تعالیٰ کو وعدہ لا شریک سبحا اصابان لائے ہیں انہاں  
کہ اسلام قوت پائے۔

عَلَىٰ كَانَ صِدْقَ الْبَرَائِيَا عَلَىٰ كَانَ فَارُوقَ الْعَذَابِ

علیؑ مددگار ہیں تمام ظلم میں اور علیؑ ثواب و عذاب میں مبرا فصل ہیں

شَفِيعٌ فِي الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّي نَبِيٌّ وَالْوَصِيُّ أَبُو تَرْسَابٍ

بروز قیامت پیشی پروردگار میری شفاعت کرنے والی نبیؐ اور ان کے وصی ابو ترساب ہیں۔

وَقَاطَمَةُ الْبُتُولُ وَسَيِّدَةُ امْنٌ يُخَلِّدُ فِي الْجَنَانِ مَعَ الشَّبَابِ

اور قاطمہ زہراؑ اور دونوں سردار جوانان اہل بہشت یعنی حسن و حسینؑ (میرے شفیع ہیں)

عَلَى الطَّعْتِ السَّلَامُ وَسَاكِنِيهِ وَسَدَمَ اللَّهُ فِي تِلْكَ الْقَبَابِ

سلام ہو خاک کر بلا پر اس کے رہنے والوں پر رحمت خدا کی ہو اس زمین پاک پر

لَفُؤْسٌ قَدِيسَتْ فِي الْأَرْضِ قَدَمَا وَقَدْ خَلَصَتْ مِنَ النَّطْفِ الْعَذَابِ

یہ وہ نفوس ہیں جو زمانہ قدیم سے پاک تھے اور ابھی باپ کے صلب میں تھے کہ مذاب خدا سے بری ہو گئے

مَصَابِجُ نَبِيَّةٍ عَبْدٌ وَأَفْنَا مَوَا هُجُودًا فِي الْقَدَا فِدَا وَالشَّعَابِ

یہاں کچھ ایسے جوانوں کی خواب گاہ ہیں جو عبادت کرتے کرتے تمکک کر اس زمین کے نشیب فرزند سو گئے

وَصِيْرَتِ الْقُبُورِ لَهْمُ قُصُورًا مَتَاخَاذَاتِ آفِيَّةٍ بِرِ حَابِ

اور ان کی قبریں عریض و وسیع قصروں کی شکل میں مبدل ہو گئی ہیں

لَسَيْنٌ وَاسِرٌ تَهْمُ طَبَاقُ أَرْضٍ كَمَا عَمَدَتِ سَيْفَانِي قِرَابِ

زمین نے اس طرح ان کو پوشیدہ کیا ہے جس طرح شمشیر کو نیام چھپاتی ہے

كَمَا قَمَارٌ إِذَا جَاسُوا رِوَاضُ وَأَسَادٌ إِذَا سَكَبُوا عَضَابِ

جیبت تک اپنے گھروں میں تھے مانند آفتاباں تھے اور جب جنگ جہاد میں سوار ہوئے تو مثل شیریاں تھے

لَقَدْ كَانُوا الْبِحَارِ لَمَنْ آتَاهُمْ مِنَ الْعَافِيْنَ وَالْهَلَكِي السَّعَابِ

اور بلا شبہ یہ مثل دریا تھے ان کے لیے جو ان کے پاس بھوکے اور پیاسے آتے تھے

فَقَدْ لَقُوا إِلَى جَنَاتِ عَدْنٍ وَقَدْ عِيَضُوا النَّعِيمِ مِنَ الْعُقَابِ

پس اب ان جنات عدن کی طرف لے جایا گیا اور دنیا کے مصائب کے بدلان کو نعمت عقیقی عطا ہوئی

بَنَاتٌ مَّحَمَّدٍ أَحْصَتْ مَسَابِيَا يُسْقِنُ مَعَ الْأَسَا رِي وَالنَّهَابِ

رسول خدا کی بیٹیاں قید ہوئی ہیں اور اسیروں کے ساتھ لٹی ہوئی نکلیں

مُعَبَّرَةٌ الذُّيُولِ مَكْشَفَاتِ كَسْبِي الرُّومِ دَامِيَةَ الْكِعَابِ

ان کے دامن گرد میں اٹے ہوئے پھرے کھلے ہوئے، پیر خون میں آلود جیسے روم کے قیدی ہوتے ہیں

لَمِنْ أَبْرِيَانِ كَرَاهِيْنَ حِجَابِ فَهَنْ مِنَ النَّعْفِ فِي حِجَابِ

وہ اگرچہ بجز واکراہ پادری باہر نکلیں بسبب عصمت و عفت کے گویا کہ پرہیزگاری میں  
 اَيْبَحُّنَ فِي الْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقَدْ اَضْحَى مُبَاحًا لِلِكَلَابِ  
 حسینؑ مظلوم پر پانی بند کیا گیا لیکن انہوں نے اسے وہ مباح تھا  
 قَلِي كَلْبٌ عَلَيْهِ دَوْلِيَهَابِ وَيُجْفَنُ عَلَيْهِ دَوْلِيَسَاكِبِ  
 میرے دل میں آتشِ غم بھڑک رہی ہے اور میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں  
 حضرت زینبؑ کا ایک اور مثنوی جو اپنے اس وقت ارشاد فرمایا جب کہ شہر دمشق میں داخل کیا

أَمَا شَجَاكَ يَا سَكَنَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ ظَلَمْتَ مِنْ طَوْلِ الْحَزَنِ وَكُلِّ وَغْدٍ فَاقْبَلْ  
 لے دستہ کے ساکنو! کیا تمہارا دل نہیں کڑھتا اس بات پر کہ حسنؑ بہ غم و اندوہ مار ڈالے گئے  
 اور حسینؑ بکلی تشہد شہید ہوئے اور ہر ناکس سیراب تھا۔

يَقُولُ يَا قَوْمِ ابْنِ اَبِي عَلِيٍّ نِ الْبُرِّ التَّشْيِ وَفَاظِمُ اُمِّي اَلَّتِي لَهَا التَّقَى وَالنَّاسِ اِبْلُ  
 حسینؑ فرماتے تھے کہ اے قوم پدر بزرگوار میرے علی مرتضیٰؑ نیکو کار اور پرہیزگار ہیں اور  
 مادر گرامی میری فاطمہؑ صاحبِ تقویٰ و سخاوت ہیں۔

مُنَوَاعِي اَبْنِ الْمُصْطَفَى لِيَسْرَ بِنَهْ يَجِيءُ اِيهَا اَطَقْنَا تَمِنَ الظَّاحِيَةِ الْفُرَاتِ سَائِلُ  
 حسینؑ کہتے تھے اس جہتی ہوئی فوسرات سے ایک چلو پانی دے کر میرے بچوں کی جان بچالو  
 قَالُوا لَهْ لَا مَاءَ لَا اِلَهَ السُّيُوفِ وَالْقَتَا قَانِزِلُ جُحُومِ اَلَا دَعِيَا نَقَالَ بِنُ اَنَّا صِلُ  
 لیکن لوگوں نے جواب دیا: حسینؑ! سوائے اس آبِ شمشیر و نیزہ کے دوسرا پانی نہیں  
 ہے لہذا امیر کی اطاعت کر لیجئے۔ حسینؑ نے کہا میں جنگ کروں گا۔

حَتَّى اَتَاَهُ مَشَقُّصٌ مِّنْ مَّاءٍ وَغَدَا اَبْرَهْنُ مِنْ سَقَرٍ لَا يَخْلُقُنْ رَجِيْبٌ دَعِيٌّ وَاعْبَلُ  
 یہاں تک کہ ایک پریمان تیرا اس مظلوم امام کے لگا جس کو ایک ناکس مبروص جہنی ناپاک زنا زارہ  
 فر دیا یہ نے پھینکا تھا۔

فَمَلَّوْا الْخَيْلِمْ وَاَعْمَوْصِيُو الْقَتْلِمْ وَمَوْنَهُ فِي فَضْلِهِ قَدْ اَوْحَمْنَا نَاصِلُ  
 پھر وہ دھوکہ دینے کے لئے ہتھیلیں دیکھ کر گئے اور حسینؑ کے قتل کے لئے جمع ہوئے پس حسینؑ  
 اس مبارزہ میں مارے گئے جہاں لوگوں کے قدم ٹھٹھک جاتے ہیں۔

وَعَفْرُو اَعْيَبَتْهُ وَخَضَبُوْا اَعْتَبُوْنَهُ بِالذَّمِّ يَا مَعْيَبَتْهُ مَا اَنْتَ عَنْهُ نَاصِلُ

ہائے! ان کی نورانی پیشانی کو خاک میں ملایا اور ریش مبارک کو خون سے رنگیں کیا۔ اے  
 مسکین! مددگار تو ان کے حال سے غافل نہیں ہے۔

وَهَتَكُوْا اِحْرِيْمَهُ وَذَبَحُوْا فَطِيْمَتَهُ وَاَسْرُوْا كَلْتُوْمَهُ وَسَيَقَتِ الْاَحْلَابِلُ  
 اور اُس کے اہل حرم کی ہتک حرمت کی اُس کے طفل شیرخوار کو ذبح کیا اور اُس کی بہن  
 اُمِّمِ كَلْتُوْمِ كُو قِيدِ كَيْنَا اور اُس کے حرم کو شہر بہ شہر پھرایا۔

يُسَقَنُ بِالْتَّنَائِفِ يَبْتَعِزُّ اَلْهُوَ اَتَيْفُ وَاَذْمُجُ ذَوَا اِرْفَاقِ عَقُوْكَهَا ذَوَا اِسْلُ  
 وہ بیسیاں جنگوں میں اس طرح پھرائی جا رہی ہیں کہ منادی ان کے دیکھنے کے لئے ندا کر رہا ہے۔  
 ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور شدتِ حیا سے وہ مدہوش ہو چکی ہیں۔

يَقُلْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا جَدَّ نَايَا اَحْمَدُ قَدْ اَسْرَتْنَا الْاَعْبُدُ وَكَلَّتْنَا ثَوَا اِكْلُ  
 وہ یہ نالہ و فریاد کر رہی ہیں کہ لے لے جدِ امجد! لے محمد مصطفیٰ! لے احمد مجتبیٰ! یہ غلام ہم کو قید کر کے لے  
 جاتے ہیں اور ہم سب اپنے اپنے عزیزوں کے غم میں صاحبِ غم ہیں۔

فَهَذِي سَبَايَا كَرَّ بَلَا اِلَى الْبِيَاهِرِ وَالْبَلَاةِ قَدْ اِنْتَعَلَنُ بِالْاِمَامِ لَيْسَ لَكُنْ نَاعِلُ  
 کربلا کے قیدیوں کو لیسوں اور بلاؤں کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان کے برہنہ پر خون  
 میں بھرے ہوئے ہیں۔

اِلَى يَزِيْدِ الطَّاعِيَةِ مَعْدِنِ كُلِّ دَاهِيَةِ مِنْ ذَخْرِ بَابِ الْجَابِيَةِ فَجَا حِدُ وَخَالِلُ  
 یزید سرکش و مکار و کافر و بے دین کی طرف دروازہ جا بیہ سے ان کو لے جاتے ہیں۔  
 حَتَّى ذَا بَدْرٍ اَلذَّبِ رَاسِ الْاِمَامِ الْمُرْتَضَى بَيْنَ يَدِي شَرِّ الْوَرَى ذَاكَ الْعَيْنِ الْقَاتِلُ  
 یہاں تک کہ حسینؑ کا سر مبارک جو مثل ماہِ تابانِ درخشاں تھا رو برو اُس بدترین  
 خلائق کے رکھا گیا۔

يُنْظَلُ بِبَنَانِهِ قَضِيْبُ حَسِيْرٍ مَرَانَهُ يُنْكَرُ فِي اَسْتَانِهِ قَطَعَتْ اَلَا نَاصِلُ  
 اُس بلوں کی انگلیوں میں ایک چھڑی تھی جسے وہ حسینؑ کے دندان مبارک پر مرنے لگا،  
 خدا اس کی انگلیوں کو توڑے۔

اَنَامِلُ لِحَا جِدٍ وَحَا قَيْدِ مُرَا صِيْدِ مُكَابِدِ مَعَا يَنْدِ فِي صَدْرِ رَهْ عَوَا اَيْلُ  
 وہ انگلیاں منگڑ خدا اور کینہ ور اور بدخواہ و مکار اور ہمارے دشمن کی تھیں جس کے  
 دل میں کینہ پڑ تھا۔

www.ShianAli.com

طَوَائِلُ بَدْرِيَّةٍ غَوَائِلُ كُفْرِيَّةٍ شَوْهَاءُ جَاهِلِيَّةٍ ذَلَّتْ لَهَا الْأَقَابِلُ  
اور یہ کہیں اس لیے بہت پرانے زمانہ کفر و جاہلیت و جنگ بدر کے وقت سے چلے آتے تھے جن کی  
وجہ سے صحابانِ عزت کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

فَمَا عَيْبُو فِي إِنْ سَكَبِي عَلَى ابْنِي بَدَّتِ النَّبِيُّ بَيْضِي دَفِيعَ نَاصِبٍ كَذَّابِي فِي الْعَاقِلِ  
پس اے چشمِ فرزندانِ دختِ رسولِ خدا پر سیلابِ اشک بہا کہ عاقل کو چاہے کہ ہمیشہ ان حضرات  
پر گریہ کرنے۔

## بَاب

اس امر کے بیان میں کہ خداوندِ کریم نے قاتلانِ حسین کے عذاب میں کیوں تاخیر فرمائی

کتاب طلال الشراخ اور عیون الاخبار الرضا میں البر الصلت ہر دی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے  
جناب علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! اس حدیث کے متعلق آپ  
کیا فرماتے ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب صاحب الزمان ظہور کریں گے تو  
قاتلانِ حسین کی اولاد کو ان کے آبا و اجداد کے افعال کے بدل میں قتل فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا  
درست ہے۔ یہ حدیث اسی طور پر ہے۔ میں نے عرض کی پس اس آیت کا مطلب ہے کَذَّابُوا زُورًا وَ ذُرِّيَّتُهُمْ  
اُخْرٰی یعنی کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا درست ہے۔ جناب! حدیث اپنے  
جمیع کلمات میں صادق ہے لیکن چونکہ قاتلانِ حسین کی اولاد اپنے آبا و اجداد کے افعال پر راضی و خوشنود  
ہے بلکہ اس پر فخر و مباہات کرتی ہے اس لیے اپنے آبا و اجداد کے جرم میں شریک سمجھی جائے گی کیونکہ جو  
شخص کسی کام پر راضی ہو تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو اس فعل کا مرتکب ہوا ہو۔ اور اگر ایک شخص  
مشرق میں کسی کو مار ڈالے اور دوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل پر راضی ہو تو حق تعالیٰ کے نزدیک بھی  
شریکِ قاتل ہے اور جناب صاحب الزمان علیہ السلام ان لوگوں کو اسی سبب سے قتل کریں گے کہ وہ اپنے  
آبا و اجداد کے افعال پر رضامند ہیں۔ روایتی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ جب قائم آلِ عباس قیام فرمائیں گے  
تو شروع کس کام سے کریں گے؟ فرمایا پہلے بنی شیبہ کے ہاتھ کٹوائیں گے کیونکہ یہ خانہِ خدا کے چور ہیں۔

تفسیر امام عسکری میں مذکور ہے کہ ان حضرت نے اپنے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام  
زین العابدین علیہ السلام کہہ گامان بنی اسرائیل جو عذابِ الہی سے بصورتِ میمون مسخ ہو گئے تھے کا حال  
بیان فرما رہے تھے۔ آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان کو اس سبب سے عذاب فرمایا کہ انہوں نے  
روزِ شنبہ مچھلی کا شکار کیا تھا پس ان کا کیا حال ہو گا جنہوں نے اولادِ رسول کو قتل کیا اور ان کے ناموس  
کو ہتک کیا اگر حق تعالیٰ ان کو دنیا میں مسخ کرنا تو قیامت میں ان پر مسخ کرنے سے کہیں سوا عذاب فرماتا۔  
پس حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! میں نے اس حدیث کو اہلِ طلائف  
کے سامنے ذکر کیا تھا پس ان میں سے ایک شخص نے ان میں سے اعتراض کیا کہ اگر قتل کرنا حسین کا شکار  
ماہی سے زیادہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ قاتلانِ حسین کو بھی فوراً مسخ کر دیتا۔ حضرت نے فرمایا تو

اس کے جواب میں کہہ کہ شیطان کا گناہ ان لوگوں کے گناہوں سے زیادہ ہے جو شیطان کے دخل سے گناہ کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود جناب اہدیت نے بہت سے گناہگاروں کو جیسے فرعون و قوم نوح کہ ان کے گناہ شیطان کے گناہوں سے کم تھے معذب کیا اور ان کو ہلاک کیا اور اہلسین ہر اپا تلبیس کو جو عذاب کا زیادہ بھڑکارا ہے اور جو کچھ فساد ہوتا ہے اسی کے سبب ہوتا ہے کوئی عذاب نہ فرمایا۔ کہا بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ حکیم علی الاطلاق ہے ہلاک کرنا اور مہلت دینا اس کا دونوں برہنہ حکمت و صحت ہوتا ہے پس ہی حال چھپی کے شکار کرنے والوں اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کا ہے کہ حق تعالیٰ دونوں کے احوال کے پوری طرح اطلاع رکھتا ہے اور اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ عذاب و حکمت کو جو خوب جانتا ہے اور کسی کو اسکے کام میں جانے نہ لگتا ہے اور کوئی اس کے قول میں چون چڑا نہیں کر سکتا اور بندوں کے فعلوں کی پرش ہوگی۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام زین العابدین کا کلام اس مقام پہنچا تو ایک شخص نے ہتھیار چھل فیض آثار میں سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! حق تعالیٰ کس طرح سے اولاد بے گناہ کو ان کے آباؤ اجداد کے گناہوں پر عذاب کرے گا حالانکہ اللہ خود فرماتا ہے وَلَا تُؤْمِرُوا بِذُنُوبِكُمْ وَلَا تَنْصَرُوا لَهَا فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَذِبٌ لَئِيمٌ انہیں اٹھاتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن مجید لغت عرب میں نازل ہوا ہے اور عرب اپنی قوم کے افعال کو اپنی طرف نسبت دیتے ہیں، مثلاً مقام ملائت میں تو مبنی تم سے کہتے ہیں کہ تم نے فلاں شہر کو غارت کیا اور اس کے اہل کو قتل کیا دیکھا ان میں سے ایک شخص نے قتل و غارت کیا ہے اور ازراہ فخر کہتے ہیں کہ ہم نے ملینا کام کیا ہے حالانکہ خود نہیں کیا اس کی قوم نے کیا ہے۔ اس آیت شریفہ میں بھی خداوند عالم نے ان کے اسلاف پر توبیح فرمائی اور ان کی اولاد پر ملائت کی، لہذا یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ذریت کا تعلق امام سے انتقام لے گا، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اطوار ناشائستہ پر راضی ہیں اور اس پر فخر و مبالغہ کرتے ہیں اور اس صورت میں جائز ہے کہ ان افعال کو ان کی طرف نسبت دیں کیونکہ یہ سب حرکات ناشائستہ ان کی مرضی کے موافق ہیں۔

کتاب ثواب الاعمال میں امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے قسم خدا کی صاحب الامر حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد سے قتال فرمائیں گے بسبب ان افعال قبیحہ کے کہ جو ان کے آباؤ اجداد سے صادر ہوئے ہیں۔

کتاب کامل الزیارات میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ لَا عَدُوَانَ إِلَّا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ (نہیں ہے ظلم و عدوان مگر قاتلوں پر) سے مراد اولاد قاتلوں جناب سید الشہداء علیہ السلام ہیں۔ کتاب مذکور میں دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے

کہ شاید اس آیت شریفہ میں عدوان سے مراد وہ چیز ہے کہ جسے بظاہر عدوان کہیں اگرچہ حقیقت میں موافق عدل کے ہو۔

کتاب کامل الزیارات میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے آیت شریفہ اَذِنَ لِلَّذِیْنَ یَقُولُونَ بِآئِهِمْ لَمَّا قُتِلُوا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَظَلِیْمٌ یعنی اذن دیا گیا ہے ان لوگوں کو جو قتال اور جہاد اس لئے کرتے ہیں کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور حق تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے فرمایا کہ اس سے مراد علی ابن ابیطالب اور حسن اور حسین ہیں۔

کتاب فتن کوس میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیت کریمہ وَ قَضٰی اَلْحٰقُّ اَشْرَکَ اَلْحٰقِّ فِی الْکِتٰبِ لَمُقَسَّدٍ ۚ فِی الْاَرْضِیْنَ مُرْتَبِنٌ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کے مطابق کتاب تورات میں لکھ دیا ہے کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے، مرتبہ اول سے مراد قتل علی ابن ابی طالب ہے اور مرتبہ دوم سے مراد اس کا حضرت امام حسن کے جنازہ کا ولعظن علواً کبیراً (اور تم سخت سرکشی کرو گے) حضرت نے ارشاد کیا اس سے مراد قتل امام حسین علیہ السلام ہے فاذا جاء وعد اولهما (پس جس وقت ان دونوں سے پہلے وعدہ کا وقت آیا) اس سے مراد حسین بن علی علیہ السلام کا وقت ہے۔ لَمَّا عَلِمْتُمْ خِيَانَةَ ابْنِ اَبِی بَکْرٍ مَثَلِیْذًا فَمَا سَاوَاخْلَا لَیْلًا یٰۤاٰرَمُّنَ اِنِّیْ قُوِیْ بِنْدُوْنَ کُوْبِحَیْ اِسْمِ وَہ ہر طرف شہروں میں قتل و غارت کے لئے دوڑ پڑے) حضرت نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں حق تعالیٰ ظہور حضرت صاحب الامر سے پہلے بھیجے گا جو تمام دشمنان اہلبیت سے انتقام لیں گے اور وعدہ خدا کے عجز و جل کا پورا ہونی والا ہے۔

کتاب ہذا کو ہم میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا وَنَوْمِ الْاَیْمٰنِ لَمَّا نَبَا اِسْمِ اِسْمِ اِسْمِ اِسْمِ اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں زندگانی دنیا میں اور بروز قیامت مدد کریں گے۔ حضرت نے فرمایا حسین بن علی انہیں میں سے ہیں ابھی تک ان کی مدد نہیں کی گئی، اس کے بعد ارشاد کیا اگرچہ حضرت امام حسین کے قاتل قتل کئے گئے لیکن ابھی تک نہ تو آپ کا انتقام لیا گیا نہ قصاص پورا ہوا ہے۔

اسی کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بولا کہ معنی پوچھے۔ وَمَنْ قَتَلَ مُطَلُوًّا فَقَدْ جَعَلَ کُلِّیْبًا سُلْطٰنًا فَلَا یَسْرِتُ بِنِ الْعَسَلِ (یعنی جو شخص نطلم مارا گیا ہے اس کے وارث کو قاتل پر مسلط کر دیا ہے پس وہ اس کے قصاص میں حد سے تجاوز نہ کرے) حضرت نے فرمایا اس سے مراد قاتل محمد بن ابی بکر میں جو خروج کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کے عوض میں قتل کریں گے اور اگر تمام اہل زمین کو قتل کریں تو اسراٹ نہ ہوگا۔ اور فرمایا خدا کے عجز و جل کا یہ فرمانا کہ



فَلَا يُرْتَفَى فِي الْقَتْلِ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی چیز ایسی عمل میں نہیں لائیں گے جو اسراف ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا قسم بخدا کہ صاحب اللہ قاتلان حضرت امام حسینؑ کی اولاد کو قتل کریں گے بدلہ میں ان افعال کے جو ان کے آباؤ اجداد سے سرزد ہوئے ہیں۔

تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے تفسیر کریمہ فرمائی: فَلَا تُعَدُّ دَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ اس کا معنی فرمائے کہ خدا نے عز و جل کسی شخص پر ظلم نہیں کیا تا مگر نسل پر قاتلان امام حسینؑ کی۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۳)

گناہناقتاب ابن شہر آشوب اور تاریخ بغداد و خراسان و آہانہ و فردوس میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول خداؐ کو وحی کی کہ تحقیق میں نے کبھی ابن زکریا علیہ السلام کے عوض ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور تمہارے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا، اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کے عوض میں اب تک سو ہزار آدمی قتل ہوئے اور ابھی ان کا انتقام نہیں لیا گیا اور قریب ہے کہ آپ کے خون کا انتقام لیا جائے۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جب بابا کے ساتھ تھا تو آپ جس منزل پر اترتے یا وہاں سے کوچ فرماتے تھے تو برابر حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کو یاد فرماتے تھے اور ایک دن فرمایا کہ خدا کے نزدیک دنیا کے فانی کی حقارت اس سے ثابت ہوتی ہے کہ حضرت یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ کے لئے تحفہ میں بھیجا گیا۔ اس کی تفصیل میں مقاتل امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بیوی بوڑھی ہو گئی تھی۔ اُس ملعونہ نے ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں لائے۔ بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے اس بات میں مشورہ لیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے اس امر سے منع کیا۔ وہ پیرزن ملعونہ مطلع ہوئی کہ حضرت یحییٰ نے بادشاہ کو منع کیا ہے۔ پس اُس فاحشہ نے اُس لڑکی کو آراستہ کیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا، وہ منکارہ بادشاہ کے پاس جا کر خوش طبعی و عشوہ و ناز کرنے لگی۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہہ دیا مانگ جو مانگنا ہو، میں اس کو پورا کروں گا۔ اُس نے حیا نہ کہا کہ میں اب یحییٰ بن زکریا کا سر چاہتی ہوں، بادشاہ نے پوچھا اے دختر! اس کے علاوہ کوئی اور حاجت بھی رکھتی ہے؟ اس نے کہا میں بسوا اُن کے سر کے اور کچھ نہیں چاہتی، اور معمول وہاں کا یہ تھا کہ جب بادشاہ بنی اسرائیل جھوٹ بولتا تھا یا غلط وعدہ کرتا تھا تو وہ بادشاہی سے معزول ہو جاتا تھا۔ پس بادشاہ اپنی سلطنت چاہا اور قتل کیجی میں کمال متحیر تھا کہ ان دو امروں میں سے کسے اختیار کروں۔ بالآخر اُس بے دین نے حضرت یحییٰ کو قتل کر دیا اور سر پہ اُن کا ایک طشت طلا میں رکھ کر اُس لڑکی کے پاس بھیج دیا۔ پھر اُس لڑکی کو

زمین نے نکل لیا۔ خداوند عالم نے اس قوم پر سخت نعر کو مسلط کیا۔ سخت نعر نے اس قوم پر پہاڑوں پر سے پتھر پھینکے، لیکن مطلق کوئی اثر نہ ہوا، اُس وقت ایک پڑھیا شہر سے باہر نکلی اور کہا کہ اے بادشاہ یہ شہر میریوں کا ہے اُس وقت تک فوج نہ ہوگا جب تک میرے کہنے پر عمل نہ ہوگا۔ سخت نعر نے کہا بتا جو تیری حاجت ہوگی روا کروں گا۔ پیرزن نے کہا کہ سخاسات و کثافات ان کی طرف پھینک، بادشاہ نے اُس کے کہنے پر عمل کیا، پس وہ قوم متفرق ہو گئی اور سخت نعر شہر میں داخل ہو گیا۔ پھر اُس نے ضیفہ کو بلا کر کہا کہ تیری کیا حاجت ہے، اُس پیرزن نے کہا کہ اس شہر میں ایک خون جوش مارتا ہے، تمہارے چاہیے کہ اس قدر لوگوں کو قتل کرے کہ خون جوش مارتا چھوڑ دے اور ساکن ہو جائے۔ پس سخت نعر نے اُس خون کے عوض میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا یہاں تک کہ وہ ساکن ہوا۔ حضرت نے فرمایا: اے میرے فرزند علی! قسم خدا کی کہ میرا خون ساکن نہ ہوگا جب تک کہ خدا نے عز و جل پوری آخر الزمان علیہ السلام کو بھیجے۔ پس وہ میرے خون کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو اُن منافقین سے جو کافرو فاسق ہیں قتل کرے گا۔

### باب ۹

## ان عقوبات کے بیان میں جن کے نازل کرنے میں حق سبحانی نے تعجیل کی

کتاب مناقب میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرسِ ملعون سے فرمایا کہ وہ بات میری آنکھوں کو خشک کرتا ہے یہ ہے کہ تو میرے بعد عراق کی گندم زیادہ نہ کھائے گا۔ عرسِ بعدا ختر نے از روئے شکر کہا کہ یا ابا عبد اللہ جو ہر گزارا گزروں گا پس جس طرح امام نے ارشاد کیا تھا ظہور میں کیا اور اس ملعون کو حکومت لے کے نصیب نہ ہوئی اور محنت اڑانے اس ناپاک کو قتل کیا۔

تاریخ نسوی اور تاریخ ابانہ عکبری میں مذکور ہے کہ ایک شخص جس کو کر بلا میں حاضر تھا وہ درس (ایک خوشبو) اٹھا لے ہوا تھا۔ پس وہ درس بخون ہو گیا اور بدتر و رعا مشورہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور ایک روایت میں ہے کہ لشکرِ عرس میں جناب سید الشہداء کے خیموں سے کچھ چیزیں خوشبو کی قسم سے لوٹ لے گئے تھے پس جس عورت نے ان خوشبوؤں کو استعمال کیا وہ مبروص ہو گئی۔ ایک اور راوی روایت کرتا ہے کہ میں نے قاتلان حضرت امام حسین سے دو ملعونوں کو دیکھا کہ ایک ان میں سے ایک عارضہ قبیح و فحش میں مبتلا ہوا تھا اور دوسرے ملعون کا یہ حال تھا کہ وہ لعین شتر آب کش کے پاس آتا تھا اور سارا پانی اس کا پی جاتا تھا اور سیراب نہ ہوتا تھا اور سب اس کا یہ تھا کہ اس رو سیاہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرات کے کنارے پانی پینا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس نے ایک تیر حضرت کے مارا تھا، اس وقت حضرت نے فرمایا تھا کہ خدائے عزوجل تجھے پانی سے سیراب نہ کرے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ اور ایک روایت میں اسی طرح وارد ہوا ہے کہ ایک سگ ناپاک نے قبیلہ کلب کے ایک تیر حضرت کو مارا جو آپ کے دہن مبلدک میں لگا اور کچھ دہن امام کا مجروح ہوا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ خدائے عزوجل تجھے سیراب نہ کرے پس اس ملعون پر سپاس کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس نے خود کو پانی میں گر لیا اور اتنا پانی پیا کہ وہ اصل جہنم ہوا۔ کتاب مناقب میں ابن بابویہ سے اور تاریخ طبری میں ابوالقاسم سے روایت کی ہے کہ ایک ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ یا حسین تم دریائے فرات سے ایک بوند نہ پینے پاؤ گے یہاں تک کہ مر جاؤ یا حکیم امیر کی اطاعت کرو۔ حضرت نے فرمایا، خداوند! اس ملعون کو شدت تشنگی سے ہلاک کر اور ہرگز اس کو نہ بخش۔ پس تشنگی نے اس ملعون پر غلبہ کیا جس قدر پانی پیتا تھا اس کی تشنگی اور بڑھتی تھی اور واعظا کے نعرے مارتا تھا یہاں تک کہ اس ملعون کا پتہ سمیٹ گیا۔

اور اصل جہنم ہوا۔ اور تاریخ طبری میں مرقوم ہے کہ وہ ملعون عبد اللہ بن حصین از روئے تھا اور یہ کہ

حمید ابن مسلم سے ہے اور دوسری روایت میں اس طرح وارد ہے کہ وہ لعین قبیلہ دارم سے تھا۔ اور کتاب فضائل العترة میں مروی ہے کہ ایک ملعون نے حضرت کے روئے مبلدک پر تیر مارا اور آپ کے دہن اقدس سے خون جاری ہوا۔ حضرت اس خون کو ملعون میں لے کر ہوا میں پھینکے تھے۔ راوی کہتا ہے اس ملعون کا یہ حال ہوا کہ اس کے شکمِ نجس میں گرمی تھی اور پٹھر پر سردی تھی۔ آگ سے اُسے بچھا کرتے اور بڑبڑا کرتے تھے اور پچھے اس کے اٹھنے میں آگ روشن کرتے تھے، بار بار وہ پانی مانگتا تھا اور ہڑبڑا ہونے کا لے بھر کر پانی پی جاتا تھا اور پھر پانی دو کہ پیاس بجھے ہلاک کے داغی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آج کل شکم اس منافق کا شق ہو گیا۔

تاریخ بزرگوار اور تاریخ ابانہ میں منقول ہے کہ ابن ہرزہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکارا اور کہا کہ حسین (ابو اللہ) تمہیں بشارت ہو کہ تم دنیا ہی میں پیش از آخرت آگ کی طرف دوڑ گئے، حضرت نے فرمایا دے تجھ پر کیا میں آگ کی طرف دوڑا، اس لعین نے کہا ہاں، حضرت نے فرمایا، میرا پروردگار بخشنے والا اور رسول شفاعت کرنے والا ہے، خداوند! اگر یہ شخص مجھ کو مارے تو اس کی آگ کی طرف کھینچ لاوی کہتا ہے کہ اس مردود نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری، گھوڑے نے شہادت کی اور اس طرح اسے گر لیا کہ ایک پاؤں اس کا رہ گیا اور گھوڑا اور تیرنا پھرتا تھا اور پھر اس ملعون کا ہر سنگ و درخت سے ٹکراتا تھا یہاں تک کہ وہ اصل جہنم ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اسے اس طرح نفرن فرمائی کہ خداوند اس کو آگ کی طرف کھینچ اور اس کی گرمی اس ملعون کو چھایا اور اُسے دنیا میں پیش نماز کیا کہ اس کی بازگشت آخرت کی طرف ہوا اے جلادے پس وہ رو سیاہ پشت سے خندق پر از آتش میں گرا، اس وقت جناب امام حسین علیہ السلام نے سجدہ شکر خدائے عزوجل کیا۔

روایت میں ہے کہ ابوجہنم کعب لعین کے دونوں ہاتھوں سے جاتوں میں بانی ہوا کرتا تھا اور گرمی کی فصل میں وہ مٹو کہ کوشلی لکڑی کے ہو جاتے تھے، اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ فصل گرما میں اس کے دستہاے نجس سے خون بہتا تھا اور یہ وہ شقی وہ ملعون ہے جس نے حضرت کے کپڑے لئے تھے، اور جابر بن زید ملعون نے اس جناب کا علم لے کر اپنے سر نجس پر باندھا، پس وہ وقتہ مجنون ہو گیا اور سوا عامہ کے اور کپڑے حضرت کے جو بہ ملعون لے کر چپے، پس سزا شقی کا مستحق و لے یہ وہ شقی ہے جس نے وقت آخر امام حسین علیہ السلام کے مہر افس پر ضرب لگائی تھی جس سے عبد اللہ بن حسن کے ہاتھ کٹ گئے۔ (بخاری)



تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! اسی وقت حضرت نے ملک الموت سے کہا کہ اس ملعون کو چھوڑو  
آخر ایک دن مرتے گا پس اس طرح سے میں نجات پا کر کعبہ میں آیا ہوں اور حضرت طلب کرتا ہوں۔

کتابہ خصائص میں مروی ہے کہ جو ملعون میر حضرت امام حسین کے ساتھ تھے ایک منزل میں جے  
تقریب کہتے ہیں لا تریے، اس منزل کے قریب ایک در تھا اس وقت ایک رات کے لیے صومرہ سے  
اس قافلہ کا حال دیکھنے کے لئے آیا میرا ہر نکالے۔

دیر نور سے جو آفتاب عیاں از میر آن گزین جلا میران  
نور میزد آن سیر والا چون ز ہر منیر وقت صبح  
تغییر بر نیزہ آفتابے را کرد با خود قیامتے برپا

الحاصل یہ ہے کہ ایک نور عظیم سر بریدہ جناب سید الشہداء سے آسمان تک سامع ہے،  
یہ طالع دیکھ کر رامب دس ہزار روپے ہو گلاں ہر امام حسین علیہ السلام کے پاس لایا اور ہر مبارک کو لیکر  
اپنے گھر لے گیا جب اپنی جگہ پر لایا تو ایک شخص کی آواز اس کے گوش سعادت نبوش میں غیب آئی کہ  
خوشحالانہ تیرا اور خوشحالانہ اس شخص کا جو اس میر انور کی قدر و منزلت کو پہچانے، رامبے آسمان کی  
طرف نہ کرے وہ لکھ لایا تھی علیٰ حکم کہ یہ میر مجھ سے کلام کرے، ہر مبارک نے کلام فرمایا کہ یا رامب  
آفتاب منیٰ قریب ہے سے رامب تو کیا جانتا ہے، رامبے پوچھا ہن آفت کہ آپ کون ہیں، میرا ہرنے  
جواب دیا کہ انا ابن محمد بن الفضل بن علی المرزوقی وانا ابن کا طیۃ الزہراء وانا  
انا المقتول بکرم سلا انا اللؤلؤم انا العطشان۔ یہ فرما کر وہ میرا چپ ہوا، رامبے یہ ماجرا دیکھ کر  
اپنا منہ حسین کے منہ پر رکھ دیا اور کہا کہ یا حسین! میں اپنا منہ نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ آپ نہ فرمائیں گے  
کہ قیامت کے دن میں تیری شفاعت کروں گا، حضرت نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار کے دین میں آ کر رامب  
نے بعدتی دل کل شہادت زبان پر جاری کیا، اس وقت حضرت نے اس کی شفاعت کو قبول کیا،  
جب تک طالب ہوئی ہو گلوں نے وہ میر میر نور رامب سے لیا، جب آگے جنگل میں پہنچ کر رامب کے  
درہ ہوا کہ دیکھا تو وہ سب سنگ بریزے ہو گئے تھے۔

ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت میر جناب سید الشہداء علیہ السلام کو لے جا رہے  
تھے کہ آگ کلشوم نے ایک ملازم ابن زیاد بنیاد سے کہا کہ ہزار روپے میرے پاس ہیں وہ درم میں تھے  
وہی ملعون امام حسین کے اہل ہوا، اہل ہوا کے آگے آگے لے چل تاکہ خلق اس کے دیکھنے میں مصروف ہو  
ادھر سے دیکھنے سے باز رہے پس اس ملعون نے رپے لے لے اور میر نور جناب سید الشہداء کو لے گئے

رکھا۔ دو سکر دن جب اس روسیاء نے ان درہوں کو نکالنے کے لئے سرہ کو کھولا تو دیکھا کہ سب درہم  
سنگ بریزے سیاہ ہو گئے تھے اور ان سنگریوں کے ایک طرف یہ آیت لکھی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ تَعَالَى  
عَسَا لِيَسْمَلَ الظَّالِمُونَ اور دوسری طرف یہ آیت لکھی تھی وَمَسِيحًا آذِنًا يَمْشِي عَلَى الصُّلْبِ  
يَتَقَلَّبُونَ آیت اول کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد گمان نہ کرو کہ حق تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے غافل ہے۔  
اور آیت دوم کے معنی یہ ہیں کہ قریب ہے کہ جانیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ بازگشت آئی کہاں ہوگی۔  
ابو مخنف نے شیخی سے روایت کی ہے کہ ہر مبارک جناب سید الشہداء علیہ السلام کو کوڑے میں

مرفوع ہوا میں دار پرٹکا گیا۔ پس اس میر انور نے تسبیح کیا اور سورہ کہت کو اس آیت تک تلاوت فرمائی  
إِنَّمَا دُنِيَّةٌ اَعْتَابُوا بِرِقَابِهِمْ وَمِنْ دُونِهَا هَدَى ..... لَقَيْنَاهُ لَوْكُ اَلَيْسَ  
گردہ میں کہ جڑھا میں اپنے پروردگار کے ساتھ ایمان لائے اور زیادہ کیا ہم نے ان کی ہدایت کو کھو کر وہ  
گمراہی میں بڑھتے گئے، اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت حضرت کے ہر مبارک کو درخت  
پرٹکا گیا تو لوگوں نے سنا کہ وہ اس آیت کو تلاوت فرماتا تھا؛ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ  
يَنْقَلِبُونَ۔ اور دمشق میں یہ قول میرا حضرت سے سنا گیا؛ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور یہ بھی لوگوں نے  
سنا اَصْحَابُ الْكُفْيٰنِ وَالشَّقِيَّةِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا مَجْتَجِبِيْنَ اصحاب کف ورتیم ہماری ہے عجیب ثانیوں  
سے تھے۔ اس وقت زید بن ارقم نے کہا یا بن رسول اللہ! آپ کا حال اصحاب کف ورتیم سے کئی عجیب تر ہے۔  
ابن بطلہ اور ترمذی اور نظری نے خاص میں علامہ ابن عمیر سے روایت کی ہے کہ جب ابن  
زیاد بن نہاد اور اس کے یاروں کا میر مسجد کوڑے میں لایا گیا تو میں ان میرا نے جس کو دیکھنے لیا، ایک فوج  
لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آیا آیا، ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سانپ آیا اور ان کے سروں کے درمیان  
میں آگیا، آخر کار ابن زیاد بن نہاد کے ایک ہاتھ میں گھس کر دو سکر تھنے سے باہر نکلا، پھر لوگوں نے  
کہا، آیا آیا، وہی سانپ دو تین بار اس کی بیٹی ناپاک میں جاتا تھا اور نکلتا تھا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت میر مبارک جناب سید الشہداء کو میر علیہ الغنہ کے پاس  
لائے تو میر مبارک حضرت میں ایک ایسی خوشبو تھی کہ کوئی خوشبو اس کے برابر نہ تھی، اور یہ بھی ایک حدیث  
میں وارد ہے کہ جس اونٹ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے میر مبارک کو لائے تھے جب اس اونٹ کو  
ذبح کیا اور پکا یا تو اس کا گوشت ایلو سے زیادہ پیچھا تھا، اور وقت شہادت آپ کی خوشبو میں  
خون ہو گئی تھیں اور آفتاب کو تین ہفتہ تک گھن رہا اور ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ نکلتا رہا اور ایک  
برس تک مدینہ منورہ میں قبر میر جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مصیبت جناب سید الشہداء

لکھ سورہ انفکرات (آیت ۲۳)

لکھ سورہ انفکرات (آیت ۲۳)

لکھ سورہ انفکرات (آیت ۲۳)

میں جنابت نوحہ کرتے تھے۔

کتاب مناقب میں دلیل النبوت سے بروایت ابو بکر صغیر اور ابی الوعبید اللہ بنیسا پوری میں مروی ہے کہ جن وقت حضرت کا سر مبارک شام کی طرف لے جاتے تھے سب پہلی منزل میں فرودکش ہوئے لو ان فاسقوں نے غراب خورای شروع کی اور اس سرک میں کامیابی ہوئی پس میں ایک درس کو تہنیت اور مبارکباد دیتے تھے ناگاہ ان ملعونوں نے دیکھا کہ دیوار میں سے ایک فلم اسی نکلا اور اس نے خون دیوار پر پیر کرکھاہ

اَکْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةً جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

یہی کیا وہ گروہ جنہوں نے حسین کو قتل کیا ہے کیا وہ لوگ ان کے جد بزرگوار سے قیامت کے روز شفاعت کے امیدوار ہیں، لاہلین یہ دیکھ کر سر مبارک کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہمازاں پھر واپس پلٹے۔ اور کتاب ابن بطہ میں نقل ہے کہ اس شعر کو ایک عبادت گاہ نصدی میں لکھا پایا۔ انس بن مالک کہتا ہے کہ ایک شخص نے اہل نجران سے ایک گڑھا کھودا تھا اس گڑھے میں سے ایک سختی سونے کی پانی گئی جس پر یہ اشعار لکھے تھے۔

اَکْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةً جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ  
فَقَدْ قَدِمُوا عَلَيْهِمْ فَيَحْضُرُوا حُسَيْنًا  
سَيَكْفُرُ يَأْمُرُ بِذُنُوبِهِمْ اَعْدَابًا مِنَ الرَّحْمٰنِ يَاللّٰهُ مِنْ عَذَابِ

آخری دو شعروں کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں نے حسین کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا جو کتاب خدا کے خلاف تھا۔ لے بیزید تو عنقریب فرارے قیامت میں عذاب خدا کو دیکھے گا کہ وہ کتنا شدید عذاب ہو گا۔ دلاوی کہتا ہے کہ میں نے ان نصرانیوں سے پوچھا کہ یہاں کیا ہے تمہارے عبادت خانے میں لکھے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر کے جھوٹ ہونے کے تین سو سال پیشتر سے یہ لکھے ہوئے ہیں۔

ابن اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو روسیادہ دیکھا وہ پہلے بہت صاحبِ جن و حال تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال ہو گیا! اب تو بچا نا بھی نہیں جانا۔ اس ملعون نے کہا کہ میں نے اصحابِ حسین سے ایک ایسے کرمیل جو ان کو قتل کیا ہے جس کا ابھی سبزہ آغلا ہوا تھا، اس کی پیشانی سے نشانِ پنجہ عیال تھا، اس وقت سے کوئی رات ایسی نہیں ہے کہ وہ میرے خواب میں نہ آئے اور میرا گریبان بکڑ کر جہنم میں نہ ڈالے پس میں اس حالت میں اس قدر فریاد کرتا ہوں کہ تمام لوگ میری قوم کے میری فریاد کی آواز سننے میں اس کے بعد اس نے کہا کہ وہ جو ان تھوڑے عیالوں میں علیؑ تھا اور اس سبب یہ آئمہ کالا ہو گیا ہے یہ

یہ اشعار میں کوڑھ کر ہوا تھا اس نے حضرت علیؑ کی خدمت میں پڑھ دیا تو فرمایا کہ یہ اشعار حق ہیں اور تمہارا ہونا

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب امامی میں محمد بن سلیمان سے اور اس نے اپنے چچا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں حجاج مکی کے زمانہ میں فلس ہو گیا اور اپنے ساتھ چند لوگوں کو لے کر کوفہ سے نکلا اور کربلا میں پہنچا، وہاں کوئی مکان نہ تھا مگر دریائے فرات کے کنارے ایک گھر کھڑی اور نرگھل سے بنا ہوا تھا، میں نے کہا کہ اس گھر میں بسر کرنا چاہیے، ناگاہ ایک مسافر آیا اور کہنے لگا اگر تم اجازت دو تو میں بھی آج کی شب تمہارے ساتھ رہوں، میں ایک مرد غریب و مسافر ہوں۔ ہم نے قبول کیا جب آفتاب غروب ہوا اور رات ہو گئی تو ہم نے چراغ روشن کیا اور ہم بیٹھ کر مصائبِ جناب سید الشہداء علیہ السلام اور ان کی شیوں کی مصیبتوں کو ذکر کرنے لگے اور اس ذکر کے بعد ہم نے کہا کہ قاتلانِ حضرت امام حسینؑ میں سے ایک ایک بلائے آسمانی ہیں گرفتار ہوا۔ اس مرد مسافر نے کہا کہ میں بھی قاتلانِ حسینؑ میں تھا مگر صحیح و سالم رہا اور کوئی آفت مجھے نہیں پہنچی، تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ یہ سن کر ہم سب خاموش ہو گئے۔ اس اشعار میں چراغ کی روشنی کم ہو گئی۔ وہ ملعون اٹھا کہ چراغ کی بتی اپنی کرے اُسکی تھمیلی میں آگ لگ گئی، اس ملعون نے بتیا بانہ دوڑ کر خود کو فرات میں گر دیا۔ دلاوی کہتا ہے قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ وہ ملعون پانی میں غوطہ مارتا تھا اور آگ پانی کے اوپر رہتی تھی، جب وہ لعین سر نکالتا تھا تو آگ اس کے سر میں لپٹ جاتی تھی یہاں تک کہ پھر وہ روسیادہ پانی میں غوطہ مارتا تھا اور آگ پانی پر ملتی رہتی تھی، اسی طرح وہ آگ رہی اور میں ناپاک کو بھلائی رہی یہاں تک کہ وہ آتشِ جہنم میں داخل ہوا۔ اور کتاب عقاب الاعمال میں یقوب ابن سلیمان سے منقول ہے۔ اس نے کہا میں ایک شب چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا ہوا شہادتِ جناب سید الشہداء کا ذکر کر رہا تھا۔ ایک شخص نے ہم میں سے کہا کوئی شخص قاتلانِ امام حسین علیہ السلام میں سے ایسا نہ تھا کہ کوئی بلا سپر نازل نہ ہوئی ہو، یہ سن کر ایک پیر نے کہا کہ میں اعوان و انصارِ قاتلانِ حسینؑ سے ہوں اور کوئی مصیبت و تکلیف مجھے نہیں پہنچی، اس ملعون کے کلام بد انجام سے سب لوگ رنجیدہ ہوئے اور سب نے اس بے جیاسے انہار نداشتگی کیا اس اشعار میں چراغ کی لوگم ہونے لگی، اس پیر ملعون نے چاہا کہ چراغ کو درست کرے پس اس روسیادہ کی انگلی میں آگ لگ گئی۔ اس کے شعلہ کو منہ سے پھونک کر کچھالے لگا کر لیش جس اسکی چلنے لگی۔ پھر وہ لعین پانی کی طرت بھاگا اور خود کو دریائے فرات میں گر دیا اور آگ اس کے سر نہیں کے اوپر حرکت کرتی تھی جب وہ بد بخت پانی میں سے سر نکالتا تھا تو آگ اسے بھلائی تھی یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا کتاب ہذ کو میں اسی اسناد سے قاہم ابن اصبح سے روایت ہے کہ اس نے کہا ایک شخص دارمی میرے پاس آیا، اس کا منہ سیاہ ہو گیا تھا، اس کے قبل وہ بہت وجیہ اور سرخ و سفید تھا میں نے اس سے کہا کہ تو اتنا تنگیز ہو گیا ہے کہ تیرا بچا نا شکل ہے۔ اس روسیادہ نے کہا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو وہ حسین

سے قتل کیا ہے کہ جس کی پیشانی نورانی سے سجود کا نشان نمایاں تھا اور اس بزرگوار کا سر میں سے آیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں نے اس شخص کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا وہ ملعون کرم و تکبر کے ساتھ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا تھا اور اس مہر اور کوسینہ اس پر لٹکا رکھا تھا یعنی جب وہ گھوڑا دوڑاتا تھا تو وہ مہر اور اس کے ڈالو سے کراتا جاتا تھا، میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ ملعون اس سر کو ذرا اونچا کر کے باندھتا تو بہتر تھا۔ میرے ہاتھ بچا جواب دیا کہ لے فرزند بڑا کچھ کہ یہ ملعون اس مہر مبارک کے بے ادبی کرتا ہے اس سے زیادہ وہ خبر ہے کہ جو اس نے مجھ سے نقل کی ہے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ جس دن سے میں نے اس جوان کو میں نے قتل کیا ہے یہ ہر شب میرے خواب میں آتا ہے اور میرا گریبان پکڑ کر کہنے لگتا ہے اور جہنم میں لے جا کر مجھے ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے پس میں اٹھتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے ہمراہ کی عورت سے سنا وہ کہتی تھی مجھے اس ملعون کے فریاد کرنے سے رات کو نیند نہیں آتی پس میں کئی شخصوں کو ساتھ لے کر اس کی عورت کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ جو کچھ یہ مرد کہتا ہے سچ ہے یا جھوٹ؟ اس نے کہا کہ وہ سچ کہتا ہے۔

امام ہمام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ناظر ہے آپ جناب نے فرمایا اولاد البرصیان ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا، حق تعالیٰ نے ان کے دست اختیار سے سلطنت کو نکال لیا اور ہشام بن اسماعیل نے نیربایں علی کو قتل کیا تو اس کا ملک بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ولید پلید نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا تو خدائے عزوجل نے اس کے ملک کو بھی اس کے دست اختیار میں رہنے نہ دیا۔

اور کتاب کاصل للزیارات میں سلیمان سے مروی ہے کہ کوئی فرشتہ فرشتوں میں سے آسمان پر باقی نہ رہا کہ جو تعزیت حضرت امام حسین علیہ السلام میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ آیا ہو اور آپ کو اس مصیبت عظیم میں صبر کرنے پر مبارکباد نہ دی ہو اور آپ کے نقل کی خاک تبرکاً نہ لے گیا ہو، اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ خداوند! خوار کو تو اس کے خوار کرنے والوں کو اور قتل کر اس کے قتل کرنے والوں کو اور زنج کو اس کے ذبح کرنے والوں کو اور ان کی مردوں کو بر نہ لا، مادی کہتا ہے تم سے خدا کی کہ بڑی پلید سے بہت جلد بدل لیا گیا چنانچہ حسین کو قتل کرنے کے بعد وہ ملعون متعجب اور متعجب نہ ہوا اور وہ لعین دفتہ گرفتار عذاب ہوا۔ رات کو شراب پی کر سویا تو سوتا ہی رہ گیا اور صبح کو اسے مردہ پایا اس کی صورت کس تار کو لکھ گیا ہوا تھی۔ اس کے تابعین سے نہیں پچا جو حسین کے خون میں شریک ہوا اللہ یہ کہ وہ جنوں و برص و جذام میں مبتلا ہوا بلکہ اس کی نسل میں ان امراض نے مزید کیا۔ بعض کتب مناقب معتبرہ میں ابن زیاد کے دربان سے نقل ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس کے قعر میں

گیا میں نے دیکھا کہ اس کے منہ پر ایک شعلہ رقص کر رہا ہے۔ میں ملعون نے اپنا روئے جس آستین سے چھپالیا، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا دیکھا تو نے، میں نے کہا ہاں دیکھا کہنے لگا کسی سے اسکا اہلار نہ کرنا، روایت میں ہے کہ ایک دن حجاج نے کہا جس شخص نے ہمارے لئے شفقت اٹھائی ہو اور کوئی کار نہایا کیا ہو وہ اٹھ کر میرے رو برو آئے تاکہ میں اس کی جانفشانی اور شفقت کا صلہ دوں، ایک مرد دوڑا اٹھا اور کہنے لگا اے حجاج میری شفقتوں پر مجھے انعام دے۔ حجاج نے پوچھا تو نے کیا کام کیا؟ اس ملعون نے کہا میں نے حضرت کو قتل کیا۔ حجاج نے کہا تو نے کس طرح انھیں شہید کیا؟ اس ملعون نے کہا انھیں میں نے نیزے مارے اور تلواروں سے کٹے کٹے کیا اور کسی کو میں نے اس کام میں اپنے ساتھ شریک نہ کیا۔ پس حجاج نے کہا کہ اب میں تیرے ساتھ ایک مکان میں مجتمع نہ ہوں گا اور کہا کہ یہاں سے دو سو روپیہ روای کہتا ہے مجھے خیال ہے کہ حجاج نے اسے کچھ نہ دیا۔

فتح ابن شجراف عابد کہتا ہے کہ میں ہر روز چڑیوں کو روٹی دیا کرتا تھا۔ جب میں نے اپنی عادت کے موافق روز عاشورہ ان کے آگے روٹی ڈالی تو ان چڑیوں نے نہ کھایا میں نے سمجھا کہ ان کے نہ کھانے کا سبب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام ہے۔

راوی کہتا ہے کہ دو ملعونوں کو میں نے دیکھا جو وقت شہادت جناب سید الشہداء حاضر تھے۔ ایک تو ان میں سے بلائے قبیح و فبیح میں مبتلا تھا اور دوسرا اس حال میں گرفتار تھا کہ شتر انکس کے آگے آتا تھا اور سب پانی اس کا پی جاتا تھا، اور ایک راوی کہتا ہے کہ میں نے ان دونوں میں سے ایک کے پس کر دیکھا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے۔

روایت ہے کہ ایک اندھا بے دست و پا کہتا تھا کہ خداوند! مجھے آتش جہنم سے نجات دے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے جو آتش جہنم سے رہائی کی دعا کرتا ہے۔ اس ملعون نے کہا میں قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام میں تھا، جب وہ جناب شہید ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضرت کے پاؤں میں ایک قیمتی اور نادار زار بند غارت سے باقی رہ گیا ہے، میں نے چاہا کہ اس زار بند کو نکال لوں جو تمہاری بی بی نے ایسا ارادہ کیا لعش حضرت سے آپ کا دست مبارک دست بلند ہوا اور زار بند کو ایسا مضبوط پکڑا کہ میں اسے جدا نہ کر سکا۔ آخر کار میں نے ان کے ہاتھ کو چھری سے قطع کیا اور پھر وہی قصہ کیا، اس مرتبہ حضرت نے دست چھپا اٹھا کر زار بند پر رکھ لیا اور اسے بھی میں نے کاٹ ڈالا اور وہی اس مرتبہ بھی ارادہ کیا تب کو بلا کی زمین اس طرح ہلنے لگی کہ میں مارے خوف کے کانپنے لگا اور اس کے بعد اللہ نے مجھ پر نیند غالب کی۔ میں انھیں لاشوں میں پھینکا۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو ساتھ لے ہوئے قتل کا

میں تشریف لاتے ہیں اور آپ نے حضرت امام حسینؑ کا سر اور گود میں اٹھا لیا۔ جناب فاطمہؑ اس سہرا نور کے لیے لیتی تھیں اور کہتی تھیں اسے نور چشم میرے تجھے قتل کیا، خدا ان لوگوں کو قتل کرے، اس نے یہ ظلم کیا تجھ پر اس وقت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا لے مار گرامی شہر شقی نے مجھے ذبح کیا اور میری طوت اشارہ کر کے کہا کہ یہ بیٹوں جو سورہ ہے اس نے میرے ہاتھ کاٹے۔ جناب فاطمہؑ نے مجھے بد عادی کو حق تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو قطع کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے داخل جہنم کرے۔ جب میں چونکا تو مجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور روشنی جہنم بالکل جاتی رہی تھی اور ہاتھ اور پاؤں بھی کٹے ہوئے تھے اور سب دعائیں جناب فاطمہؑ کی مستجاب ہوئیں اب جہنم میں جا باقی ہے۔

کا تفسیر اسماء اور دقائق امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام اور ریح الامین اور ملک الموت ہر کافر ہر جانکی کے وقت تشریف لاتے ہیں، امیر المؤمنین مرسو خدا سے عرض کرتے ہیں کہ یہ شخص دشمن اہلبیت ہے اسے آپ بھی دشمن رکھئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل امین سے فرماتے ہیں کہ یہ دشمن خدا ہے اور ہمارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن رکھو، جبرئیل امین ملک الموت سے یہی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی روح کو سفح کے ساتھ قبض کر دو اس وقت ملک الموت اس کافر کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ لے بندہ خدا آیا تو نے اپنی ربانی اور سجاوٹی کوئی فکر کی ہے، تیرے پاس نجات کی کوئی دستاویز ہے؟ وہ یہ سنا کر کہتا ہے نجات کی دستاویز کیا ہے؟ عزرائیل کہیں گے نجات کا پروانہ علی کی محبت ہے۔ وہ کہے گا میں انہیں نہیں پہچانتا سہو، ان کا اعتقاد رکھتا ہوں، عزرائیل کہیں گے لے دشمن خدا پھر تو کیا عقیدہ رکھتا ہے تجھے غضب خدا اور دردناک عذاب کی بشارت ہو جس چیز کی تو اہمیت رکھتا تھا اب مفقود ہے اور جس چیز سے تو ڈرتا تھا موجود ہے۔ اس کے بعد اس کے جسم ناپاک سے اس کی روح بے سختی کھینچی جاتی ہے اور سو شیطان اس پر صیحت ہوتے ہیں کہ اس کے روئے نجس پر تھو کا کریں اور بدبو سے ایذا دیں، اور جب اسے قبر میں رکھیں گے تو ایک دروازہ دوزخ کا اس کے رو برو کھولا جائے گا جس سے جہنم کی گرمی اور بدبو اس تک پہنچا کرے گی۔ اس کے بعد اس بد بخت کی روح وادی برہوت کے پہاڑوں پر لے جائی جائے گی جہاں وہ حضرت امام ہدیٰ آخر الزماں علیہ السلام کے زمانے تک مسوغات میں داخل رہے گا اور غضب و عتاب خدا میں گرفتار رہے گا اور جب وہ جناب بلور فرمائیں گے تو اسے قتل کریں گے جیسا کہ خدا نے عذراہل کافروں کی زبان سے قرآن مجید میں فرمایا ہے **مَنْ تَبِعَنَا مِنْكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ**۔ **أَحْيَيْنَا الشَّقِيْنَ فَاَعْرَفْنَا بِدُنُوبِنَا فَهَلْ لِيْ خُرُوجٍ مِنْ سَيِّئِهِ** یعنی لے پروردگار! دو بار تو نے ہمیں ملا اور دوبار زندہ کیا۔ پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا، آیا کوئی راہ رہائی کی ہے قسم خدا کی کہ

(سورہ آل عمران آیت ۱۱۱)

عمر سعد شوم اپنے قتل ہونے کے بعد بصورتِ میمون مسخ ہو کر اپنے گھر میں زیادہ اپنے گھروالوں کو پہنچاتا تھا لیکن وہ لوگ اسے نہ پہچانتے تھے، خدا کی قسم جب تک ہمارے دشمن مسخ نہ ہوں زیادہ ختم نہ ہوگا ہر ایک ان میں سے اپنی زندگی میں بند رہنا سوز کی شکل میں ہو جائے گا اس کے بعد غلاب اور آتش جہنم میں گرفتار ہوگا، مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث غرابت رکھتی ہے اور جب سید مرتضیٰ علم الہدی رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے انکار فرمایا کہ جو بات نادرست ہے وہ یہ کہ روح ایک ناقص شکل کر دو سکے قابل پر عملی جائے نہ یہ کہ جسم ہی دوسری شکل اختیار کرے۔ (یعنی دوسری شکل درست ہے) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے جسم مثالی یا اجزائے اعلیٰ میں تغیر واقع ہوا ہو جیسا کہ ایک جلد میں مبدلات سابقہ میں گذرا۔

ابو جعفر طوسی رحمہ اللہ نے کتاب ابانی میں فرمایا ہے کہ معاویہ بن وہب کہتا ہے میں ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک مرد پیر یا قامت خمیدہ آیا اور اس نے حضرت کو سلام کیا حضرت نے اس کے سلام کا جواب سے کر فرمایا: اور نزدیک آ، اس مرد نے اگر حضرت کے دستہائے مبارک کا بوسہ لیا اور رونے لگا، حضرت نے فرمایا: لے شیخ! تو کیوں روتا ہے؟ پیر مرد نے کہا کیا حضرت قریب سو برس کے ہوئے کہ میں ہمیشہ آپ کے غلبہ اور تسلط کا امیدوار ہوں اور ہمیشہ اسی خیال میں ہوں کہ آج کے دن یا اس عینے میں یا اس برس میں آپ کے لئے کشائش ہوگی لیکن کسی طرح آپ کے تسلط و غلبہ کو نہیں پاتا پس آپ مجھے میسر رونے پر کیا اہمیت فرماتے ہیں۔ امام نام علیہ السلام نے فرمایا کہ لے شیخ! اگر تیری موت نے تانجیری اور قیام قائم علیہ السلام تک زندہ رہا البتہ تو ہمارے ساتھ ہوگا اور نہیں تو روز قیامت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔ اس وقت اس مرد پر نے کہا کہ میں کچھ خوف اور غم نہیں رکھتا، پھر حضرت نے اس حدیث کو نقل فرمایا: **إِنِّي تَارِكٌ لِّصِدْقِ التَّقْلِينَ مَا ان تَمَسَّكَتَهُ** **بِهِمَا لَنْ تَقَطُرَ الْعَذَابَ** کتاب اللہ وعتوقی اہلبیتی اس کے بعد ارشاد فرمایا لے شیخ! تو زندہ ہوگا اور ہمارے ساتھ ہوگا۔ پھر فرمایا: لے مرد پیر تجھے اہل کوفہ سے نہیں جانتا ہوں۔ اس نے کہا یا حضرت! ان میں آپ پر خدا ہوں، میں دیہات کوفہ کا باشندہ ہوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تو میرے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر سے کتنے فاصلہ پر رہتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا مولا! بہت نزدیک رہتا ہوں، فرمایا تو زیارت کو جاتا ہے؟ اس نے کہا یا مولا میں اکثر زیارت کرتا ہوں، فرمایا: لے شیخ! یہ وہ خون ہے جس کے ذریعے حق تعالیٰ مصیبت ہائے اولاد جناب فاطمہ علیہا السلام کا انتقام لے گا اور کسی شخص پر امام حسینؑ جیسی مصیبت نہیں گذری کیونکہ آپ مجھ شہر بزرگوں کے اپنے اہلبیت

قانون سین کی سنگ پڑنا

سے شہید ہوئے اور کون سی سعی و کوشش ہے جو انہوں نے راہِ خدا میں نہیں کی اور کون سا صبر و استقلال ہے جس کے جوہر طاعت رب العالمین میں نہیں بجالائے حق تعالیٰ انہیں بہترین جزا عنایت فرمائے، جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو ساتھ لے کر عہدہ قیامت میں آئیں گے اور اپنا ہاتھ اپنے نوحہ کے سرخو سچکان پر رکھ کر دیکھا کہ خدائے عزوجل میں عرض کریں گے کہ لے پروردگار! اس امت جفاکار سے استفسار کر کہ کس گناہ کے بدلہ انہوں نے میرے فرزند کو قتل کیا اس کے بعد فرمایا کہ سب مصیبتوں میں رفعا مکروہ ہے مگر وہ رونا جو امام عالی مقام کی مصیبت میں ہو تو صحیح۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بعض روایات علماء میں بروایت جرحہ بعض اصحاب سے اس طرح وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعاب دہن حضرت امام حسین کا یوں چوستے تھے جسطرح کوئی نیشکر کو چوستا ہے اور فرماتے تھے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، سب خدا اُس کے دوست کو دوست رکھے اور اس کے دشمن کو دشمن رکھے حسین ایک سبط ہے اسباب میں سے اور حق تعالیٰ اس کے قاتل پر لعنت کرے اس وقت جبرئیل امین نے نزول فرمایا اور کہا حق تعالیٰ نے خون سچا علیہ السلام کے عوض میں ستر ہزار منافقوں کو قتل کیا اور آپ کے نواسہ حسین مظلوم کے عوض میں ستر ہزار اور ستر ہزار ظالموں کو قتل کرے گا، یقیناً امام حسین کا قاتل ایک آگ کے صندوق میں ہوگا اور نصف خداب اہل دنیا کا اس پر کیا جائے گا اور اس ملعون کے ہاتھ پاؤں آگ کی زنجیروں سے باندھ کر سر کے بل درکب اسفل جہنم میں ڈالیں گے اور اُس کی بدبو سے اہل دوزخ خدائے پناہ مانگیں گے اور وہ ملعون ابدالابد اُس میں رہے گا، آب گرم جہنم اسے پلایا جائے گا اور کبھی اُس کی غذا میں تخفیف نہ ہوگی۔

ناظرانِ حسین! ہمت نہ ہاریں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یزید نامی ایک ملعون آپ کی اُمت سے (خدائے عزوجل اُس پر لعنت اور خداب دنیا و آخرت میں زیادہ کرے) آپ کے نواسے کو قتل کرنے کے بعد دنیا سے منتفع نہ ہوگا مگر بہت تھوڑا اور حق تعالیٰ اس سے یکبارگی اُس کے افعال ناپسندیدہ پر مواخذہ کرے گا اور ہمیشہ وہ لعین جہنم میں رہے گا پس جناب رسول خدا اس خبر وحشت اثر کو سنکر بہت رنے اور اُس کے بعد اس فرشتے سے پوچھا کہ اُس کے قاتلوں کو نجات ہوگی، دنیا میں ان کی زبانوں اور دلوں میں موافقت نہ ہے گی اور عقیقی میں دردناک غذا جہنم میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔

مروی ہے کہ کعب الاحبار یا امام خلافت عمر بن خطاب میں مسلمان ہوا تھا لوگ اُس سے فتنہ ہائے زمانہ آئندہ کے متعلق سوال کرتے تھے اور وہ کتب قدیمہ سے نقل کرتا تھا اس نے چند سانچوں اور واقعوں کے ذکر کرنے کے بعد جو عالم میں ظاہر ہوں گے یہ ذکر کیا کہ تمام مصائب سے شدید تر اور تمام حوادث سے عظیم تر امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہے جو قیامت تک لوگوں کی یاد سے محو ہونے والا نہیں ہے اور وہ ایسا فساد ہے جسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس جو فساد و پھیلے دنیا میں ظاہر ہوا وہ قتل ہابیل ابن حضرت آدم علیہ السلام ہے اور آخر فساد شہادت امام حسین علیہ السلام ہے ان کی شہادت کے دن آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اور ملائکہ کو حکم ہوگا کہ گریہ و زاری کریں اور وہ خون کے آنسوؤں سے رویں گے اور جب تم دیکھو کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے تو جا لو کہ آسمان مصیبت امام پر روتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ پیغمبروں کے قتل ہونے پر آسمان کیوں رویا دیا سچا لیکہ وہ حسین سے افضل ہیں، کعب الاحبار نے کہا لے تم پر حسین کا شہید ہونا امر عظیم ہے کیونکہ وہ فرزند جناب سید المرسلین اور بلند فاقم انبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور انہیں بڑے ظلم و جبر کے ساتھ علی الاعلان قتل کریں گے اور ان کے بارے میں ان کے جد بزرگوار کی وصیت کی کوئی رعایت نہ کریں گے، تم کو معلوم ہے کہ حسین پرورش یافتہ اب دہن رسول ہے اور اُس جناب کا ایک جزو حصہ ہے۔ یہ جھٹل عہدہ کرنا میں مذبح ہوں گے، قسم اس خدائے عزوجل کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے کہ اُن پر ساتوں آسمان کے فرشتے رویں گے اور تا قیام قیامت گریہ و زاری ان کی کم نہ ہوگی اور یقیناً اُس جناب کی جائے شہادت و دفن بہترین جا ہائے عالم ہے اور کوئی انبیائے عظام سے ایسا نہیں ہے جو اس مقام محترم کی زیارت سے مشرف نہ ہو اور اُس جناب کے مصائب ہوش ربا پر گریاؤں نالائی نہ ہو اور ہر روز ایک گروہ ملائکہ و کروبیاں اور ایک جماعت انس و جان اس مکانِ ریح الشان کی زیارت سے مشرف ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ کو نوے ہزار فرشتے اُس مقام محکم میں نازل ہوتے

حضرت آدم کو گواہی دینا کا مشورہ رکھنا



ہیں اور مانند اس پہاڑ زار زار اس امام عالی وقار کی مصیبت پر روتے ہیں اور ان کے فضائل بے شمار کے ذکر و یادگار میں مشغول رہتے ہیں اور ان حضرت کو آسمان پر حسینؑ مذہب و اور زمین ابو عبد اللہ مقتول اور دریاؤں میں پسند اور منگولم کہتے ہیں اور ان کی شہادت کے دن آفتاب میں گہن لگے گا اور اس شب کو چاند کو بھی گہن لگے گا اور صفحہ عالم تین دن متواتر تیرہ و تارک ہے گا اور آسمان لہو کے آنسوؤں سے روئے گا اور پہاڑ ٹوٹے ٹوٹے ہو جائیں گے اور دریا جوش و خروش میں آجائیں گے اور اگر ان کی ذریت طاہرہ اور درہ شہد جوان حضرت کے خون کا انتقام لیں گے برائے زمین پر باقی نہ رہتے تو حق سبحانہ تعالیٰ آسمان سے ایسی آگ برساتا کہ سب اہل زمین فنا ہو جاتے، پھر کعب الاحبار نے کہا: لوگو! تم میری پیشین گوئی پر تعجب کرتے ہو، دراصل ایک خداوند عالم نے کوئی چیز اگان و ایکون سے نہیں چھوڑی ہے کہ جس کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ دی ہو اور کوئی بندہ ایسا نہیں پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا جس کو عالم زمین حضرت آدم علیہ السلام کو نہ دکھایا گیا ہو، چنانچہ جس وقت ان کو امت محمدی اور اس کا دنیا کے لئے آپس میں لڑنا جھگڑنا دکھایا گیا، اس وقت صغی اللہ نے درگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے پروردگار! اس امت میں جو تمام امتوں سے بہتر ہے یہ نیراج و فساد کیوں ہے؟ ارشاد ہوا کہ چونکہ انہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ان کے دل مختلف ہو گئے اور یہ فساد کریں گے زمین میں جیسا کہ قبائل نے فساد کیا اور یہ پادہ جگر حضرت خیر البشر اور سرور عالم کو قتل کریں گے۔ اس گفتگو کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ نے جائے قتل حسینؑ منگولم اور اس قوم شوم کا سینے کے گرد ہجوم حضرت آدم علیہ السلام کو دکھایا حضرت آدمؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ منہ اس قوم گمراہ کے مانند شب تاریک سیاہ تھے۔ اس وقت انہوں نے دعا کی کہ خداوند ان ظالموں سے اپنے حبیب کے فرزند کا انتقام لے۔

سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جس سال حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا اس کے دوسرے برس ایام حج میں میں حضرت سعید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور میں نے عرض کی کہ اے میرے مولا! موسم حج قریب ہے مجھے کیا حکم ہوتا ہے، ارشاد کیا کہ اپنی نیت کے مطابق جا کر حج کرو۔ اذن پاک میں روانہ ہوا اور مناسک حج بحال آیا۔ ایک دن میں نے اثنائے طواف میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اس کا منہ مانند شب تاریک سیاہ ہے وہ خانہ کعبہ کے دروازے سے لپٹا ہوا آتا ہے لے خداوند کعبہ منظم اور لے پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے اگرچہ مجھے یہ گمان نہیں ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخشے گا اور عافیت کرے گا چاہے تمام ساکنانِ روئے زمین آسمان اور تمام تیری مخلوقات، انس اور جن سے مجھ گناہ گار رو سیاہ کی شفاعت کریں،

کیونکہ میرا گناہ بہت عظیم ہے راوی کہتا ہے کہ میں اور دوسرے لوگ طواف کعبہ کو چھوڑ کر اس شخص کے گرد مجتمع ہوئے اور ہم نے کہا ولے ہو تجھ پر اگر تو شیطان بھی ہے تو بھی رحمت اور آمرزشِ خداوندی سے باخس و نا امید ہونا سزاوار نہیں، تو کون ہے اور تو نے کون سا ایسا گناہ کیا ہے؟ وہ درود نے لگا اور کہنے لگا میں اپنے گناہوں کو خوب جانتا ہوں ہم سب نے کہا ہم سے بھی نقل کر، اس وقت اس بلحون نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا کی طرف چلے تو میں اس وقت ان کا سا رہا تھا اور معمول یہ تھا کہ جب امام عالی مقام وضو فرماتے تھے تو میں ان کے ازار بند پر کہ جس کی براتی سے نظر کو خیرگی ہوتی تھی چشم طبع رکھتا تھا کہ کسی طرح یہ ازار بند میرے ہاتھ آجائے یہاں تک کہ وہ جناب باخوش واقربا صحرا لے کر بلا میں شہید ہوئے میں نے خود کو ریگستان میں چھپا دیا جب رات ہوئی تو میں نے نکل کر دیکھا کہ صغیر دشت کربلا اس تاریکی شب میں مثل روز روشن درخشاں ہے اور لاشہ ہائے شہداء ادرہ ادرہ پڑے ہیں اس وقت اپنی سیاہ بخت کی بدولت میرے دل میں اس ازار بند کا خیال آیا اور اپنے دل میں میں نے قصد کیا کہ تین بے ہمدرد شہداء علیہ السلام کو تلاش کر کے اگر ازار بند ہو تو لے لوں، اسی خیالِ فاسد سے لاشہ ہائے شہداء پر سے گزر کر اس امام عالی مقام کی لاش پر پہنچا، میں نے دیکھا کہ فرزند ساقی کو شتر کا تین بے ہمدرد کے بل زمین پر پڑا ہے اور ایک نور عظیم اس سے ساطع ہے، لعش مطہر اس منگولم کی خاک و خون میں لوہا ہے اور اس پر ہوا چل رہی ہے۔ میں نے کہا قسم خدا کی حسینؑ یہی ہیں، پھر میں نے ان کے پاس جا کر کی طرف دیکھا اور اپنا ایک ہاتھ ازار بند پر رکھ کر جاہا کہ نکال لوں مگر میں نے دیکھا کہ آپ نے ازار بند میں بہت سی گرہیں دی ہیں، ایک گرہ کو میں نے کھولا تھا کہ حضرت نے دایبنا ہاتھ بڑھا کر ازار بند پر رکھنا ہر چند میں نے زور کیا لیکن وہ ہاتھ ازار بند سے جدا نہ ہوا۔ اس وقت نفسِ امارہ نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ اب کوئی حربہ یعنی چھری یا تلوار ڈھونڈ کر اس ہاتھ کو کاٹنا چاہیے چنانچہ تلاش کرنے پر ایک ٹوٹی ہوئی تلوار کا ٹکڑا میں نے پایا، پس اس ٹکڑے کو میں اٹھا کر لے آیا اور اسے میں نے امام عالی مقام کے دستِ حق پرست پر مارا اور رگڑے دے کر کاٹتا تھا یہاں تک کہ وہ ہاتھ کلائی سے جدا ہو گیا، پھر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ دوسری گرہ کھولوں اس وقت حضرت نے دستِ چپ ازار بند پر رکھ دیا تا امکان میں نے زور کیا لیکن نہ اٹھا سکا پس اس ہاتھ کو بھی میں نے کاٹنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی بند دست سے جدا ہو گیا اس کے بعد میں نے ہاتھ بڑھایا کہ ازار بند لے لوں کہ ناگہاں زمین و آسمان لرزنے لگے اور صدائے شیون و فغان اور آوازِ نالہ و بکا اس



برپا کئے اور لڑائی شروع ہوئی اور امام عالی مقام کو صحابہ پانی سے محروم رکھا اور سب کو شہید کیا، میں انیس دن ان لوگوں کے ساتھ رہا، وقت مراجعت ہالی بسیارے کرا سیران الہیتا ہلاک کے ساتھ شہر میں آیا، عبید اللہ ابن زیاد نے سیران الہیت کو قید کر کے یزید کے پاس بھیج دیا اور میں اپنے گھر میں رہا، ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلق اللہ صحرائے محشر میں مانند مور و مچ پیران و مضطرب طوط در زری ہے اور شدت تشنگی سے ہر شخص کی زبان منہ سے باہر نکل کر سینہ پر لٹک آئی ہے اور مجھے اس قدر پیاس تھی کہ مجھے نینال تھا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ پیاسا نہ ہوگا، شدت تشنگی سے آنکھیں دیکھنے سے اور کان سننے سے بیکار ہو گئے تھے اور ایک حالت عظمی طاری تھی، بے آبی نے میرے عقل و ہوش کو کم کر دیا تھا، حرارت آفتاب نے مغز سر کو کھلا دیا تھا اور زمین اس قدر طبعی تھی جیسے رال آگ پر جلتی ہے، حرارت زمین سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پاؤں کے دونوں نیچے جدا ہو گئے، قسم خدا کی کہ اگر مجھے پیاسا رہنے اور اپنے بدن کے گوشت کا ٹکڑا اہو پینے میں مجھ لیا جاتا تو میں بسبب شدت تشنگی کے اس امر پر راضی ہو جاتا کہ میرے گوشت کو کاٹیں اور میں اپنا اہو پی لوں، اس انسا میں ایک شہسوار بناہایت سن و جمال اور شوکت جلال نمودار ہوا، اس کے چہرہ پر نور سے تمام صحرائے محشر روشن و منور ہو گیا اور ہزاروں خمیر و موی پیغمبر اور اولیا و شہدا اور صلحا اس کے جلو میں تھے وہ مانند باد تند برق جہنہ صحرائے محشر سے گذر گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک اور سنوار نظر آیا جس کی پیشانی مانند شب چہارہ درخشاں تھی، ہزاروں آدمی اس کے رکاب نظر آتے سب میں سرگرم اطاعت و فرمانبرداری تھے، اس کے کروہر اور شوکت و شان سے میرے بدن پر بال کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ کانپنے لگے، از بس کہ مجھے اپنے دست و پا کا ہوش نہ تھا اس لئے میں نے سوار اول کا حال نہ پوچھا، ناگاہ اس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے اصحاب سے اشارہ کیا کہ اس شخص کو بکڑلاؤ، اس شخص نے ان کے ہمرکابوں میں سے اس زور سے میرے بازو کو پکڑا کہ گویا حلقہ آہن گرم نے میرے ہاتھ کو لپیٹ لیا، وہ شخص مجھے کھینچتا ہوا اس سوار کی طرف لے چلا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا دامن بازو و شان سے اکھڑ گیا ہے، میں نے جس قدر اس کی منت و سماجت کی کہ ذرا آہستہ میرے ہاتھ کو پکڑے اس نے اور زیادہ زور سے پکڑا، میں نے کہا کہ اسے شخص تھے قسم ہے اس شخص کے حق کی جس کے حکم سے تو مجھے پکڑنے آیا ہے، یہ بیان کر کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں فرشتگان الہی میں سے ایک فرشتہ ہوں، بار دیگر میں نے پوچھا کہ یہ سردار باوقار کون ہے؟ اس فرشتہ نے کہا یہ مالک قبضہ ذوالفقار

نائب رسول مختار تقسیم جنت و نارحیدر کر رہے ہیں، پھر میں نے پوچھا کہ وہ شہسوار تند رفتار جو ان سے پہلے گذر گیا وہ کون تھا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ عنوان صحیفہ زکریا کی رحمت کرگل سرور صفار کبار جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، میں نے پوچھا عنوان و انصار جوان و زولیا بزرگوں کے جلو میں تھے وہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ انبیائے عالی مقام و اوصیائے اہلار اور شہدائے اخیار اور صلحائے ابرار اور مومنین خوش کردار ہیں، بار دیگر میں نے عرض کیا مجھ سے کونسا لگا کہ سرور ہوا ہے جس کے ہوش میں مجھے اس عتوبت و غلاب میں گرفتار کیا ہے فرشتے نے کہا ہم ان کے حکم کے تابع ہیں جو ہمیں ارشاد ہوا بجالائے اور قصور میں معلوم نہیں لیکن اتنا جانتے ہیں کہ تمہارا حال بھی ہی ہوگا جیسا اس جماعت بے سعادت کا حال ہوا ہے جب میں گردوش دیکھنے لگا کہ وہ جماعت کون کی ہے کون سے یہ فرشتہ مجھے خبر دیتا ہے کہ ایک میں نے دیکھا کہ عرسدین معالک حاجت کے جہنم میں سے بعض کو پھینا تھا اور بعض کو نہیں پھینا تھا ساتھ وارد ہوئے وہ عمر سعیدین کی گردن میں زنجیر آہنی پڑی ہوئی تھی، اور اس کے کانوں اور آنکھوں سے آگ نکلتی تھی، یہ دیکھ کر مجھے اپنی موت کا یقین ہو گیا اور باقی جماعت باغیہ کا یہ حال تھا کہ کسی کی گردن میں طوق پڑا ہے اور کسی کے پاؤں میں زنجیر ہے اور بعض میری طرح سے ملا کہ عذاب کے ہاتھ میں گرفتار تھے وہ لوگ تھوڑی راہ مجھے لے گئے تھے کہ میں نے دیکھا سوار اول یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کرسی بلند و زنگار پر جو سفید موموں سے بنائی گئی تھی، بیٹھے ہیں، اور ان کے داہنے طرف اور دوزخ گوار ذیشان حاضر ہیں، میں نے ایک فرشتہ سے پوچھا کہ یہ دونوں شخص کون ہیں؟ اس نے کہا، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام ہیں، اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا کہ لے علی تم نے کیا کیا؟ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسے قاتلان حسین کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا ہوں، آہنگر کہتا ہے یہ کلام جناب امیر کا سنگو میرے ہوش و حواس درست ہوا اور شکر خدا میری زبان پر جاری ہوا کہ میں قاتلان حسین میں نہ تھا، جناب رسول خدا نے ان ملعونوں کو سامنے بلایا اور ہر ایک سے حسین کے مصائب پوچھتے تھے، اور روتے تھے، حضرت کو گریاں دیکھ کر تمام حاضرین مجلس شریف گریہ و زاری کرتے تھے اور حضرت کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ہر ایک شہیدی ان اشقیاء میں سے ایسا جانسوز بیان کرتا تھا کہ دل سنگ آب اور جگر آہن کباب ہوتا تھا، ایک ملعون نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اس شدت گرامیں حسین پر پانی بند کیا تھا، ایک شہیدی نے کہا کہ میں نے ان کی نعشیں مہر پر گھوڑا دوڑایا تھا، کسی نے کہا جس وقت میں نے اس امام

امام عالی وقار کو بے یار و مددگار باحالی زار روئے زمین پر پڑا دیکھا تو میں نے اُن کے سینہ پر نور پر چڑھ کر خنجر آبدار سے اُن کے گلے خشک کو کاٹا۔ ایک روسیہ نے کہا کہ میں نے ان کے فرزند بیمارنا تو ان کو مارا۔ اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا: **وَالِدَاهُ وَاقْتَدْنَا نَاصِرًا وَوَأَحْسِنًا وَأَعْلِيًّا**۔ یعنی اے میرے اہلبیت میرے بعد تم کسی بلا و محنت میں گرفتار ہوئے۔ بعد ازاں حضرت رسول خدا نے حضرت آدم اور اے برادر عالی مقلد نوح میرے بعد میری امت نے فرمایا کہ دیکھو اے پدر بزرگوار حضرت آدم اور اے برادر عالی مقلد نوح میرے بعد میری امت نے میری ذریت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ کلام حضرت کا وہ تھا جس سے جمیع اہل مشرخر و مش میں آئے۔ اس کے بعد جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملائکہ جنم کو حکم فرمایا کہ ان ملعونوں کو لے جا کر داخل جہنم کرو اور ایک ایک کو عذاب الیم میں مبتلا کرو۔ بعد ازاں ایک اور شخص کو حضرت کے روبرو لائے حضرت نے اُس ملعون سے پوچھا، بتلا اے شقی! تو نے میری عزت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے کچھ نہیں کیا، حضرت نے فرمایا، کیا تو سجانہ تھا؟ اُس نے کہا، یا مولاد درست ہے کہ میں سجانہوں لیکن سو اُس کے کوئی قلعی میں نے نہیں کی ہے کہ ایک دین حسین ابن نمیر کے خیمہ کی کڑھی ٹوٹ گئی تھی وہ میں نے درست کر دی۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رو کر فرمایا کہ اے ملعون تو نے سواد لشکر کو میرے فرزند کے خلاف زیادہ کیا بعد ازاں حکم فرمایا کہ اس ملعون کو پکڑ لو اور اس کو بھی جہنم میں لے جاؤ۔ فرشتوں نے کہا فیصلہ کا حق صرف خدا اور اُس کے رسول اور وحی رسول کے لئے ہے۔ آہن گر کہتا ہے کہ سجانہ کا حال تباہ دیکھ کر میں نے بھی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ پھر حضرت نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا سلوک کیا؟ میں نے حقیقت حال عرض کی، حکم ہوا اے جہنم میں لے جاؤ، ایک باز فرشتوں نے مجھے کھینچا اس کھینچنے میں میری آنکھ کھل گئی اور ہرگزشت اس خواب کی ہر شخص سے میں نے نقل کی۔ کہتے ہیں کہ اُس آہنگر کی زبان مثل کڑھی کے خشک ہو گئی تھی اور نصف بدن اُس کا جسے حرکت ہو گیا تھا، اور جو لوگ اُس روسیہ کے دوست تھے اُس ملعون پر لعنت کرتے تھے اور وہ فقیر و محتاج ہو کر داخل جہنم ہوا۔

خدا اے اپنی رحمت سے دور کرے۔ وسیع علم اللذین ظلموا ایّ مقلب ینقلبون۔

سدا سے روایت ہے اُس نے کہا ایک شب میرے گھر میں جہان آیا میں نے اس کو خوش آمد کہا اور تعظیم و تکریم بٹھایا اور باتیں کرنے لگے۔ وہ شخص نہایت خوش بیان تھا اُس نے واقعہ بالملہ کر بلا جسے ابھی چند روز گذرے تھے ذکر کیا۔ اُس کے سننے میں میں نے آسو سرد بھری، اُس نے کہا کہ

تو نے متاسف ہو کر آہ کیوں کھینچی، میں نے کہا کیوں کرتا مسف نہ کروں کہ تو نے اس مصیبت کا ذکر کیا جس کے مقابل میں ساری مصیبتیں اور سختیں پست ہیں۔ اُس نے کہا کہ آیا تو اس وقت اس معرکہ میں نہ تھا۔ میں نے کہا اسحہ اللہ کہ وہاں نہ تھا۔ کہنے لگا کہ تم کس بات کا شکر کرتے ہو، میں نے کہا اس کا شکر کرتا ہوں کہ میں زمرہ قاتلان حسین میں داخل نہیں ہوں، کیونکہ اُن کے جد بزرگوار نے فرمایا ہے کہ حسین شخص سے روز قیامت میں میرے فرزند حسین کا خون طلب کیا جائے گا۔ اُس کے اعمال کا پتہ ہلکا ہوگا۔ اُس نے کہا اُن کے جد بزرگوار نے یوں ہی فرمایا ہے۔ میں نے کہا ہاں اور یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ میرا فرزند جو روز قیامت قتل کیا جائے گا اور اُس کا قاتل ایک صندوق آتش میں ہوگا اور نصف عذاب اہل جہنم اس ملعون پر کیا جائے گا اور اُس کے ہاتھ پیروں میں زنجیریں ڈالیں گے، اس کی بدبو سے اہل جہنم خدا سے عزوجل سے پناہ مانگیں گے اور اُس کے پیروں کا کال اور جو بھی اس کے فعل سے راضی ہو اُس کا حال بھی مثل اس کے حال کے ہوگا اور جب اُن کی جلد جل جائے گی تو ایک اور جلد تبدیل کی جائے گی تاکہ عذاب جہنم خوب محسوس ہو اور کبھی ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی، اور وہ جہنم کا گرم پانی پیئیں گے، ولے ہو اُن پر عذاب آتش جہنم سے اُس ملعون نے مجھ سے کہا کہ تو اس کلام کو باور نہ کر۔ میں نے کہا کیوں کر باور نہ کروں، جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ آیا تو نے نہیں سنا ہے کہ لوگ جناب رسول خدا سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ قاتلان حسین قتل حسین کے بعد بہت زندگی نہ پائیں گے، اور حال یہ ہے کہ میں تو بے بس کا ہو گیا ہوں تو مجھے نہیں سہی پتا ہے۔ میں نے کہا واللہ! میں نہیں سہی پتا۔ کہنے لگا میں آنس ابن زید ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تو نے کہا میں کیا کیا تھا؟ اس ملعون نے کہا میں اُن سواروں کا سردار تھا کہ جنہیں عمر سعد میں نے لعش نام حسین پر گھوڑے دوڑانے کا اور پال سہم اسپاں کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس ہم نے اُن کی لعش پاش پاش پراٹنے گھوڑے دوڑائے کہ پہلو کی پڈیاں ریزہ ریزہ ہوئیں، اور میں ہی وہ ہوں جس نے اُن کے فرزند بیمار کے نیچے سے سجادہ کھینچا اور اُن کو منہ کے بل گرا دیا، اللہ میں ہی وہ ہوں جس نے سکینہ دختر حسین کے کان چیر ڈالے اور گھوڑے کھینچ لئے۔ مراد یہی کہتا ہے کہ اس کے کلام پر انجام سے میرا دل زخمی ہو گیا اور میں رونے لگا اور اُس کے ہلاک کرنے کی مجھے فکر ہوئی کہ ایک مرتبہ چراغ کی روشنی کم ہوئی میں اُسٹھا کہ درست کروں، اُس ملعون نے مجھ سے اٹھنے دیا اور کہا بیٹھے رہو، وہ اپنے سلامت پہننے پر تعجب کرتا تھا اور سرد گرم حکایت سنا اور آپ ہی اُس نے ہاتھ بڑھا کر چاٹا کاپی اٹھی

سے چراغ کی بتی اکسا دے ناکاہ اُس کی انگلی میں آگ لگ گئی، اُس ملعون نے انگلی کو زمین پر ملا کر آگ بجھو جائے لیکن وہ کسی طرح نہ بجھی، پھر وہ چلا یا کہ اے بھائی میری خبر لے۔ میں نے یہ کرنا بت اُس کی جلتی ہوئی انگلی پر پانی کی مہرچی انڈین دی لیکن اُس پانی نے تیل کا کام کیا کیونکہ وہ آگ پانی پڑنے سے اور بھڑک اٹھی، پھر وہ بعد اے بلند کہنے لگا یہ کیسی آگ ہے اور کون پھیز سے بجھائے گی، میں نے کہا تو خود کو نہر میں گرا دے، جب تک وہ ملعون پانی میں پہنچے۔ تمام بدن میں اُس کے آگ لگ گئی، وہ اس طرح جل رہا تھا جیسے سوکھی پرائی کڑھی ہوئے تند میں جلتی ہے۔ دلاوی کہتا ہے کہ قسم خدائے وحدہ لا شریک کی وہ آگ نہ بجھی جب تک کہ وہ ملعون جل کر کوئلہ نہ ہو گیا اور پانی پزیر نہ لگا۔

لگا۔ الا لعنتہ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔  
ایک عورت نے روایت کی ہے کہ ایک شخص ان ملعونوں میں سے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو گئے تھے میرے پاس رہتا تھا جب وہ بین وہاں سے پھر اوزر عمران اور اونٹ لایا جب اُس زعفران کو دیکھا تو وہ آگ ہو گئی اور اس کی عورت نے اس زعفران کو اپنے ہاتھوں میں ملا تو وہ مبروس ہو گئی۔ اور جب اونٹ کو زور دیا تو جس جگہ اس کے بدن میں چھری مارے تھے آگ نکلی تھی جب اس کی کھال اتاری تو اس وقت بھی آگ نکلی جب اُس کے ٹمکڑے کٹے اس وقت بھی آگ شعلہ در ہوئی۔ جب پکایا تو دیک میں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ جب گوشت کا لسنہ میں نکالا تو اس سے بھی آگ نکلی، وہ عورت کہتی ہے کہ میں ان دنوں میں کس نہ تھی، ایک بڑی اُس اونٹ کی اٹھا کر مٹی میں دبا دی، ایک مدت کے بعد میں نے اُس بڑی کو پایا اور کاٹا تو اُس سے بھی آگ نکلی، اُس وقت میں نے جانا کہ یہ وہی بڑی ہے بعد ازاں میں نے اُس بڑی کو دفن کر دیا۔

سراوی کہتا ہے کہ میں بہت خور و سال تھا، کسی لڑکوں کے ساتھ ایک شخص کی طرف سے گذر ہوا جس کا بدن سفید اور منہ کالا تھا، اس کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ یہ ملعون قاتلان امام حسین میں سے ہے۔

## بَاب

### امام حسین علیہ السلام کے قبرا اور معاصرین نیراک کے احتجاجات کے بیان میں

بعض کتب قدیرہ مناقب میں شفیق سے مروی ہے، اُس نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ابن زبیر ابن عباس علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور اُن سے اپنی بیعت چاہی، ابن عباس نے قبول نہ کیا، بیزید پلید نے اس گمان سے کہ ابن عباس نے میری بیعت کا پاس کر کے ابن زبیر سے بیعت نہ کی، ایک نامہ لکھیں اس مضمون کا لکھا۔ اٹھا بعد! میں نے سنا کہ عبداللہ بن زبیر تم سے بیعت طلب کرتا تھا اور اپنی اطاعت کی طرف بلاتا تھا تاکہ حق کے خلاف اس کے معین و مددگار اور جراثیم و خطا میں اُس کے شریک و یار ہو اور تم نے وفاداری اور رضا کی رضا جوئی پر نظر کر کے ہمارے حقوق کی رعایت کی اور اس التماس کو قبول نہ کیا تم ہم سے ملتی ہوئے اور تم نے ہمارے حق کو چھینا یا حق سبحانہ تعالیٰ حق شناسان الوالارحام اور وفاداران ثابت اقدام کی بہترین جزا تھیں عطا کرے، میں سب چیزوں کو بھول سکتا ہوں مگر تمہاری نیکی و احسان کو کبھی نہ بھولوں گا، بسب اس فضیلت کے کہ تم رسول خدا سے قرابت رکھتے ہو اور اُن کے اہلبیت تھائے گھر میں رہتے ہیں۔ پس تم ان لوگوں کو کہ جنہیں پسر زبیر نے اپنی چرب زبانی اور خوش بیانی سے فریفتہ کیا، دیکھو تو انہیں اپنی رائے سے مطلع کرو اور سمجھاؤ بلاشبہ وہ تمہاری بات سنیں گے اور تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور ابن زبیر نے خانہ کعبہ کی حرمت کو ضائع کیا ہے اور وہ ہمارے دین سے خارج ہو گیا ہے۔ ابن عباس نے اس خط کے جواب میں قسم کیا۔ اٹھا بعد! تیرا خط پہنچا، تو نے لکھا تھا کہ ابن زبیر مجھ سے بیعت طلب کرتا ہے اور اہل بیت چاہتا ہے جن کو میں نے قبول نہیں کیا، مگر حقیقت میں ایسا ہی ہو تو میری غرض اس امر کے قبول نہ کرنے سے تیری خوشی اور شکر گزار ہی نہیں ہے، اور میں نے جو تصور کیا ہے اس سے عالم اللہ و انھیات خوب واقف ہے، اور یہ جو لوگ کہتا ہے کہ میں تمہاری نیکی اور حق شناسی کو بھولوں گا پس اسے شخص اپنی نیکی اور صلہ کو اپنے ہی پاس رکھ کیونکہ میں کبھی اپنی دوستی کو تیرے لئے صرف نہیں کرتا، مجھے قسم اپنی جان کی کہ تو ہمارے حقوق میں سے بہت تھوڑا دیتا ہے، بہت سے حقوق تو نے ہمارے بند کئے ہیں اور مجھ سے درخواست کرتا ہے کہ لوگوں کو تیری طرف راغب کروں اور ابن زبیر سے پھروں، حال آنکہ نہ تجھ میں محبت نہ مروت نہ حیا ہے نہ وفا، مجھ سے وفا چاہتا ہے اور اپنی دوستی کی طرف

مجھے مائل کرتا ہے حالانکہ تو نے فرزند رسول خدا اور جوانانِ عبدالمطلب کو شہید کیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو ہدایت کا چراغ اور علم کے ستارے تھے، تیرے حکم سے تیرے لشکر نے ایک میدان میں ان کو شہید کر دیا اور ان کی لاشوں کو برہمن بے گور و کفن چھوڑ دیا جن پر یہو ائیں گرد کی چادریں ڈالتی تھیں اور درندے پاسبانی کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھیجا جو ان کے خون میں شریک نہ تھے، انھوں نے ان کو کفن دیا اور خاک میں چھپایا اور تو اپنے تخت سلطنت پر مزے میں بلجان ہے اور تجھے مطلق پروا نہیں ہے، میں اگر سب چیزوں کو بھول جاؤں تو بھول جاؤں لیکن اس بات کو مجھے نہیں بھول سکتا کہ تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خانہ خدائے نکالا اور لوگوں کو بھیجا کہ اس امام مہترم کو حرم میں شہید کر دیں یہاں تک کہ اس امام عالی مقام نے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف سفر کیا، اور خوف و ہراس میں کعبہ سے نکلے اور تو نے اپنے سواروں کو ان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خدا و رسول سے اپنی عداوت کا ثبوت دیا اور ان اہلبیت سے عداوت کا ثبوت دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے سچا ستوں کو دور رکھا ہے، یہ لوگ تیرے سخی اور نالائق آبا و اجداد کی طرح نہ تھے، پھر حسین نے تم سے صلح چاہی اور واپس جانے کا قصد کیا لیکن تم نے ان کی سبکی اور تنہائی کو غنیمت جانا اور ان کی دشمنی و عداوت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گویا کہ اپنے زعم میں تم نے توڑ کر کھینچ لیا، پس میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی چیز عجیب نہیں ہے کہ تو مجھ سے دوستی کی توقع رکھتا ہے، حالانکہ تو نے میرے پدر بزرگوار کے فرزند دلہنہ کو قتل کیا اور تیری تلوار سے میرے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اور ہم اپنے خون کے قصاص کے سبب سے طالب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ خون ناحق ضائع نہ ہوگا اور تو ہم سے کینہ وری میں پیش دستی نہ کرے گا اور اگر تو نے پیش دستی بھی کی تو کیا ہوا، اکثر پیغمبرانِ خدا نے اور ان کی اولاد و امجاد نے اپنی جانیں راو خدائے عزوجل میں دی ہیں اور خدا مظلوم کی نصرت کرنے والا اور ظالم سے انتقام لینے کے لئے کافی ہے۔ تو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ آج ہم پر غالب ہوا، ایک دن ہم بھی غالب ہوں گے، اور وہ جو تو نے میری وفاداری کا ذکر کیا ہے تو لے دشمنِ خدا ہیں۔ تم سے پہلوں کی بیعت کب کی، جو جانتا ہے کہ میں خود اور میرے باپ دادا کی اولاد اور خلافت کے لئے تجھ سے سزاوار تر ہیں، لیکن تم گروہ قریش نے اپنے تعصب اور عناد سے ہمیں ہمارے حق سے باز رکھا ہے اور آپ مالک ہو بیٹھے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کرے ان لوگوں کو جنھوں نے ہم پر ظلم کیا اور انھوں کو ہمارے خلاف جنگ پر ابھارا جس طرح قوم ثمود اور قوم لوط اور اصحابِ بدرین کو اپنی رحمت سے دور کیا اور عجیب ترین تریہ کہ تو نے دخترانِ عبدالمطلب کو اور ان کے اطفال کو غلاموں کی

طرح شام میں بلایا، تاکہ لوگ جانیں کہ تو ہم پر غالب آیا ہے، اتنے مظالم کے بعد بھی تو ہم پر احسان چنتا ہے حالانکہ خدائے عزوجل نے ہمارے سبب سے تجھ پر احسان کیا ہے۔ قسم اپنی زندگی کی کہ اگر تو ہماری تلوار سے سچ بھی گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری شمشیر زبان کے گھاؤ تجھ پر کاری لگیں گے، اور میں اس بات سے بالکل نہیں ہوں کہ منتقمِ حقیقی تجھ سے قبل فرزند رسول پر مواخذہ کرے گا اور دنیا سے تجھے بدلت و تلوار ہی اٹھائے گا۔ اے کینے! جب تک تیرا بس چلے زندہ رہے بہت گناہ تو نے جمع کئے ہیں اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ مِنْ اتِّبَاحِ الْهَدٰی :

علاء حدیثی علیہ الرحمہ نے بلاذری سے روایت کی ہے کہ جو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام، عبد اللہ ابن عمر نے ایک خط یزید لپیڈ کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا "واقوہ کہ بلاک عظیم مصیبت ہے اور اسلام میں بہت بڑا رخنہ پڑ گیا اور روزِ قتل حسین سے بڑھ کر کوئی دن نہیں ہو سکتا۔ یزید نے اس خط کے جواب میں عبد اللہ کو لکھا کہ اے نادان! ہم نے تو یہ نصراے زیبا کیجئے ہوئے فرس، سچی ہوئی مسندیں پہلے سے پائی تھیں جو جنگ ہم نے لڑی ہے وہ ان چیزوں کے بچانے کے لئے تھی (نہ کہ چھیننے کے لئے) پس اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم نے اپنے حق سے دفاع کیا اور اگر ناحق تھا تو کس نے سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھی اور اس طریقہ کو ایجاد کیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک طولانی حدیث میں نے دلائل الامت سے نقل کی ہے جو کتابِ فتن میں بھی گذر چکی، اور وہ یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اٹھارہ جگر بستوں کی شہادت کی خبر یزید منورہ پہنچی تو جہاں بنی ہاشم ہیجان میں آئے، وہاں عبد اللہ ابن عمر کو بھی بہت غیظ آیا، وہ شام کی طرف روانہ ہوئے جب دربار یزید میں پہنچے تو اس کو بہت کھری کھری باتیں سنیں اور قتلِ امام حسین علیہ السلام پر بہت کچھ بڑا بھلا کہا۔ یزید پر سنکر عبد اللہ کو خلوت میں لے گیا، اور ایک منافق کا خط دکھلایا جس کا مضمون تھا کہ میں اپنے آبائی دین پر قائم ہوں اور مجھ مصطفیٰ کو (معاذ اللہ) ساحر اور جھوٹا جانتا ہوں، وہ اپنے سحر کی بدولت لوگوں پر غالب ہو گئے تھے، لہذا ان کے اہلبیت کی اگرچہ ظاہر میں تکریم کرتا مگر در پردہ ان کی بیخ کنی کرنا اور روئے زمین پر ان کو باقی نہ رہنے دینا۔ ابن عمر اس خط کو پڑھ کر خاموش ہو گئے۔ پھر انھوں نے یزید کے حق میں تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ قتلِ حسین میں وہ حق بجانب تھا۔

اے یہ خط مسلمانوں کی بہت مشہور اور عالی قدر سچی ہے معاویہ کے نام لکھا تھا رزاری نام ظاہر کرنے کو مانج ہے۔

## باب

### ذکر ازواج و اولاد طاہرین امام حسین علیہ السلام

مصنف فرماتے ہیں کہ ازواج امام حسین علیہ السلام کا تھوڑا حال، باب احوال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام میں مذکور ہے۔ کتاب ارشاد میں مرقوم ہے کہ امام حسین کی چھ اولادیں تھیں۔

(۱) علی اکبر زین العابدین، ان کی کنیت ابو محمد تھی، والدہ کا نام نامی شہر بانو بنت کسریٰ بزرگوار تھا۔

(۲) علی اصغر جو کہ کر بلا میں اپنے پدر بزرگوار کے سامنے شہید ہوئے، ان کا ذکر باب شہادت میں کر گیا۔

ان کی والدہ ماجدہ یعلیٰ بنت ابومرہ بن عروہ بن مسعود ہیں، یہ قوم ثقیف سے تھیں۔ (۳) جعفر، لا ولد انتقال کیا، ان کی ماں قوم قضاعہ سے تھیں، جعفر نے اپنے والد بزرگوار کی حیات میں قضائی (۴) عبداللہ اپنے پدر بزرگوار کی گود میں ایک لہون کے تیر سے شہید ہوئے۔ (۵) سکینہ مادر گرامی زباب دختر امراؤ ثقیف بن عدی آپ کلبہ معویہ سے تھیں عبداللہ شیر خوار کی بھی یہی ماں ہیں۔ (۶) فاطمہ، انکی ماں ام اسحاق دختر طلحہ بن عبداللہ قوم تمیم سے تھیں۔

کتاب مناقب میں کتاب البدع اور شرح الاخبار سے مسطور ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو علی اکبر یعنی امام زین العابدین علیہ السلام کو زندہ چھوڑ گئے اور یہ باقی رہے۔ اور اولاد جو حضرت کی شہید ہوئی ان سے سن میں چھوٹی تھی اور اسی روایت پر میرا اعتماد ہے۔

ایک دفعہ یزید یلمی نے علی بن حسین علیہ السلام سے کہا کہ تجھے کہ تمھارے باپ نے اپنے سب بیٹوں کا نام علی رکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اپنے والد ماجد سے بہت محبت رکھتے تھے، اس سبب سے ان کا اسم مبارک اپنی اولاد پر مکتور رکھا۔

ابن کلبی کہتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حریت ابن جابر حنفی کو مشرق کی طرف امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا، اس نے دختر یزید جو کہ حضرت کے پاس بھیجا جناب امیر علیہ السلام نے انھیں اپنے فرزند ولید جناب امام حسین علیہ السلام کو عطا فرمایا اور علی ابن اکسین انھیں کے لہن سے ہیں اور دوسرے

لہ جناب شہر بانو کے مستحق یہ جو مشہور کیا گیا ہے کہ خلیفہ ثانی کے عہد میں دربار میں لائی گئیں یہاں سنت کی روایت ہے جو درستی اصول پر پوری نہیں اتنی، کیونکہ ایران ۱۶-۱۷ ہجری میں فتح ہوا ہے۔ اس وقت یزید کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ نہ تھی اس لیے اس کی کوئی اولاد اس وقت ۵-۶ سال سے زیادہ عمر کی نہیں ہو سکتی، حالانکہ شہر بانو جو ان تھیں پھر امام حسین بھی اس وقت تک نہ نکاح کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ آپ کی ولادت ۳۵ھ میں ہی تھی اس لئے اس واقعہ کے وقت آپ نے یا تو ۱۳ یا ۱۴ سال کے تھے

راویوں نے لکھا ہے کہ حریت مذکور نے یزید جرد کی دو بیٹیاں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں، ایک ان میں سے حضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام کو عنایت فرمائی اور علی ابن اکسین انھیں کے لہن شریف سے ہیں، اور دوسری محمد ابن ابی بکر کو عطا کی کہ ان سے قاسم ابن محمد پیدا ہوئے اس صورت میں علی ابن اکسین اور قاسم بن محمد دونوں خالہ زاد بھائی ہوں گے۔

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ایک علی اکبر ہیں جو کر بلا میں شہید ہوئے اور ان کی ماں جرہ بنت عروہ بن مسعود ثقیفی تھیں، اور دوسرے علی اوسط ہیں جنھیں امامت سنی، یہ منجملے ہیں۔ تیسرے علی اصغر ہیں، اور ان دونوں صاحبزادوں کی والدہ شہر بانو تھیں اور محمد اور عبداللہ شہید لہن جناب ربیعہ ہیں کہ جو ربیعہ امام حسن علیہ السلام کی بیٹی تھیں، اور جعفر بن کی ماں قبیلہ قضاعہ سے ہیں۔ اور حضرت کی صاحبزادوں سے سکینہ ہیں آپ کی والدہ رباب قبیلہ کنندہ سے ہیں یہ امراؤ ثقیف کی بیٹی ہیں اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق دختر طلحہ بن عبداللہ تھیں اور زینب۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کے بعد بیٹیوں میں سے صرف ایک کو چھوڑا اور وہ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں اور بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں۔ حضرت کا دربان رشید بھری تھا۔

کتاب کشف الغمہ میں کمال الدین بن طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت کی دس اولادیں تھیں، چھ بیٹے اور چار بیٹیاں علی اکبر اور علی اوسط (وہی سید الساجدین ہیں) اور علی اصغر، محمد اور عبداللہ اور جعفر علی اکبر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے۔ جناب علی اصغر خور دسال تیر سے شہید ہوئے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ بھی جناب امام حسین علیہ السلام کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور بیٹیاں تین تھیں، زینب، سکینہ اور فاطمہ۔ اور یہ قول مشہور ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت کی اولاد چار فرزند اور دو بیٹیاں تھیں۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے اور سلسلہ امامت اور ولایت کا تہہ قیام قیامت حضرت علی اوسط یعنی امام زین العابدین علیہ السلام سے باقی ہے۔ مصنف علی الرحمہ فرماتے ہیں کہ صاحب کشف الغمہ نے بعض اولاد کو ذکر کیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔

ابن خثاب کہتا ہے کہ آپ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، علی اکبر جو شہید ہوئے، اور علی اوسط سید الساجدین امام ہیں اور علی اصغر اور محمد اور عبداللہ شہید اور جعفر اور بیٹیاں حضرت سکینہ اور زینب اور فاطمہ ہیں۔

حافظ عبدالعزیز سیسہ انصر جناب زینب کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے چار بیٹے اور

دو بیٹیاں تھیں، علی اکبر جو حضرت کے سامنے شہید ہوئے اور علی اصغر اور جعفر اور عبداللہ اور سکینہ اور فاطمہ اور حضرت کی نسل حضرت علی اصغر سے ہے، اور ان کی ماں اُم ولد تھیں اور آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ اور زہری نے کہا ہے کہ میں نے کسی ہاشمی کو ان سے بہتر نہیں دیکھا۔ صاحب کشف الغمہ کہتے ہیں کہ حافظہ مذکور نے امام زین العابدین علیہ السلام کو ذکر نہیں کیا، صرف علی اکبر اور علی اصغر کو ذکر کیا اور یہ جو اس نے کہا کہ نسل جناب امام حسین کی علی اصغر سے ہے تو اس سے امام زین العابدین کا ارادہ کیا اور علی اصغر کو چھوڑ گیا۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت کے تین فرزندوں کا نام علی تھا جیسا کہ اكمال الدین نے ذکر کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام تھے۔ اور اكمال الدین کی روایت میں اور حافظ کی روایت میں چار اولادوں کا فرق ہے۔

## باب ۲

### مختار بن ابوعبید ثقفی کے حالات کے بیان میں

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امانی میں منہال سے روایت کی ہے کہ میں مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں مشرف ہوا، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حرملہ بن کابل اسدی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اس کو میں نے کو ذمہ زندہ چھوڑا ہے یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں دستوں مبارک دعا کے واسطے اٹھائے اور فرمایا: - اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ - خداوند! اس کو لوہے کی گرمی کا مزہ چکھا، خداوند! اس کو گرمی کا مزہ چکھا دے، اس کو آگ کی گرمی چکھا دے۔ اس کے بعد جب میں کو فہ گیا تو مختار نے خروج کیا تھا۔ میں مختار سے بہت دوستی رکھتا تھا، تھوڑے دنوں کے بعد جب میں نے لوگوں کی آمد و رفت سے فرصت پائی تب مختار کے پاس گیا، اس وقت وہ اپنے گھر سے نکل کر کہیں باہر جا رہے تھے، مجھ سے کہا کہ اے منہال تم مدت مدید کے بعد آئے اور قاتلان حسین کے قتل کرنے میں میرے ساتھ شریک نہ ہوئے اور نہ تم نے مجھے تہنیت اور مبارکباد دی، میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس شہر میں حاضر نہ تھا اب حاضر ہوا ہوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے مقام کناسہ تک پہنچے اس جگہ انھوں نے گھوڑا اٹھرایا اور منتظر ہوئے کہ حرملہ کو کوئی لائے، کیونکہ کچھ لوگ اس کو ڈھونڈھنے کو گئے تھے، یکایک کئی سو اور پھارے آئے اور کہنے لگے اے امیر! بشارت ہو کہ حرملہ گزرتا ہو گیا پس تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کو لائے۔ مختار نے کہا کہ خدا کا شکر و احسان ہے کہ تو میرے ہاتھ لگا اور جلا دیکو طلب کیا اور حکم دیا کہ پہلے اس کے ہاتھ کاٹے جائیں، اس کے بعد دونوں پاؤں کاٹے جائیں، اس کے بعد کہا کہ آگ اور کڑیاں لائی جائیں چنانچہ اس میں اس کو ڈال دیا گیا آگ شعلہ ور ہوئی۔ منہال کہتا ہے کہ میں نے کہا سبحان اللہ! مختار نے کہا سبحان اللہ! اس وقت اس وقت تم نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا، اے امیر! میں مکہ سے واپسی پر مدینہ میں امام علی ابن اسین کی تدبیر سے کہنے لگا تھا، آپ نے مجھ سے حرملہ کا حال پوچھا، میں نے عرض کیا کہ کو ذمہ چھوڑ آیا ہوں، پس اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ مختار نے کہا، آیا ایسا ہے؟ تم نے ان کی زبان مبارک سے سنا! میں نے کہا قسم



خدا کی اسی طرح سنا تھا، پس وہ یہ سن کر گھوڑے سے نیچے اترے اور دو گانہ شکر کا پھل لائے اور سجدہ دین تک کیا پھر سوار ہوئے، اس وقت تک حرمہ خاک و خاکستر ہو گیا تھا میں بھی سوار ہوا اور ان کے ہمراہ گیا میرا گھڑا راہ میں تھا، میں نے عرض کیا کہ لے امیر! اگر کچھ مٹھا لقمہ نہ ہو تو تمھوڑی دیر بہرائی کیجئے اور ازراہ بندہ لواری میرے غریب خانہ میں تشریف لائیے اور نان و پینیر لوش فرمائیے مختار نے کہا، لے منہال تم نے مجھ کو خبر دی کہ جناب علی ابن حسین نے چار دعائیں کیں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کی اجابت کو میرے ہاتھ پر ظاہر کیا اور تم کہتے ہو کہ کھانا کھاؤ۔ آج میں نے اس نعمت کے کئی روزیں روزہ کی نیت کی ہے کہ خدا نے عزوجل نے مجھ کو توفیق اس کام کی عطا فرمائی اور حرمہ لادھی ملعون تھا جو میرا بارگہ مظلوم کر بلا کا نیزہ پر رکھ کر شہر شام میں لے گیا تھا۔

مشیح نے کتاب امامی میں مدائمی سے روایت کی ہے کہ شب چہار شنبہ ۱۶ ربیع الثانی ۶۰ھ کو مختار نے خردج کر کے علم بلند کیا اور لوگوں نے ان شرطوں کے ساتھ ان سے بیعت کی کہ موافق کلام الہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کریں گے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیت طاہرین کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لیں گے اور کئی شیعوں سے خطر اعدا کو دفع کریں گے۔

مختار نے عبداللہ بن مطیع پر جو عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے حاکم کو فتنہا خروج کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی اور اسے شکست دے کر بھاگا دیا۔ مختار کو فتنہ میں دوسری محرم ۶۰ھ تک مقیم رہے، پھر زادہ کی لڑائی کو نبی اللہ ابن زیاد سے جنگ کے لئے یسعیں وہ ملعون ان دنوں حاکم "جزیرہ" تھا، چنانچہ مختار نے ایک لشکر ابراہیم بن مالک اشتر کی سرکردگی میں مع ابو عبداللہ الجدی اور ابو عتارہ کیان کے روز شنبہ ساتویں محرم سنہ مذکور کو جزیرہ مذکور کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ دو ہزار شیعہ قبیلہ اسد اور مذحج سے اور دو ہزار قوم تمیم و سہدان سے اور ڈیڑھ ہزار شجاع قبیلہ گندہ و مہرہ سے اور ڈیڑھ ہزار دلاور طائف حمرا سے روانہ کئے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار ہزار اور قبیلوں سے اور آٹھ ہزار قبیلہ حمرہ سے جمع ہوئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ مختار ابراہیم بن مالک اشتر کو رخصت کرنے کیلئے کوفہ سے پاپیادہ نکلے، ابراہیم نے کہا سوار ہو جائیے خدا آپ پر رحم کرے، مختار نے جواب دیا کہ میں تمھارے پہنچانے میں جناب احدیت سے اجر چاہتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے قدم آل محمد کی نصرت میں گرد آؤ دو ہوں۔ اس کے بعد ابراہیم کو رخصت فرمایا اور خود واپس گئے، ابراہیم بن مالک اشتر اپنے لشکر طیف بکیر کے ساتھ مدائن میں پہنچے اور آگے جانے کا قصد کیا جب مختار نے

ابراہیم کے مدائن سے کوچ کرنے کی خبر سنی تو خود بھی متوجہ مدائن ہوئے، جس وقت ابراہیم کا لشکر موصل پہنچا تو ابن زیاد نے بھی ایک جماعت کثیر کے ہمراہ ان کی جانب رخ کیا اور چار فرسخ کا فاصلہ دے کر نیچے برپا کئے جس وقت دونوں لشکروں نے باہم مقابل ہو کر صفیں بانڈھیں، ابراہیم نے یہ ہمدردوں کو جہاد اور قتلِ خدا کا حکم دیا اور خوب جوش دلایا اور یہ مختصر تقریر کی کہ: اے صاحبانِ حق و یقین اور اے مددگارانِ دینِ بعین! یہ ابن زیاد لعین قاتلِ سبطِ ستیہ المسلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت طاہرین، گروہِ شیطاں کے ساتھ تم سے لڑنے آیا ہے لہذا تم نیک نیتی کے ساتھ جنگ کرو اور اس جہاد میں ثابت قدم رہو خدا تم کو فتح دے اور اس لعین کو تمھارے ہاتھ سے قتل کرے اور یومنین کے دلہائے غمگین کو شہر و رہنچائے۔ پس لڑائی ہوئی، اس وقت اہل عراق کا نعرہ تھا یا ایثارات الحسین۔ یعنی لے خون حسین کا انتقام لینے والو! یہ کہہ کر لشکر ابراہیم نے حملہ کیا اور شتر ہو گئے، قریب تھا کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں، ابراہیم نے بہ آواز بلند آواز دی کہ یا سرطہ اللہ الصبر الصبر، لے خلی فوجدارو! صبر کرو، صبر کرو۔ یہ سن کر پھر آئے۔ عبداللہ بن بشر جو اصحاب کبار جناب حیدر کرار علیہ السلام سے تھے، انھوں نے لوگوں کو خوش خبری دی کہ میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے سنا تھا کہ تم اہل شام سے نہر جازر کے کنارہ ملاقات کرو گے، ان کا پہلا حملہ تم کو پسا کرے گا یہاں تک کہ فوج سے نا ائیر ہو جاو گے اور پھر لڑو گے اور ان کے سردار کو مار ڈالو گے، پس صبر کرو اور ہراس نہ کرو کہ تم سب فتح پاؤ گے۔ اس کے بعد ابن اشتر نے یمینہ پر حملہ کیا اور سواران کے ہمراہ دوڑے اور بہتوں کو مار کر زین سے زین پر ڈال دیا اور کشتوں کے پتے لگا دیئے تا اینکه میدان خالی ہو گیا۔ صف مخالف سے جو سردار مارے گئے وہ یہ تھے، عبید اللہ ابن زیاد و حصین بن نمیر و شریس بن ذی الکلاع و ابن حوشب و غالب باہلی و عبداللہ ابن ایاس سلمی و ابوالاشترس حاکم خراسان اور دوسرے بہت سے اشتر داخل و اربوار ہوئے۔ جنگ سے فراغت پانے کے بعد ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو یمن کا لشکر بھاگا تو میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ لوگ نہیں بھاگے۔ جب میں ان کی طرف بڑھا تو میں نے ان میں ایک شخص کو دیکھا جو ایک موٹے گدھے کی طرح پھولا ہوا تھا اور لوگوں کو جنگ پر ابھار رہا تھا، جو کوئی اس کے آگے جاتا مارا جاتا تھا، اتنے میں وہ میرے آگے آیا، میں نے ایک ہی ضربت میں اس کا ہاتھ اڑا دیا، وہ زخمی ہو کر نہر کے کنارہ پر گر پڑا اس کے ہاتھوں سے خون جاری تھا اور پیر سو جے ہوئے تھے، جب میں نے اس کو قتل کیا

تو اُس کے بدن سے مشک کی بو آتی تھی۔ میرا گمان ہے کہ ابن زیاد بد نہاد وہی تھا۔ پس تم لوگ اُس کو ڈھونڈو اور اُس کا سر کاٹ کر لاؤ۔ چنانچہ ایک شخص نے جا کر تلاش کیا تو کشتوں کے درمیان اُس کی لاش ملی۔ جب اس کے موزے اتارے تو پہچان گیا، چنانچہ وہ شخص اس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس لایا اور اُس کے تن جس میں اتنی چربی تھی کہ اس کو لوگوں نے نسام رات جلایا۔ ابن زیاد کا ایک غلام ہران نامی تھا، ابن زیاد اس کو بہت دوست رکھتا تھا، جب اُس نے یہ دیکھا تو قسم کھائی کہ تمام عمر چربی نہیں کھائے گا، صبح کو ابراہیم کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر میں جو مال غنیمت ملا قبضہ میں کیا اور یہ غلام کسی طرح شام بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے جب عبد الملک بن مروان نے ابن زیاد کا حال پوچھا، تو اُس نے کہا کہ جب جنگ شروع ہوئی تو ابن زیاد نے حملہ کیا پھر لپٹ کر مجھ سے پانی لیا اور اپنے جسم پر اور گھوڑے کی پیشانی پر چھڑکا اس کے بعد وہ دوبارہ لشکر میں گھس گیا، اُس کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا؛ جنگ کے خاتمہ پر ابراہیم نے ابن زیاد اور اُس کے دو سرے اصحاب کا سر مختار کے پاس بھیجا۔ مختار اُس وقت کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے ہی شکر خدا ادا کیا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک بھی جس وقت اُس ملعون کے سامنے لایا گیا تھا تو یہ شقی بھی کھانا کھا رہا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک سفید سانپ نمودار ہوا جو سردوں کو لالٹا ہوا ابن زیاد کے سر کے پاس آیا اور اُس کی ناک میں داخل ہوا، پھر کان سے نکل گیا، پھر کان میں جا کر ناک سے نمودار ہوا، مختار جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اُسٹھ کر ابن زیاد کے سر پر ٹھوکر ماری۔ پھر جوئی اپنے غلام کو دی کہ دھولا، کیونکہ میں نے اس کو اس کافر کے چہرے سے سس کیا ہے۔ اس کے بعد مختار کوفہ واپس آئے اور ابن زیاد، حصین بن نیر، شراحیل بن ذی الکلاع، عبد الرحمن بن ابو عمیر ثقفی، عبد اللہ بن شداد، سائب بن مالک اشعری کے سردوں کے سینے میں حضرت محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجا، امام زین العابدین علیہ السلام ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مختار نے ان سردوں کے ساتھ اس مضمون کا ایک خط لکھا تھا۔ اکتا بعد! میں نے آپ کے انصار و شیعوں کو آپ کے دشمنوں کی طرف بھیجا تاکہ ان سے جنگ کر کے آپ کے مظلوم شہید سہائی کا انتقام لیں، پس یہ لوگ نعم و اندوہ روانہ ہوئے تو ان لوگوں کو مقام نصیبین میں پالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو

ابن زیاد اپنے ناسور کی وجہ سے مشک لگایا کرتا تھا۔ ج نمہ - ۱۲ منہ

ہلاک کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، حضرت محمد حنفیہ کو جب یہ سر لے تو آپ نے اسے زیاد کا سر امام زین العابدین علیہ السلام کو ملے سمجھا دیا۔ جب یہ سردوں پہنچا تو اُس وقت آپ بھی کھانا نوش فرما رہے تھے، آپ نے بھی اس سر کو دیکھ کر وہی کلام ارشاد کیا جو مختار نے کہا تھا، آپ نے فرمایا جب میرے بابا کا سردار میں ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو یہ شقی بھی کھانا کھا رہا تھا، اُس وقت میں نے خالق اکبر کی درگاہ میں دعائی تھی کہ لے پائے والے مجھ کو دنیا سے نہ لکھانا۔ جب تک کہ ابن زیاد کا سر بھی مجھے اسی طرح دکھانا جس طرح اس نے میرے باپ کا سر دکھا ہے۔ الحمد للہ کہ خدا نے میری دعائیں فی۔ آپ نے وہ سر پھینکوا دیا، پھر وہ عبد اللہ بن زبیر کے پاس لے جایا گیا۔ عبد اللہ بن زبیر نے اس سر کو اپنے نیزہ پر آویزاں کیا۔ ہوانے اس سر کو زمین پر گرادیا، اتنے میں ایک پردہ کے پیچھے سے ایک سانپ ظاہر ہوا اور اُس نے ابن زیاد کی ناک کو کاٹا، لوگوں نے اس کو دوبارہ نیزہ پر رکھ دیا مگر ہوانے پھر گرادیا، پھر سانپ نے اس کی ناک کو کاٹا، غرض اسی طرح تین دفعہ ہوا، آخر میں ابن زبیر کے حکم سے وہ سر مکہ کی ایک گھاٹی میں پھینک دیا گیا۔

مختار سے کچھ لوگوں نے ابن زیاد کے معاملہ میں سفارش کی تھی، ناچار انہوں نے اس کو امان دیدی تھی، مگر اس شرط پر کہ کوفہ سے باہر نہیں جائے گا اور اگر جائے گا تو اس کا خون بدر ہوگا۔ اتنے میں ایک شخص عمر سعد کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مختار نے ایک قابل حسین کے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے، میرا گمان ہے کہ وہ تو ہے۔ یہ سن کر سپر سعد ڈرا اور کوفہ سے نکل بھاگا اور مقام حمام میں آکر چھپ گیا، اس پر کسی نے اس سے کہا کہ تیرا خیال ہے کہ تو مختار سے چھپ سکے گا۔ یہ سن کر وہ پھر رات کے وقت کوفہ میں واپس آ گیا اور اپنے گھر میں چلا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ صبح کے وقت میں مختار کے دربار میں گیا۔ اتنے میں ہشیم بن اسود داخل ہوا، اس کے بعد ہی حفص ابن زیاد کا بیٹا بھی آیا، اور اُس نے مختار سے کہا کہ میرے باپ نے کہا ہے کہ ہمارے اور مختار کے درمیان جو قرار دیا ہوئی تھی کہاں تھی؟ اور اب کیوں میرے قتل کا ارادہ کیا ہے، مختار نے کہا تشریف رکھیے۔ پھر آواز دی کہ عرۃ کہاں ہے۔ اس آواز پر ایک پستہ قد شخص ہتھیار جھنجھٹا تا داخل ہوا۔ مختار نے اُس کے کان میں کچھ کہا اور دو آدمیوں کو اس کے ساتھ بھیجا۔ راوی کہتا ہے کہ میرا خیال تھا کہ ابھی وہ ابن سعد کے گھر بھی نہ پہنچے ہوں گے کہ اُس کا سر مختار کے قدموں میں ڈال دیا۔ مختار نے اس کے بیٹے سے کہا کہ اس سر کو پہچانتے ہو؟ اُس نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہ مختار نے جلاد سے کہا

خدا سے عمرہ! اس کو بھی باب کے پاس پہنچا دو، چنانچہ وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ مختار نے کہا عمر حسین کے بدلہ میں اور حفص علی بن اکسین کے بدلہ میں اگر چہ یہ ان کا بدلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابن سعد کے ماسے جانے کے بعد مختار کے انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ انھوں نے اعلان کر دیا کہ میرے لئے کھانا پینا ~~مسموم~~ ہے جب تک قاتلان حسین سے خون حسین کا بدلہ نہ لے لوں، اور ان میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں۔ پھر تو ان میں سے ایک ایک کو کپڑ کر لایا جانے لگا اور قتل ہونے لگا جس کے متعلق سبھی لوگ کہتے تھے کہ یہ قاتلان حسین سے ہے یا ان کا مددگار ہے، مختار اس کی گردن اڑا دیتے تھے، مختار کو کسی نے یہ خبر پہنچائی کہ شمر ذی الجوشن امام حسین علیہ السلام کے کچھ اونٹ کو فہ میں لایا تھا اور ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت گھروں میں تقسیم کیا تھا۔ مختار نے پتہ لگا کر ان گھروں کو مسموم کر دیا اور ان کے مہینوں کو بھی مار دیا۔ مختار کے پاس عبداللہ بن اسد حنبلی، مالک بن بشیم صل بن مالک گرفتار کر کے لائے گئے۔ مختار نے ان سے کہا کہ اے دشمنان خدا! بتلاؤ حسین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو تو ان سے جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا مختار نے کہا تم نے اتنا ہی احسان کیا ہوتا کہ ان کو بوقت آخر تھوڑا پانی پلا دیا ہوتا۔ پھر مختار نے مالک سے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے تو ان حضرت کی کلاہ مبارک لے گیا تھا اس تکہ نہیں میں نہیں لے گیا تھا۔ مختار نے کہا لاہی لے گیا تھا، مختار نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر تڑپے دیا جائے، چنانچہ اسی طرح کیا گیا، یہاں تک کہ اس کو موت آئی۔ دو سکر ڈو آدمیوں کی گردن زدنی کا حکم دیا۔ فراد بن مالک، عمرو بن خالد، عبدالرحمن سجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی، جب یہ لوگ مختار کے پاس لائے گئے تو ان سے کہا ہے صاحبین کے قاتلو! اللہ کی سچا سچا تمھارے اوپر! تم امام حسین علیہ السلام کی خوشبو میں لوٹ کر لائے تھے۔ پھر حکم دیا کہ ان کو سر باز قتل کیا جائے۔ مختار نے ہانی کے فرزند معاذ کندی اور ابو عمرہ کیسانی کو فونی کے گھر بھیجا۔ یہ ملعون حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا تھا، فونی پانخانہ میں چھپ گیا، اندر گئے تو دیکھا اس نے ایک زنبیل اوڑھ رکھی ہے۔ اس کو گرفتار کر کے مختار کی طرف لے چلے تو مختار کچھ سواروں کے ساتھ راستے میں آتے ہوئے ملے، وہ اس کو اس کے گھر کی طرف لے گئے اور اسی کے پاس اس کو قتل کر دیا اور اس کی لاش جلادی۔ پھر اس کے بعد مختار نے شمر ذی الجوشن کو تلاش کیا، وہ ملعون جنگل میں بھاگ گیا، مختار نے ابو عمرہ کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ جنگل میں اس سے مسح اس کے اصحاب کے مدد بھیج کر بھیجی اور اس نے بڑی جنگ کی آخر میں زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور مختار کے پاس بھیجا گیا، مختار نے اس کو قتل کر کے کھولتے ہوئے

تیل میں ڈال دیا اور اس کا تین نجس پاش پاش ہو گیا، مختار کے غلام حارثہ بن مضر نے اس کے سر اور چہرہ کو پیروں سے کچلا۔ غرض مختار اسی طرح قاتلان حسین چن چن کر قتل کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے خلق کثیر ماری گئی، جو باقی بچے وہ ادھر ادھر بھاگ نکلے، مختار نے ان کے گھروں کو منہدم کر وا دیا۔ بہت سے غلاموں نے بھی اس کا رخصس میں مختار کا ساتھ دیا اور اپنے آقاؤں کو قتل کر دیا جنھوں نے قاتلان حسین کے قتل کرنے میں شرکت کی تھی۔ مختار نے اس صلہ میں ان کو آزاد کر دیا مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مذمت مختار کی حدیث باب مصالحت امام حسن علیہ السلام میں گزر گئی ہے۔

قصص الانبیاء میں سماعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو رسول خدا، امیر المؤمنین، حسن و حسین علیہم السلام جہنم کے کنارے جائیں گے۔ اس وقت ایک شخص جہنم میں سے میں سے تین ذرہ آواز دے گا یعنی یا رسول اللہ (یا رسول اللہ امیر مرد کو پہنچے) لیکن رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کوئی جواب نہیں دیں گے، پھر وہ حضرت علیؑ کو پکارے گا وہ بھی جواب نہیں دیں گے، پھر وہ امام حسنؑ کو آواز دے گا وہ بھی نہیں دیں گے، آخر میں وہ امام حسین علیہ السلام کو آواز دے گا اور کہے گا: یا حسین! آپ میری مدد کیوں نہیں کرتے، میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام عقاب کی طرح جھپٹ کر اسے آتش جہنم سے باہر نکال لیں گے۔ داوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے پوچھا میرے والدین نثار! یہ کون شخص ہوگا؟ آپ نے جواب میں فرمایا، مختار! میں نے کہا مختار اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی جہنم میں جائیں گے؟ فرمایا ہاں! کیونکہ ان کے دل میں دُشمنوں کی محبت تھی، قسم بخدا اگر جبرئیل و میکائیل کے دل میں بھی ان کی ذرہ برابر محبت ہو تو وہ بھی جہنم میں چلے جائیں گے یہ

لے اور وہ حدیث ہے کہ مختار نے اپنے چچا سے کہا تھا کہ امام حسنؑ کو گرفتار کر کے معاویہ کو دے دینا چاہیے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر سکتا ہے جس کی طرح پیچھے ان کو بھی امام کی معرفت نہ ہو، یا یہ جملہ انھوں نے اپنے چچا کو آواز دے کے لے لیا جو مختار کے متعلق دونوں طرح کی احادیث اور ان پر ہمارا فیصلہ آگے آئے گا۔ مزید حالات ہماری کتاب "فدائے تلوار" میں ملاحظہ ہوں۔  
الجوازی ۱۲

تہ یہ حدیث خود اپنے غلط ہونے کی گواہی دے رہی ہے کیونکہ اللہ کے پیاروں اور اللہ کے دشمنوں کی محبت ایک نل میں اکٹھا نہیں ہو سکتی۔ اگر مختار کو منافقین سے ذرہ برابر سچی لگاؤ ہوتا تو وہ انتقام خولان حسین میں اتنی جانفشانی نہ کرتے۔ دوسری حدیث ہمارے اس حدیث کی رد میں آگے آئے والی ہیں، جن میں مصمم نے مختار کے لئے ہر کجا دماغ خیر فرمائی ہے، لہذا جو مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے وہ بھی قابل قبول نہیں، اس لئے اس کو ترک کیا۔  
جوازی ۱۲

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح  
بنی اسرائیل میں سے بعض نے اطاعت الہی اختیار کی اور بزرگی پائی اور بعض نے گناہ کئے اور ذلیل  
ہوئے، اسی طرح تم بھی ہو گے۔ لوگوں نے کہا ہم میں سے کون لوگ گنہگار ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو  
ہم اہلبیت کی تعظیم اور ادائے حقوق کا حکم دیا گیا، لیکن انھوں نے خیانت کی اور ہمارے حقوق  
کا انکار کیا، اور ہماری اولاد کو قتل کر دیا اور رسولؐ ہے، دراصل ایک ان کو ان کی عزت و تعظیم کا  
حکم دیا گیا تھا، لوگوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا، ہاں! یہ سب حق جبر ہے اور  
ہونے والی بات ہے! میرے یہ دونوں فرزند حسن و حسین قتل کئے جائیں گے، پھر آپسے یہ آیت پڑھی،  
سعیصیب الذین ظلموا من جزائی الذنباہ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے دنیا ہی میں ان پر مذاب نازل  
ہوگا، اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ ان پر ان کو سزا فرمائے گا جو ہمارا انتقام لیں گے، اور ان کا وہی انجام  
ہوگا جو بنی اسرائیل کا انجام ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ انتقام لینے والا کون ہوگا؟ حضرت نے فرمایا:  
حضرت نے فرمایا قبیلہ ثقیف کا ایک نوجوان جس کا نام مختار بن ابو عبیدہ ہے۔ امام زین العابدین علیہ  
السلام فرماتے ہیں کہ حضرت کے اس ارشاد کے تھوڑے عرصہ بعد ہی مختار پیدا ہوئے، جب حجاج بن  
یوسف ثقفی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے پوچھا، کون کہتا ہے؟ لوگوں نے امام زین العابدین علیہ السلام  
کا نام لیا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ ہی علی بن ابی  
طالب نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کی ہے البتہ علی بن حسین (معاذ اللہ)  
ایک مغرور لڑکے ہیں اور خرافات کہتے ہیں اور ان کے تابعین ان خرافات کو سن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔  
امنے سے یہ کہا اور عمل یہ کیا کہ مختار کو بلا کر حکم دیا اس کی گردن مار دی جائے۔ چنانچہ سر کاٹنے والا  
چوڑہ بچھایا گیا اور اس پر مختار بیٹھائے گئے، اب غلام ہر طرف بھاگتے پھرتے تھے۔ کسی طرح تلوار نہ  
آتی تھی، حجاج نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ غلاموں نے جواب دیا: تلوار خزانہ میں ہے اس کی کھچی کہیں  
کھو گئی۔ مختار نے یہ دیکھ کر کہا: کہ حجاج! عبت کوشش نہ کرو مجھ کو ہرگز قتل نہیں کر سکتا، ہرگز سو نہ  
کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا، اور اگر تو نے مجھ کو قتل کر بھی دیا تو خدا مجھ کو پھر زندہ کرے گا۔ تاکہ میں تم  
میں سے تین لاکھ تراسی ہزار مردوں کو واصل ہم کر دوں۔ حجاج نے مختار کی بات کی طرف اعتناء نہ  
کی اور درباریوں میں سے ایک سے کہا کہ تم اپنی تلوار جلا دو کہ دیدو، اس نے تلوار دیدی۔ حجاج ہلکی  
کرنے لگا، جلا دو کو چھایا ایسی گھبراہٹ طاری ہوئی کہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا، تلوار اٹھ کر اسی کے پیٹ  
میں داخل ہو گیا اور مر گیا۔ اس کے بعد دو ستر جلا داد آگے بڑھا، اس نے تلوار لے کر مختار کی گردن پر جو

دار کرنا چاہا تو اس کو ایک سچھو نے کاٹ لیا وہ بھی وہیں زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور مر گیا۔ لوگوں نے  
دیکھا کہ کچھو ہے تو اس کو مارا۔ مختار نے پھر کہا اے حجاج! میں کہہ چکا کہ تو میرے قتل پر قہر اور  
نہیں ہے، وائے ہو تجھ پر کہ تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نزار بن معد بن عدنان نے شاپور ذوالاکتاف  
سے اس وقت کیا کہا تھا جبکہ وہ عربوں کو بے دریغ قتل کر رہا تھا اور ان کو تہ و نین سے ہلاک کرنا  
چاہتا تھا۔ نزار نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے زنبیل میں رکھ کر ذوالاکتاف کی راہ میں ڈال دو،  
لوگوں نے ایسا ہی کیا، جب اس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب  
دیا، میں ایک عرب ہوں؛ تجھ سے اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ تو عربوں کو بے جرم و خطا کیوں قتل  
کر رہا ہے، جو لوگ تیری سلطنت میں رخصت اندازی کرتے تھے وہ مارے جاسکے اب بس کر اس نے  
جواب دیا: میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام محمد  
ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور تمہاری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا۔ میں ان لوگوں کو اس لئے  
دار رہا ہوں تاکہ وہ پیدا نہ ہو سکے۔ نزار نے جواب دیا: یہ جو تو نے پڑھا ہے اگر جھوٹی کتابوں نے  
ایسا کہا ہے تو ان بے گناہوں کو کیوں مارتا ہے۔ اور اگر سچی کتابیں ایسا کہتی ہیں تو چاہے جتنے  
لوگ قتل کرے خدا اس اصل کی حفاظت کرے گا جس سے اس کو پیدا ہونا ہے، کیونکہ خدا کا فیصلہ  
پورا ہو کر رہے گا، چاہے ان میں سے ایک آدمی بھی باقی رہ جائے۔ یہ سن کر ذوالاکتاف نے کہا کہ یہ  
نزار (لاؤ) سچ کہتا ہے، عربوں پر سے ہاتھ اٹھا لو، لہذا ان لوگوں نے عربوں کو چھوڑ دیا۔ اسی  
طرح سے لے حجاج! اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تم میں سے تین لاکھ  
تیرا ہی ہزار کو نہ ماروں، کیونکہ تو رسولؐ کی بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ حجاج جو نوری مختار کی تقریر سن  
تھا پریشان ہو کر پھر جلا دو سے بولا مار اس کی گردن کیا دیکھتا ہے۔ مختار نے کہا یہ مجھ کو نہ مار سکے گا۔  
میرا دل چاہتا ہے کہ اب تو خود اٹھ اور مجھ کو مارتا کہ تجھ کو بھی سچو ڈنک مارے اور تو بھی واصل ہم  
ہو جلا دو نے پھر تلوار بلیندی اور چاہتا تھا کہ اس کو گرائے، ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان کا ایک  
خاص آدمی عبدالملک کا ایک خط لے کر دربار میں داخل ہوا اور دور ہی سے چلایا کہ تمہارا مختار  
کو قتل نہ کرو، اس نے آ کر حجاج کے ہاتھ میں وہ خط دیا۔ اس میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم  
لے حجاج! حجاج سے پاس ایسی ابھی خط لے کر کھینچا ہے جس میں یہ خبر ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کر لیا  
ہے اور اس کو قتل کرنا چاہتا ہے، کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان  
کی ہے کہ وہ جلا دو کے ناموں میں سے تین لاکھ تیرا ہی ہزار آدمی قتل کرے گا۔ لہذا جب تجھ کو میرا

خطے تو اس کو فوراً ہار کر دینا اور سوائے اچھائی کے اور کوئی سلوک اس سے نہ کرنا کیونکہ یہ میرے بھائی ولید کے سچے کی دایہ کا شوہر ہے اور ولید نے اس کی سفارش کی ہے۔ جو کچھ اس نے کہا ہے اگر غلط ہے تو ایک غلط خبر کے لئے ایک مسلم کے قتل کے کوئی معنی نہیں اور اگر سچ ہے تو تو قول رسول کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ حجاج نے مجبور ہو کر مختار کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد بھی مختار لوگوں میں بڑی شہور کرتے رہے کہ میں خونِ مسین کا انتقام لوں گا، اور بنی امیہ کو قتل کروں گا جب ان کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں تو حجاج نے ان کو پھر گرفتار کروالیا اور قتل کرنے کی دیکھی دی، مختار نے پھر وہی کہا کہ تو اپنے عمل سے الہی فیصلہ کی مخالفت نہ کر۔ حجاج نے نہ مانا اور جلاؤ کو حکم دیا کہ مختار کا سر تن سے جدا کر دے۔ وہ مارنا چاہتا تھا کہ پھر ایک کبوتر گرا جس کے ساتھ عبد الملک کا ایک خط تھا جس میں تھا کہ - اے حجاج! مختار سے متعزف نہ ہو کیونکہ وہ ابن ولید کی مرضعہ کا شوہر ہے۔ اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو تو اس کو قتل نہ کر کے گا جس طرح دانیال سخت نعر کو قتل نہ کر کے جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کو بنی اسرائیل کا قتل عام کروانا تھا۔ حجاج نے دوبارہ مختار کو رہا کر دیا اور تہدیر کی کہ اب اس قسم کی گفتگو نہ کرنا۔ مگر مختار نے اپنی حرکت نہ چھوڑی۔ حجاج کو جب پتہ چلا تو اس نے پھر ان کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیجے مگر مختار روپوش ہو گئے، ایک مدت کے بعد پھر گرفتار ہو کر حجاج کے سامنے پیش ہوئے پھر اس نے ان کو مارنا چاہا تو میری دفعہ پھر عبد الملک کا خط آیا جس میں قتل مختار کی ممانعت تھی۔ حجاج نے اپنی مختار کو قید کر دیا اور عبد الملک کو خط لکھا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ انصاری بنی امیہ میں سے تھے ہزار آدمیوں کو مارے گا۔ عبد الملک نے جواب میں لکھا کہ تو بھی کیسا جاہل آدمی ہے، اگر اس کی یہ بات غلط ہے تو ہم اس کو سچا کر اس کے حق کا لحاظ کیوں نہ کریں جس نے ہماری خدمت کی ہے، اور اگر درست ہے تو پھر بھی ہم کو اس کی پرورش کرنا چاہیے جس طرح فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر مسلط کیا۔ پس حجاج نے مختار کو عبد الملک کے پاس روانہ کر دیا اور مختار سے وہ واقعات ظہور پذیر ہوئے جو لوگوں کو معلوم ہیں اور انھوں نے جن کو قتل کرنا تھا قتل کیا۔

لوگوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ خبر تو دی لیکن یہ نہیں بتایا کہ مختار کب خروج کریں گے اور کس کس کو قتل کریں گے۔ حضرت نے فرمایا میں یہ بتلائے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، آج فلاں روز ہے، پورے تین برس کے بعد عبد اللہ بن یزید شمر ذی الجوشن کے سر فلاں فلاں روز میرے سامنے لائے جائیں گے، میں اس وقت کھانا کھانا ہوں گا

اور ان کو دیکھوں گا۔ ماویٰ کہتا ہے کہ جبیا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ایک روز حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا لو خوش ہو تم یہاں کھانا کھا رہے ہو، اور ادھر بنی امیہ کے ظلم کی کھیتی کاٹی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہاں؟ فرمایا فلاں مقام پر مختار ان کو قتل کر رہا ہے اور عنقریب فلاں دن دوسرے ساٹھ لائے جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ دن آیا تو وہ دونوں سمر لائے گئے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر بیٹھنا چاہتے تھے، سرور کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور ارشاد فرمایا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَّرَ بِبَنِي حَتَّى آسَأْتِي۔ شکر ہے اس کا جس نے مجھ کو دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھایا جب تک ان کے سر نہ دکھادیے، پھر اپنے کھانا شروع کیا اور ان سرور کو دیکھتے جاتے تھے، کھانے کے بعد جب شیرینی کھانے کا وقت آیا تو اتفاق سے شیرینی نہیں آئی کیونکہ سب سرور کے آنے کی تہر سکر گھر کا کام کاج چھوڑ دیا تھا، حضرت کے اصحاب نے کہا کہ کیا آج شیرینی نہیں آئے گی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ سبحانی آج تو ہمارے لئے ان سرور کو دیکھنے سے بڑھ کر کوئی شے شیرین نہیں ہے۔

سید نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اَلَا تَسُبُّوْا الْمُخْتَارَ قَاتِلَهُ فَاذَلَّ قَاتِلُ قَتَلْتُمْ تَا وَطَلَبْتُمْ تَا نَا وَرَوَّجِحْ اَدَا مِلْنَا وَتَسْمُ فِينَا الْمَالِ عَلَي الْعُسْوَةِ۔ مختار کو بڑا نہ کہو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا، ہمارے خون کا انتقام طلب کیا، ہماری بیواؤں کی شادیاں کروائیں اور ہم میں مال تقسیم کیا جبکہ ہم نادار تھے۔

حبیب نشعی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مختار امام زین العابدین علیہ السلام پر جھوٹا بندھا کرتے تھے بلکہ نیز اس کتاب میں عبد اللہ بن شمر کے روایت سے کہ میں عید قربان کے روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ تکیہ لگائے تشریف فرمائے اور کئی شخص کو سر تراشنے کے لئے بلوا بھیجا تھا، میں حضرت کے سامنے بیٹھ گیا، اتنے میں اہل کوفہ میں سے ایک بزرگ داخل ہوا، انھوں نے حضرت کا ہاتھ لے کر چونکا چاہا تو حضرت نے منع کیا، پھر اپنے فرمایا، تم کون ہو، انھوں نے جواب دیا: میرا نام ابو محمد حکم ہے اور مختار ثقفی کا فرزند ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور اتنا نزدیکی کیا کہ معلوم ہوتا تھا اپنی آغوش مبارک میں بٹھانا چاہتے ہیں جبکہ پہلے چومنے کے لئے ہاتھ دینے میں بھی تامل فرمایا تھا، بیٹھنے کے بعد حکم بن مختار نے

۱۔ خدمت مختار کی روایات دشمنوں کی خود ساختہ ہیں، یا امام نے عالم تقیہ ایسا فرمایا ہوگا تفصیل کے لئے "خلافی توار" کا مطالعہ کریں جس میں مختار کی برأت پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ - بزماری ۱۲

کہا کہ مولا! لوگ میرے باپ کے بارے میں یہ بیگوبیاں کرتے رہتے ہیں لیکن خدا کی قسم آپ جو بھی فرمائیں گے مان لوں گا۔ حضرت نے فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں؟ حکم نے کہا کہ ان کو کذاب کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اب آپ جو حکم دیں اس پر عمل کروں گا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: سبحان اللہ! میرے والد نے تو مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ میری والدہ ماجدہ کا ہر بھی اس مال سے ادا کیا گیا جو مختار نے بھیجا تھا، کیا مختار نے ہمارے گھروں کی تعمیر نہیں کی؟ کیا انھوں نے ہمارے قاتلوں کو نہیں مارا اور ہمارے خون ناحق کا بدلہ نہیں لیا، قرحیۃ اللہ پس اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ میرے والد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مختار کو فاطمہ بنت علی سے نکاح حاصل تھا، وہ ان کی خدمت کرتے اور کھجونا تک پکھالتے تھے اور انھیں سے مختار نے احادیث لی ہیں، اس کے بعد حضرت نے دو مرتبہ فرمایا: رحمۃ اللہ آیاتک خدا تیرے باپ پر رحم کرے انھوں نے کسی کو ہمارا حق لئے بغیر نہ چھوڑا، انھوں نے ہمارے قاتلوں کو ہلاک کیا اور ہمارا قصاص طلب کیا۔

اسی کتاب میں یونس بن یعقوب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مختار نے عراق سے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں خط کے ساتھ کچھ بھرا بھیجا۔ جب یہ لوگ حضرت کے دروازے پر پہنچے تو اندر آنے کی اجازت چاہی تو دربان نے نکلی کہ کہا کہ حضرت فرماتے ہیں میرے دروازے سے چلے جاؤ میں نہ توکتا ہوں کہ ہدیے قبول کرتا ہوں نہ ان کا خط پڑھتا ہوں۔ پھر ان لوگوں نے نفاذ پر سے حضرت کا نام مشاکر لکھ دیا: جہدی محمد بن علی (منصفی) کی طرف۔ اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس خط میں مختار کے قلم سے میرے والد کے لئے صرف اتنا لکھا کہ یا ابن خنیبر من طشی و منشی الی اس کے فرزند جو زندگی کرنے والوں اور گزرنے والوں میں بہترین تھا) ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ "منشی" تو میں سمجھا "طشی" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا طشی کے معنی حیات کے ہیں۔ (مصنف علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت جو لغت کی کتاب میں ہیں ان میں طشی کے معنی مجھ کو بھی نہیں ملے۔

نیز اسی کتاب میں ابی بن نباتہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مختار کو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے زانوے مبارک پر بیٹھے دیکھا۔ حضرت ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا کبیر یا کبیر (اے زبرک! اے زبرک!)۔

اس قسم کی روایتوں کو علامہ نے ضمیمہ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے ہماری تازہ کتاب "خدا کی تلوار" درمالات مختار ملاحظہ ہو۔ ج۔ ۱۔ ۱۲

اسی کتاب میں جبار و بن منذر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان میں سے کسی ہاشمی نے نہ کنگھی کی نہ خضاب لگایا یہاں تک کہ مختار نے قاتلان حسین کے سر ہمارے پاس بھیجے۔

اسی کتاب میں عمر بن علی سے روایت ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور عمر سعد کا سر امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے لایا گیا تو اس کو دیکھتے ہی آپ سجدہ شکر میں گر پڑے اور یہ الشاطر زبان مبارک پر جاری کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَدْرَكَ لِي تَارِيحِي مِنْ اَعْدَائِي وَجَدِّي الْمُنْحَارَ خَيْرًا (شکر ہے اس خدا نے قادر کا جس نے میرے دشمنوں سے انتقام لیا، خدا مختار کو جزائے خیر دے۔)

اسی کتاب میں عمر بن علی سے روایت ہے کہ مختار نے علی بن حسین علیہم السلام کے پاس بیس ہزار دینار بھجوائے جن کو آپ نے قبول فرمایا اور اس سے عقیل بن ابوطالب کا گھر تعمیر کرایا اور دو سو کئی ہاشم کے گھر بنوائے جو منہدم ہو گئے تھے۔ عمر بن زین العابدین کہتے ہیں کہ پھر مختار نے وہ کچھ کہنا شروع کیا جو کہا۔ اس کے بعد پھر انھوں نے چالیس ہزار دینار بھیجے، وہ حضرت نے واپس کر دیے اور قبول نہیں کئے۔ یہ مختار وہی ہیں جنھوں نے لوگوں کو محمد منصفیہ کی بیعت کی دعوت دی اور ان لوگوں کا نام کیسانہ اور مختاریہ رکھا گیا، کیونکہ مختار کا لقب کیسان تھا۔ مختار کے کوتوال پولیس ابو عمرہ کا لقب بھی کیسان تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت علی کے قلام کیسان کا ہند نام تھا۔ ابو عمرہ ہی نے دراصل مختار کو طلب خرمین علیہ السلام پر آواز دیا تھا اور ان کے قاتلوں کو تلاش کرنے میں مختار کی مدد کی تھی۔ یہ مختار کا ازدار اور ان کا داتا باز تھا، اس کو جوڑی پتہ چل جاتا تھا کہ فلاں گھر میں قاتلان حسین میں سے کوئی ہے تو اس کو قتل کر کے دم لیتا تھا، اس کے گھر کو منہدم کر دیتا تھا اور جوڑی روح اس گھر میں ملتا اس کو بھی قتل کر دیتا تھا، کوفہ میں قبضہ منہدم گھر تھے وہ اسی نے گرائے تھے۔ اہل کوفہ کے لئے یہ قبضہ ضرب النثل بن گیا تھا۔ جب بھی کوئی مفلس ہو جاتا تھا وہ کہتے تھے دَخَلَ ابُو عُمَرَةَ دَبْتَةً (اُس کے گھر میں گویا ابو عمرہ آگیا)۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہم اہلبیت کے راز برابر محفوظ رہے، یہاں تک کہ وہ اولاد کیسان کے ہاتھ میں پڑ گئے، پھر تو انھوں نے ان رازوں کو کوچہ و بازار میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

تہذیب میں مرسل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پل پر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے آگے اور حضرت علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے، جب بیچ میں پہنچیں گے تو مختار پکار کر کہیں گے یا حسین میں نے آپ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائیں گے کہ مختار کو جواب دو۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام عقاب کی طرح جھپٹ کر مختار کو آتش جہنم سے نکال لائیں گے۔ اور ان کا جسم جھلس چکا ہوگا، اور اگر ان کے دل کو چیرا جاتا تو ان کی محبت اس میں پاتا۔ (مصنف علیہ الرحمہ) اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ ان دو میرا دشمن ہیں کہ دو منافق ہوں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد حسن و حسین علیہم السلام ہوں۔ پہلی توجیہ کی بنا پر یہ دخولِ نار کی علت ہوگا۔ اور دوسرے قول کی بنا پر خروجِ ازار کا سبب بنے گا۔ یعنی حسنین کی محبت نے مختار کو آتش جہنم سے نکالا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ریاست و مال کی محبت ہے، اور توجیہ اول درست ہے۔

شیخ حسن بن سلیمان نے کتاب مختصر میں بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے مختار نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے ان کو قبول کرنے میں کراہت محسوس کی اور واپس کرنے میں بھی مختار کی ناراضگی کا خوف تھا، اس لئے اس مال کو لینے ایک مکان میں بند رکھا۔ جب مختار مارے گئے تو یہ ماجرا عبدالملک کو لکھ کر بھیج دیا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ مال آپ کو مبارک ہو اسے آپ اپنے تصرف میں لائیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام مختار پر لعنت بھیجا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اُس نے اللہ اور ہم پر جھوٹ باندھا ہے، کیونکہ اس کا گمان تھا کہ امام زین العابدین علیہ السلام پر وحی آتی ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد مصنف علیہ الرحمہ نے جناب جعفر بن محمد بن سناکار سالہ "شرح الثانی احوال المختار" مکمل نقل کیا ہے چونکہ وہ الگ رسالہ تھا نیز اس کے بہت سے مطالب گذشتہ سطروں میں گزر چکے اس لئے میں نے اس کا ترجمہ کر کے علیحدہ صورت دیدی ہے اور اس کا نام "خدائی تلوار" ترجمہ رسالہ شرح الثانی احوال المختار رکھا ہے۔

۱۲ ج۔ نہ۔ ۱۲

یہ روایت بھی مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یہ روایت سند و روایت دونوں اعتبار سے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس کے راوی نے اقبل (کہا گیا ہے) کہہ کر اس کی سند حقیقت ختم کر دی ہے۔ جبکہ متبر روایات میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے مختار کے لئے دعائے خیر کی اور ان کا ہدیہ اور ان کی فرستادہ کئی قبول فرمائی جس سے جناب زید کی ولادت ہوئی۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے: لَا تَسْتَوِي الْمُخْتَارَةُ فَإِنَّهُ قُتِلَ فَتَلَكَّتْنَا. مختار کو بڑا ہونے کی وجہ سے ہمارے قاتلوں کو (بانی ص ۱۲)

## باب ۳

### حسین مظلوم کی قبر پر ایشیائے اُمت کے مظالم اور آپ کی تربیت متفقہ کے متوجہ

احمد بن منیتم کہتے ہیں کہ یحییٰ بن عبد الحمید حمانی نے اپنے گھر میں یہ واقعہ مجھ کو دکھوایا کہ:- جس زمانہ میں موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کوفہ کا گورنر تھا۔ میں ایک روز اپنے مکان سے باہر نکلا، راہ میں ابو بکر بن عیاش سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ابو یحییٰ! آؤ ذرا اس شخص کے پاس چلیں۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ اُن کی کیا مراد ہے اور وہ مجھ کو کس کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ میں ابو بکر بن عیاش کا بہت احترام کرتا تھا اس لئے میں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا ابو بکر گدھے پر سوار تھے اور میں اور لوگوں کے ساتھ پیادہ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ہم سب لوگ ایک گھر کے سامنے پہنچے جو عبداللہ بن حازم کے گھر کے نام سے مشہور تھا، اس گھر کے سامنے پہنچ کر ابو بکر نے مجھ سے پلٹ کر کہا:- "ابو یحییٰ! میں تم کو اپنے ساتھ اس مقام تک اس لئے لایا ہوں تاکہ تم بھی سن لو کہ میں اس بد معاش کو کس طرح جھاڑنا ہوں" میں نے کہا "ابو بکر! یہ کون ہے؟" کہا "یہی فاجر و کافر موسیٰ بن عیسیٰ ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور آگے چلنے لگا، میں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ ہم لوگ موسیٰ بن عیسیٰ کے عالی شان دروازے پر پہنچ گئے اور حاجب کی نظر ابو بکر پر پڑی۔ اس جگہ ایک میدان تھا جہاں لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر تھے مگر ابو بکر نہ اترے اسی گدھے پر سوار سیدھے اندر چلے گئے اور مجھ کو بھی آواز دی، اندر چلے آؤ، مجھ کو حاجیوں نے روکنا چاہا مگر ابو بکر اُن کو ایک ایسی ڈانٹ پلائی کہ انھوں نے مجھ کو بھی راستہ زبیرا لے موسیٰ بن عیسیٰ عباسی یہ ہادی خلیفہ عباسی کی جلوت سے کوفہ کا گورنر تھا۔ بعد میں ہارون الرشید نے بھی اس کو کوفہ میں برقرار رکھا۔ جزائری ۱۲

(قبیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) نقل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے جب لوگوں نے مختار کے ساتھ دینے کے لئے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "کو اگر غلام حبشی بھی ہمارا انتقام لینے آئے تو لوگوں پر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مختار نے چونکہ دشمن آلِ محمد کی خوب سرکوبی کی اور ان سے وہ انتقام لیا جو جنت تک کھی لے نہیں لیا۔ اس لئے مخالفین آلِ محمد کو ان کی ذات سے کینہ ہوا۔ خصوصاً ان کی شہادت کے بعد بنو امیہ کی حکومت رہی، اس لئے ان کی مذمت میں حدیثیں وضع کرنے کا موقع مل گیا۔ تفصیل کے لئے ہماری تازہ کتاب "غزوات تلوار" ترجمہ رسالہ شرط الثانی احوال المختار۔ تالیف علامہ ابن مہلا حفظہ فرمائیں۔

ابو بکر اپنے گدھے پر سوار اندر چلے گئے یہاں تک کہ موسیٰ کے سامنے پہنچ گئے، وہ ایوان میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا، چاروں طرف مسلح سپاہی تلواریں لئے کھڑے تھے، موسیٰ نے جو بھی ابو بکر کو دیکھا تو بڑی آواز سے کہنے لگا اور اپنے قریب تخت پر بیٹھا، حمانی کہتا ہے کہ میں اپنی جگہ ٹھٹکا کھڑا رہا۔ جب ابو بکر تخت پر بیٹھ چکے تو انھوں نے پلٹ کر میری طرف دیکھا، اور کہا کہ وہاں کیا کھڑے ہو میرے پاس آ کر بیٹھو۔ اب موسیٰ نے بھی میری طرف دیکھا اور ابو بکر سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق کوئی سفارش کرنا ہے؟ ابو بکر نے کہا نہیں، میں اسے تمہارے خلاف گواہی دینے کے لئے لایا ہوں۔ اُس نے کہا کیسی گواہی؟ ابو بکر نے کہا تم نے اُس قبر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اُس نے پوچھا کونسی قبر؟ ابو بکر نے کہا حسین بن فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر۔ موسیٰ نے اپنے آدی بیچ کر روضہ مبارک امام حسین علیہ السلام کو منہدم کر دیا تھا۔ ابو بکر کا یہ سوال سن کر موسیٰ غصہ سے اتنا بھول گیا کہ قریب تھا پیٹ پھٹ جائے۔ پھر اُس نے پوچھا تم سے کیا مطلب؟ ابو بکر نے کہا پہلے میرا ایک خواب اور اس سے متعلق سچا واقعہ سن لو۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنی غاضریہ میں اپنے کچھ عزیزوں سے ملنے گیا، جب میں کوفہ کے پل پر پہنچا تو دس سو روں نے میرا راستہ روک لیا اور انھوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا، اُس وقت نبی اسد کے ایک شخص نے جس کو میں پہچانتا تھا، ان سو روں سے مجھ کو بچایا۔ پھر میں آگے کو روانہ ہوا لیکن جب مقام شاہی پر پہنچا تو میں راستہ بھول گیا۔ وہاں پر میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا، اُس نے پوچھا، اے شیخ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں غاضریہ جانا چاہتا ہوں، اُس نے کہا وہ سامنے ایک وادی تم کو نظر آ رہی ہے۔ میں نے کہا ہاں، اُس نے کہا سیدھے اس وادی میں چلے جاؤ، جب تم اس کو عبور کر لو گے تو راستہ مل جائے گا۔ چنانچہ میں نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور نیوئی تک پہنچ گیا، وہاں میں نے ایک بہت بوڑھے شخص کو دیکھا وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا، میں نے اُس سے پوچھا کہ اے شیخ تم کون ہو؟ اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اُس نے کہا: میں اسی قریہ کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا تمہاری عمر کیا ہوگی؟ اُس نے کہا مجھے اپنی عمر تو یاد نہیں البتہ امام حسین علیہ السلام اور ان کا یہاں آنا مجھ کو یاد ہے۔ اس جگہ ان پر اور کئی ساتھیوں پر بندش آئی تھی جبکہ کشتوں اور وحشی جانوروں تک کو پانی پینے کی کھلی آزادی تھی، میں ریسنگ ڈرگیا، میں نے تجھے پوچھا، کیا واقعی تم نے واقعہ کرنا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ اُس نے کہا بیشک اُس کی قسم جس نے آسمانوں کو بلند کیا۔ اور اے شیخ تم نے بھی اور دوسرے مسلمانوں نے اگر ان کو مسلمان کہا جاسکے ایسا ہی واقعہ دیکھا ہے جس کی وجہ سے انکے خونیں بہنا چاہیے۔ میں نے کہا:

کونسا واقعہ؟ اُس نے کہا کہ حسین مظلوم کا روضہ گرا دیا گیا اور تم نے اُس کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا۔ میں نے کہا حسین کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا: تم اس وقت اُس کے پاس کھڑے ہو لیکن اُس کا نشان مٹا دیا گیا ہے۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا اس سے قبل میں نے قبر حسین کی زیارت نہیں کی تھی۔ میں نے شیخ سے کہا کہ مجھ کو وہ جگہ دکھلا دو۔ وہ بوڑھا مجھ کو لے کر چلا، سامنے ایک چار دیواری نظر آئی جس کے دروازے پر سامنے جا کر ہم روک گئے اور ہم نے اذن طلب کیا۔ اس وقت دروازہ پر مجمع لگا ہوا تھا، میں نے دربان سے کہا کہ میں فرزند رسول کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ تم اس وقت اندر نہیں جاسکتے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا کہ اس وقت حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے ان کے جہاد ہریم خلیل اللہ اور محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبریل و میکائیل اور ملائکہ کی ایک فرج کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ یہ خواب دیکھ کر میں ڈرا ہوا بیدار ہوا۔ اور ایک عرصہ تک حزن و اندوہ میں مبتلا رہا۔ یہاں تک کہ اس واقعہ کو اتنا عرصہ گزر گیا کہ قریب تھا کہ میں یہ خواب بھول جاؤں۔ پھر ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ مجھ کو غاضریہ جانے کی ضرورت محسوس ہوئی، ایک شخص پر میرا قرضہ تھا، میں اُس سے اپنا قرض وصول کرنے کے لئے رخصت سفر باندھ کر بے خیالی میں غاضریہ کی طرف چل کھڑا ہوا، لیکن جو نبی جسے کوفہ پر پہنچا سامنے کچھ چور نمودار ہوئے جو میرا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، ان کی تعداد دس تھی، ان کو دیکھ کر وہ خواب مجھ کو یاد آیا اور خوف کی جھڑھی بدن پر طاری ہوئی۔ راہروں نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو سامنے رکھ دو اور اپنی جان لے کر چلے جاؤ۔ میرے پاس زادراہ کے لئے کچھ مال تھا، میں نے ان سے کہا کہ افسوس ہے تم مجھ کو نہیں جانتے، میں ہی ابو بکر عیاش ہوں، اپنا قرض وصول کرنے غاضریہ جا رہا ہوں، تم کو خدا کی قسم میری راہ نہ کاٹو اور زادراہ دھچھینو ورنہ میں اپنے سفر سے باز رہ جاؤں گا۔ اتنے میں ان چوروں میں سے ایک نے پکار کر کہا: خدا کی قسم یہ میرا آقا رہ چکا ہے اس کو چھو ڈرو۔ پھر تو وہ لوگ تھوڑی دُور تک میری حفاظت کے لئے مجھ کو پہنچانے آئے (ابو بکر عیاش کہتے ہیں) میں اس واقعہ اور اپنے گذشتہ خواب پر غور کرتا اور تعجب میں مبتلا چلا رہا، یہاں تک کہ نیوئی پہنچ گیا، اس مقام پر پہنچ کر قسم خدا میں نے اُس شیخ کو عینہ بیٹھے دیکھا جس کو آج سے بہت قبل میں خواب میں دیکھ چکا تھا پھر میں اس نے خواب کی طرح اُس سے سوال کیا، اور اُس نے بالکل اسی طرح جواب دیا اور خواب کی بات میں سے سوائے اس چار دیواری اور اذن طلبی کے کوئی چیز باقی



نہ رہی۔ یہ کہہ کر ابو بکر بولے کہ اے شخص! میں نے اپنے کو قسم دے رکھی ہے کہ میں اس خواب کو ہر طرف شہور کروں گا اور امام حسین علیہ السلام کی تربیت مقدسہ کی زیارت کبھی نہ چھوڑوں گا، کیونکہ وہ جگہ جس کی زیارت کے لئے ابراہیمؑ و محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام، جبرئیل امین و میکائیل آئیں، اس کی زیارت کا شرف ہر بندہ کو حاصل کرنا چاہیے اور مجھ سے ابو حسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ ابو بکر سے یہ گفتگو سن کر موسیٰ کمال طیش میں آیا اور اس نے مجھ کو اور ابو بکر کو اپنے آدمیوں سے پٹوا کر قید کر دیا، پھر کچھ دنوں کے بعد یہ تاکید کر کے کہ یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کیا جائے ہم کو چھوڑ دیا۔ ابو بکر جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس واقعہ کو یاد رکھنا البتہ جہلا سے بیان نہ کرنا جو اہل عقل و معرفت ہوں، ان تک اس کو ضرور پہنچا دینا۔

ابراہیم دیزج کہتا ہے کہ مجھ کو متوکل نے کربلا میں روضہ امام حسین علیہ السلام کھودنے کے لئے بھیجا ساتھ ہی متوکل نے جعفر بن محمد بن عمار قاضی کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میں ابراہیم دیزج کو حسین کی قبر کھودنے بھیج رہا ہوں، لہذا تم اس کی نگرانی کر کے مجھے خبر دینا کہ اس نے یہ کام انجام دیا، یا نہیں؛ دیزج کہتا ہے میں کربلا گیا اس کے بعد قاضی جعفر کے پاس واپس آیا۔ اس نے پوچھا، تم نے کیا کیا۔ میں نے جواب دیا جس کام پر مجھ کو مامور کیا گیا تھا، اس کو انجام دے آیا، لیکن میں نے کوئی خاص بات وہاں نہیں دیکھی، قاضی نے کہا تم نے قبر کو گہرا کر کے دیکھا ہوتا، میں نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا مگر قبر کے اندر سبھی کچھ نہ ملا، یہ سن کر قاضی نے خلیفہ کو لکھا کہ ابراہیم دیزج نے قبر حسین کو کھودا لیکن اس کو اس میں کچھ نہ ملا۔ اب اس نے قبر کے اوپر پانی جاری کر دیا ہے اور سیل سے کل جتو اڑیے ہیں۔ ابوعلی عمار کہتا ہے کہ میں نے بعد کو دیزج سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا میں قبر حسین پر اپنے مخصوص غلاموں کو لے کر گیا اور کھودنا شروع کیا۔ آخر میں ایک نئی چٹائی برآمد ہوئی اس پر امام حسین علیہ السلام کا جسم اقدس تھا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ دیکھ کر میں نے قبر دوبارہ بند کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر پانی جاری کر دیا جائے اور ہل چلا دیئے جائیں، مگر میں نے دیکھا سیل قبر پر نہیں جاتے تھے قبر کی حد تک آ کر واپس چلے جاتے تھے۔

ابو عبد اللہ باقلا فی بیان کرتا ہے کہ مجھ کو عبید اللہ بن کعب بن خاقان نے ہارون مصری

لے دیزج متوکل کا یہودی جنرل تھا اس کی دستاورد ہا نہیں کسی خبر روایت میں نہیں ہے کہ امام حسین کی قبر کھودی گئی ہو۔

کے پاس اس کو کھینچا، ہارون اس وقت شاہی لشکر کا ایک جنرل تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا رویہ بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ میں نے اس کا چہرہ تارکول کی طرح سیاہ ہے اس پر بد بودار دلنے کے سبب اس کے چہرے پر سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ اس سے متوکل نے تکلف ہوا تو میں نے اس کے چہرہ کی سیاہی کا سبب پوچھا لیکن اس نے بتلائے کہ انکار کیا، پھر اس کے بعد وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا، اس وقت میں نے پھر وہی سوال دہرایا، اس نے کہا کہ کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ اس نے کہا کہ متوکل نے مجھ کو اور دیزج کو قبر حسین کھودنے اور اس پر پانی بہانے کے لئے کربلا روانہ کیا جب میں اس واقعہ کا اطلاع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرمایا ہے میں دیزج کے ساتھ نہ جانا اور قبر حسین کے متعلق تم سے جو کہا گیا ہے اس پر عمل نہ کرنا۔ جب صبح ہوئی دیزج کے آدمی آئے، ہر چند میں نے جانے سے انکار کیا مگر وہ کسی طرح نہ مانے اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے یہاں تک کہ ہم لوگ کربلا پہنچے، رات کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: میں نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جانا۔ تو نے میرا حکم مانا اور یہاں آ گیا اور ان کے جرم میں ان کا شریک بنا، یہ کہہ کر آپ نے میرے منہ پر طمانچہ لگا لیا جس سے میرے چہرے کی یہ کیفیت ہو گئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

فضل بن محمد بیان کرتا ہے کہ میں ابراہیم دیزج کا ہمسایہ تھا، میں ایک روز اس کی عیادت کو گیا، میں نے دیکھا کہ اس کی حالت نہایت اتر رہی ہے، بد ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا ہے۔ طبیب اس کے پاس بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے اس کا حال پوچھا، میرے اور اس کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے، اور وہ مجھ پر کافی اعتماد رکھتا تھا، اس نے طبیب کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ اس کے سامنے اپنا راز بتلانا نہیں چاہتا تھا، طبیب کی سمجھ میں بھی اس کا مرض نہیں آ رہا تھا، وہ خود حیران تھا، یا اشارہ پا کر وہ تو ہلکا بنا، جب تھکیا ہوا تو میں نے دوبارہ اس کی کیفیت پوچھی، اس نے کہا میں خدا سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھے متوکل نے نینوی میں قبر حسین مٹانے کا حکم دیا، میں رات کے وقت وہاں پہنچا۔ میرے ساتھ پہلے ہر دوازہ دروازوں کی ایک جماعت بھی تھی، میں نے اپنے غلاموں سے کہا کہ تم اپنی نگرانی میں ان مزدوروں سے قبر کھودا دو، یہ کہہ کر میں ایک سایہ میں خستگی سفر فرج کرنے کے لئے لیٹ گیا ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ شور و غل کی آواز کان میں آئی۔ میں نے دیکھا کہ غلام مجھ کو بیدار کر رہے ہیں میں ڈر کر اٹھ بیٹھا اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے کہا بہت عجیب قصہ ہے۔ میں نے کہا بیان تو کرو! انھوں نے کہا کہ کچھ لوگ ہمارے اور قبر کے بیچ میں داخل ہو گئے ہیں اور جب بھی ہم آگے بڑھتے

متوکل اور دیزج

ہیں وہ ہم پر تیروں سے حملہ کرتے ہیں۔ یہ سنکر میں بھی متحیر امر کے لئے گیا۔ اس وقت چاروں طرف چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس کی مدھم مدھم روشنی میں میں نے دیکھا کہ واقعاً کچھ لوگ موجود ہیں، میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو، لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب ہمارے تیزخورد ہماری طرف واپس آئے اور جس نے جو تیرا ہاتھ اسی کو آکر لگا اور زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ دیزج کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد مجھ کو رعبہ سے بھرا چڑھ آیا اور اسی وقت میں کر بلا سے چلا آیا اور طے کر لیا کہ متوکل اگر مجھ کو مار بھی ڈالے تب بھی میں اب قبر حسین علیہ السلام کے خلاف کوئی ارادہ نہیں کروں گا۔ اب ہمزہ کہتا ہے میں نے اس سے کہا اب تجھ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس کے شر سے بچا یا کیونکہ وہ کل مار ڈالا گیا اور اس کے فرزند مقتدر نے قتل کر دیا ہے۔ دیزج نے کہا، یہ خبر میں نے بھی سنی ہے لیکن اب تو میرے جسم کو وہ روگ لگ گیا ہے کہ میں بھی زندہ رہنا نہیں چاہتا، یہ صبح کا وقت تھا، شام ہوتے ہوتے دیزج بھی راہی ملک عدم ہو گیا۔

ابوالفضل کہتا ہے کہ متوکل کے بیٹے مقتدر نے سنا کہ اس کا باپ متوکل حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شان میں نامزد کہتا ہے، اس نے ایک شخص سے اس کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اب اس کا قتل واجب ہے مگر تم اس کے خون میں ہاتھ نہ بھرا کیونکہ جو اپنے باپ کو قتل کرتا ہے وہ زیادہ زندگیاں نہیں پاتا۔ اس پاکباز نے جواب دیا کہ اللہ کی اطاعت کرنے میں اگر میری عمر گھٹ بھی جائے تب بھی مجھ کو کوئی پروا نہیں۔ چنانچہ اس کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد وہ سات ماہ زندہ رہا۔

علی بن عبداللہ نعم مصری کہتا ہے کہ میرے دادا قاسم بن احمد بن عمر اسدی کوئی کوتاہیچ و سیز کا بڑا علم تھا، ایک روز انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ متوکل باللہ جعفر بن مقفم سے لوگوں نے بیان کیا کہ ارض بنتوا میں امام حسین علیہ السلام کی قبر پر صحرائین عربوں کا ہجوم رہا کرتا ہے، اور لوگ ان کی زیارت کو وہاں آتے رہتے ہیں چنانچہ اس نے اپنے ایک جرنیل کی سرکردگی میں ایک فوج کر بلا روانہ کی اور اس کو حکم دیا کہ امام حسین کے مزار کو گرا دیا جائے اور لوگوں کو زیارت کرنے سے روکا جائے چنانچہ یہ جرنیل کر بلا گیا اور اس نے متوکل کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ ۳۳ھ

۱۔ متوکل نے چار دفعہ امام حسین کی قبر کو برباد کر دیا، جس میں دیزج وغیرہ کو اس ارضیت کے لئے کر بلا بھیجا۔ مذکورہ واقعہ شاید ان چار واقعات کے علاوہ ہے۔ تفصیل ہماری کتاب تاریخ کر بلا و جمع ملاحظہ کریں۔ ج ۲۔ ص ۱۲۔

کا واقعہ ہے، اس واقعہ کے بعد تمام عربوں نے بغاوت کر دی اور کہا کہ ہمارا بچہ بچہ قتل ہوا ہے گا مگر مظالم کی زیارت سے ہم نذر کیس گئے، ایسا اس لئے تھا کہ انھوں نے بہت سے عورتیں نشانہ بنائی دیکھی تھیں۔ اس جرنیل نے متوکل کو اس صورت حال سے مطلع کیا۔ متوکل نے واپس آجانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۲۴۰ھ میں متوکل کو پھر پتا چلا کہ اب پھر قبر حسین پر بڑے اجتماع ہونے لگے ہیں اور وہاں ایک بڑا بازار قائم ہو گیا ہے۔ یہ سنکر متوکل نے ہر شہر میں بذریعہ منادی یہ اعلان کروایا کہ زیارت حسین کو جو بھی جائے گا اس کا خون معاف ہے۔ ساتھ ہی پھر کر بلا فوج روانہ کی جس نے کر بلا میں بڑی تباہی مچائی، بہت سے مومنین اور سادات قتل ہوئے۔

عبداللہ بن رابعہ طبری بیان کرتا ہے کہ ۲۴۰ھ ہجری میں حج کے لئے مکہ و معظہ گیا پھر وہاں سے عراق آیا اور خلیفہ وقت سے عیب کی زیارت کی خبر کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے نبھنا شروع کیا۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے کر بلا گیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا کہ روضہ مبارک کھود کر گھیتوں کی شکل میں مبدل کر دیا گیا ہے اور بیلوں کے ذریعہ بل جوتا جا رہا ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ بیل چلتے چلتے جب امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس پہنچتے تھے تو ادھر ادھر کترا جاتے تھے۔ بل جوتے والا ان کو ہر چند لکڑی سے مارتا تھا مگر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ یہ کرمہ دیکھ کر میں یہ شعر پڑھتا ہوا بغداد چلا آیا۔

تَالِيهِ اِنَّ كَانَتْ هَٰئِهِ قَدِ اَنْتَ قَتَلَ اَبُو بَدَتٍ فَيَبْتَاطُ مَطْلُوقًا  
فَلَقَدْ اَنَّكَ بَكُوَابِيهِ وَمِثْلَهَا هَذَا الْعَمَلُ لَكَ لَبْرًا مَهْلًا وَمَا  
اَسْفُوْا عَلٰى اَنْ لَا يَكُوْنُوْا شَايِعُوْا فِي قَتْلِكَ فَمَتَّبِعُوْهُ مَرَّ مِسْمَا

اقسم بخدا! اگر سچی اُمیہ نے اپنے بچے کے نواسہ کو تیغ کر دیا تو جائے تعجب نہیں ہے کیونکہ حسین کے بچے ہم نے بھی ایسا ہی ظلم کیا۔ دیکھو ان کا روضہ مبارک کھدا پڑا ہے۔ ان کو گویا اس کا انھوں نے رہ گیا تھا کہ انھوں نے کر بلا میں ان مظالم میں کیوں حصہ نہ لیا، لہذا اب ان کی قبر سے یہ آرزو پوری ہو رہی ہے؟

ہیں، عبد اللہ کہتا ہے کہ جو نبی میں بغداد پہنچا تو میں نے شور و غل سنا، پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابھی ابھی کبوتر گرا ہے کہ متوکل مارا گیا۔ میں نے کہا الہی شکر اب وہ اپنے لئے کو پہنچا۔

۱۔ لایالی، یحییٰ بن مغیرہ راہی کہتا ہے کہ میں جریون بن عبدالحمید کے پاس تھا، اتنے میں ابی علقمہ سے ایک شخص آیا یہی نے اس سے عراق کی خبریں پوچھیں۔ اس نے کہا کہ میں نے ہاؤن رشید کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس نے امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو گرا دیا تھا اور وہاں جو

درخت سدرا (پیری) تھا اس کو بھی اُس نے کٹوا دیا تھا۔ جریر نے یہ سن کر اپنے دونوں ہاتھ  
اسمان کی طرف بلند کئے اور کہا: اللہ اکبر! اس واقعہ کے متعلق مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی ایک حدیث سچی تھی، آپ نے تین دفعہ فرمایا تھا، لَعَنَ اللَّهُ قَاطِعَ الشَّجَرَةِ (علاحدہ  
کاٹنے والے پر لعنت کرے) میں اب تک اس حدیث کے معنی نہیں جانتا تھا، آج اس کی سمجھ میں  
آئی۔ اس پیری کے درخت کو کاٹنے سے ہارون کا منشا یہ تھا کہ قبر پر کوئی نشانی باقی نہ رہے اور  
لوگوں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

(امالی) حسین بن محمد ازادی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ ایک روز  
میں مسجد کوفہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میرے پیلو میں دو آدمی بیٹھے تھے جن میں سے ایک سفری لباس پہنے  
ہوئے تھا، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم کو نہیں معلوم کہ قبر حسین علیہ السلام کی خاک  
ہر طرف کے لئے اکیر کا حکم رکھتی ہے۔ مجھ کو ایک درد عارض ہوا کرتا تھا، میں نے ہر قسم کا علاج کیا مگر  
کوئی فائدہ نہ ہوا، یہاں تک کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف لاحق ہوا۔ ہمارے نزدیک ایک بوڑھی عورت  
رہا کرتی تھی اتفاق سے وہ ہمارے پاس آئی۔ اس وقت میں درد سے تڑپ رہا تھا۔ اس عورت نے  
مجھ سے کہا، سالم! کیا حال ہے؟ میں تو ہر روز تمہاری حالت بدتر دیکھ رہی ہوں۔ میں نے کہا،  
یہی واقعہ ہے۔ اُس نے کہا، اگر کہو تو اب میں تمہارا علاج کروں، اللہ کے حکم سے بالکل اچھے ہو جاؤ گے۔  
میں نے کہا، ہیک اور پوچھ لوچھ۔ اُس نے کہا، ابھی لو یہ کہہ کر وہ ایک پیالہ میں تھوڑا پانی لائی، ادھر سے  
وہ پانی پیا، ادھر آرا م آیا اور دروایا غائب ہوا جیسے تھا ہی نہیں۔ اس واقعہ کو کئی مہینے گذر گئے۔  
ایک روز چہرہ عورت میرے گھر میں آئی، میں نے اُس سے پوچھا، میں خدا کی قسم دیتا ہوں تلو دو  
کہ تم نے کس چیز سے میرا علاج کیا تھا۔ اُس نے کہا میرے ہاتھ میں جو سیب دیکھ رہے ہو اُس کے  
ایک دانہ سے۔ میں نے پوچھا، سیب کا ہے کی ہے؟ اُس نے کہا یہ قبر حسین علیہ السلام کی مٹی ہے۔  
میں نے کہا، لے رافضیہ! تو نے قبر حسین کی مٹی سے میرا علاج کیا۔ یہ سن کر وہ ناراض ہو کر چلی گئی،  
ادھر وہ گئی اور ادھر میرا درد دوبارہ نمودار ہوا اور پہلے سے بہت شدید حملہ ہوا۔ اُنٹے میں مؤذن  
نے اذان بھی اوردہ دونوں نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھ کر چلے گئے۔

(امالی) موسیٰ بن عبد العزیز روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ کو راستہ میں یوحنا بن  
سراقبون نصرانی طبیب ملا، اُس نے شارع الجاحد میں مجھ کو روک کر کہا کہ میں تم کو تمہارے نبی  
اور تمہارے دین کی قسم دیتا ہوں یہ بتلاؤ کہ قبضہ ابو عبیدہ کے پاس یہ کس کی قبر ہے جن کی تم لوگ

زیارت کو جایا کرتے ہو۔ کیا یہ تمہارے نبی کے کھسی صحابی کی قبر ہے؟ میں نے کہا کسی صحابی کی نہیں  
بلکہ اُن کے نواسہ کی قبر ہے۔ یہ بتلاؤ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا؟ اُس نصرانی طبیب نے کہا کہ میرے  
ساتھ ایک عجیب واقعہ گذرا ہے۔ میں نے کہا، بیان کرو۔ وہ بولا کہ ایک رات کو میں اپنے مکان  
میں بیٹھا ہوا تھا کہ ساہوگر کبیر ہارون رشید کا خادم خاص میرے پاس آیا، اُس نے کہا میرے  
ساتھ جیلو، ایک مریض کو دکھانا ہے۔ میں اٹھ کر اُس کے ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ موسیٰ  
بن عیسیٰ ہاشمی کے پاس پہنچے۔ میں نے دیکھا وہ مدہوشی کے عالم میں مضبوطا لٹوا اس ایک تکیہ کے بہرے  
پیٹھا ہوا ہے۔ اُس کے سامنے ایک طشت دھرا ہے۔ اُس میں اُس کی انٹڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔  
ہارون رشید نے اس کو کوفہ سے بلوایا تھا۔ ساہوگر نے موسیٰ کے خادم سے جو اُس کے ساتھ آیا تھا  
پوچھا کہ تو بتلا کہ ان کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ اُس نے کہا، میں پورا واقعہ بیان کرتا ہوں اس وقت  
سے کچھ عرصہ قبل یہ اپنے دربار میں خوش و خرم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی صحت قابل رشک  
تھی۔ اتنے میں کسی نے امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے موسیٰ سے حسین کی بابت سوال  
کیا۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ حسین وہ ہیں جن کے بارے میں رافضی بہت فلو کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ  
اُن کی خاک قبر سے اپنا علاج کرتے ہیں۔ اتفاق سے وہاں ایک ہاشمی شخص بھی بیٹھا یہ گفتگو سن رہا  
تھا، اُس نے کہا یہ درست ہے۔ مجھ کو سچی ایک مرض تھا، میں نے بہتیرا علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔  
بالآخر اسی خاک شفا کی برکت سے خدا نے مجھ کو شفا عطا کی۔ موسیٰ نے کہا تمہارے پاس اُس میں سے  
کچھ بقی بچ گئی ہے؟ اس سید نے کہا کیوں نہیں! اُس نے کہا تھوڑی سی میرے لئے اور بیکر  
وہ بھی گیا اور تھوڑی سی خاک شفا لے آیا۔ موسیٰ نے وہ مٹی لے کر سب کے سامنے اپنی ڈبر میں  
رکھی، تاکہ لوگوں کے سامنے اُس خاک کا استہزا کرے۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جو نبی اُس نے وہ  
مٹی رُخس کرکھی، پکارا تھا الطاف، النثار، النثار! ادم نے میں جلا، ہائے میں جلا جلدی  
نفت لا اور جب اشت لایا گیا اور یہ اُس پر بیٹھا تو اس کی آنتیں کٹ کٹ کر نکلنے لگیں۔ پشمن کر  
سے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ تم اس کا معائنہ کرو شاید کوئی تدبیر کارگر ہو۔ میں نے ایک  
شخص سے کہا کہ اس کی روشنی میں دیکھا کہ اس کے جگر و طحال اور پیچھے کے ٹکڑے پڑے ہیں۔  
پس میں نے اس کے علاج نہیں۔ حضرت عیسیٰ جو مردے زندہ کرتے تھے وہی اگر آئیں تو اس کو  
بھی زندہ کر سکتے ہیں۔ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اس کے پاس رہو شاید تمہاری ضرورت ہو۔ یوحنا  
نے کہا کہ میں اس کے پاس رہا، اسی طرح اس کے اعضاء کٹ کٹ کر ٹکڑے راستہ

باہر آتے رہے، یہاں تک کہ صبح کے قریب وہ داخل جہنم ہوا۔ محمد بن موسیٰ (اس واقعہ کے راوی) بیان کرتے ہیں کہ اس سجنے کو دیکھ کر اس لعیب نصرانی پر اتنا اثر ہوا کہ وہ ہمیشہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو آیا کرتا تھا، آخر میں وہ مسلمان ہو گیا۔

سلیمان اعشى سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ شہر کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا۔ ایک شب جمعہ کو میں نے اُس سے پوچھا کہ زیارت حسینؑ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کہنے لگا بدعت و ضلالت ہے، اور ہر بدعت کا کرنے والا جہنمی ہے۔ اعشى کہتے ہیں یہ سن کر مجھ کو غصہ آ گیا اور اُس کے پاس سے اُٹھ کر اپنی جگہ پر چلا آیا، رات کو میں نے سوچا کہ کل دوبارہ اس کے پاس جا کر فرمائیں علیؑ بیان کروں گا تاکہ اس کا دل جلے۔ چنانچہ صبح کے وقت میں پھر اُس کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا معلوم ہوا کہ وہ گھر نہیں ہے۔ پوچھا کہاں گیا ہے؟ جواب ملا کہ وہ تو کربلا گیا ہے۔ یسن کر مجھ کو بڑا اچنبہ ہوا اور میں بھی فوراً کربلا روانہ ہو گیا۔ جب حرم میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص روکھ و سجد میں مشغول ہے اور کسی طرح ہنسنے نہیں اُٹھاتا۔ مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے اُس سے کہا کہ کبھی کل ہی تم تھے جو کہتے تھے کہ زیارت حسینؑ بدعت و ضلالت ہے اور ہر بدعت کرنے والا تشریح میں جائے گا، اور خود یہاں دکھائی دے رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ اے سلیمان! مجھ پر حلاوت نہ کرو کیونکہ گذشتہ رات سے پہلے میں البیت کی امامت کا قائل تھا لیکن شب گذشتہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا جس کی وجہ سے تم میری برحالت دیکھ رہے ہو میں نے کہا مجھ سے بھی وہ خواب بیان کرو۔ اُس نے کہا میں نے خواب میں ایک ایسے انسان کو دیکھا جو نہ تو بہت بلند تھا نہ بہت قد تھا۔ اتنا خوبصورت و جیبہ تھا کہ میں اس کے وصف پر قافور نہیں ہوں، اُس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے، جدھر وہ جاتا تھا لوگ اُس کے ساتھ جاتے تھے، اُس کے آگے ایک شہسوار تھا، جس کے سر پر ایک تاج تھا جس کے چار گوشے تھے، ہر گوشے میں ایک درخشانی جوہر آویزاں تھا، جس کی روشنی میلوں تک پہنچ رہی تھی میں نے پوچھا یہ پہلے شخص کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دوسرا کون ہے؟ کسی نے کہا یہ اُن کے وہی حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ اتنے میں نے کیا دیکھا ہوں کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک ناقہ ہے جس پر نور کی عمارت کسی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ جناب خدیجہ الکبریٰ وفاطہ زہرا ہیں۔ میں نے پوچھا یہ صاحبزادہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرت حسن مجتبیٰ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ سب کے سب کہاں جا رہے ہیں؟ کسی نے کہا آج شب جمعہ ہے۔ یہ سب مقتول و مظلوم شہید کربلا امام حسینؑ کی زیارت کے لئے کربلا جا رہے ہیں۔ پھر

اس ہودج کے نزدیک گیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے کچھ رقعے پھرا رہے ہیں۔ جن پر لکھا ہوا ہے کہ "یہ اُن لوگوں کے لئے آتش جہنم سے برأت نامہ ہے جن کو شب جمعہ زیارت حسین علیہ السلام نصیب ہوئی ہے"۔ اُس کے بعد ایک آواز آئی کہ "آگاہ ہو کہ ہم اور ہمارے شیوخ جنت میں سب سے بلند درجہ پر فائز ہوں گے"۔ اتنا بیان کر کے وہ شخص کہنے لگا کہ اے سلمان! قسم بخدا ایسا ہی اس مبارک نذرین کو جیتے جی نہیں چھوڑوں گا۔ (نفس المہوم)

ابو محمد کوفی نے دعبل خزاعی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جب امام رضا علیہ السلام کو اپنا نامیہ قصیدہ (مدارس آیات خلعت عن تلاوتہ الخ) سنا کر وطن واپس آیا تو ایک رات کو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا شعر کہہ رہا تھا اور کچھ رہا تھا، اسی عالم میں رات کا ایک حصہ گزر گیا، اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا تمہارا ایک بھائی، میں نے جلدی سے دروازہ کھولا تو ایک شخص عیب صورت اندر داخل ہوا جس کو دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، وہ ایک کولے میں اطمینان سے بیٹھ گیا، نو وارد نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں، میں تمہارا بھائی جن ہوں، جس رات تم پیدا ہوئے اسی رات میں بھی پیدا ہوا اور تمہارے ساتھ ہی بڑھا، میں تمہارا ہمزاد ہوں، اس وقت تمہاری معرفت اور بصیرت بڑھانے کے لئے ایک واقعہ بیان کرنے آیا ہوں۔

دعبل کہتے ہیں اتنا سننے کے بعد میرے حواس جمع ہوئے، پھر وہ جن گویا ہوا۔ دعبل! میں کچھ عرصہ قبل علی ابن ابیطالب کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں جنوں کی ایک سرکش ٹولی کے ساتھ بیابان میں نکلا، رات کے وقت میں نے ایک قافلہ دیکھا یہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر ہم نے ان کو اڑا بیچانے کا ارادہ کیا، اسی ارادے سے آگے بڑھے ہی تھے کہ ملائکہ آسمان وزمین نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم جھاگ کھڑے ہو گئے۔ اس چیز کو دیکھ کر گویا میری آنکھیں کھل گئیں اور میں اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوا اور سمجھ گیا کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر ہے اور وہ جگہ نہایت محترم ہے جس کی زیارت کو یہ لوگ جا رہے ہیں۔ اس کے بعد صدق دل سے میں نے توبہ کرنی، اور ان لوگوں کے ساتھ میں بھی زیارت کو روانہ ہوا اور ان کے ساتھ دعا اور زیارت میں شریک رہا۔ پھر یہ لوگ حج کو گئے میں نے بھی ان کے ساتھ حج ادا کیا۔ پھر ان لوگوں کے ہمراہ قبر سنیہ پر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مدینہ پہنچ کر میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جس کو لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتلایا گیا کہ یہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر میں حضرت

کے نزدیک گیا اور میں نے ان پر سلام کیا۔ وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ جواب سلام دینے کے بعد مجھ کو خوش آمدید کہی۔ پھر اپنے فرمایا: اے عراق کے رہنے والے! تجھ کو کربلا کے قریب بات کا واقعہ یاد ہے؟ تو نے دیکھا کہ ہمارے دوستوں کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کر لی اور تیری خطا صاف کر دی۔ میں نے کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے آپ کی ہدایت کے نور سے میرے دل کو آباد کر دیا اور آپ کی ولایت کے ذریعہ مجھ کو تباہی سے بچا لیا۔ بعد ازاں میں نے ان حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت! کوئی حدیث ارشاد فرمائیں تاکہ میں اپنی قوم میں واپس جا کر بیان کروں۔ حضرت نے فرمایا: سنو! میں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے، انھوں نے اپنے والد علی بن اوس سے انھوں نے اپنے والد سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے انھوں نے اپنے والد امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: جنت زیار علیہم السلام پر حرام ہے جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور اہل بیار پر حرام ہے جب تک کہ میں داخل نہ ہوں اور تمام امتوں پر حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو اور میری امت پر حرام ہے جب تک کہ میرا علی تمہاری ولایت کا اقرار نہ کرے اور تمہاری امامت کو نہ مانے اے علی! اس کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث کیا جنت میں کوئی اس وقت تک داخل نہ ہو گا جب تک کہ اس کو تم سے نسب یا سبب کے ذریعہ قرب حاصل نہ ہوگی۔ اتنا بیان کرنے کے بعد اس جن نے کہا کہ اے علی! اس حدیث کو یاد رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا کیونکہ اب کبھی یہ حدیث مجھ سے یا کسی دوسرے سے نہ سنو گے۔ یہ کلمہ کو وہ ایسا غائب ہوا جیسے اس کو زمین نکل گئی۔

قتلوکل کے دور میں جن جانباڑوں نے سر کی بازی لگا کر حسینؑ کی فتنہ پر علم کو نصب کیا، ان میں زید و بہلول کے ناموں کو پیشہ سونے کے حروف سے تحریر کیا جائے گا۔ زید بھی بہلول کی طرح اگرچہ سطحی ہو، فردی زبان پر "مجنون" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ مگر یہ دونوں ایسے تھے کہ اپنی اپنی دیوانگی میں وہ تاریخی کام کر گئے جو ہزار داناؤں سے نہ ہو سکے، چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مشوکل نے جس زمانہ میں قبر فرزند رسول پر مظالم ڈھانا شروع کئے۔ زید اس زمانہ میں مصر میں رہتے تھے، ان کو جب اس سانحہ کی خبر ملی تو فرط اندوہ و ملال سے تڑپ اٹھے آخر نہ رہا گیا۔ باحال زار و چشم اشکبار، سنگرشتہ و پریشان عراق کی طرف پیادہ پاروانہ ہو گئے۔ بعد طے منازل و قطع مراحل جب سواد کو فہ میں پہنچے تو راہ میں عاقل دیوانہ بنا بہلول سے ملاقات ہوئی۔ زید نے بہلول کو دیکھ کر سلام کیا۔ بہلول نے کہا: تم نے مجھ کو کیوں نہ سچا نادرا نکالیا کہ تم اس شہر کے رہنے والے نہیں ہو؟" زید نے جواب دیا "مومنین کے روہیں چونکہ عالم برزخ میں ایک دوسرے سے قریب تھیں۔ اس لئے دار دنیا میں وہ جہاں کہیں

بھی ہوں ایک دوسرے سے قریب ہیں" بہلول نے کہا: اچھا کس وجہ سے اپنے ملک سے آئے ہو؟ زید بولے: اس بے دین کے عمل بد سے جو صدمہ مجھ کو لاحق ہوا ہے اس نے مجھ کو آوارہ وطن کیا ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس بے حیائے قبر مبارک جناب سید الشہداء پر ظلم و جفا کی ہے اور اس کے نشان کو مٹانے اور اس کے زور کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے میرا دل بیقرار اور میری آنکھیں اشکبار ہیں" بہلول نے جواب دیا "میری حالت بھی تم سے الگ نہیں ہے" زید بولے: تو آؤ ہم دونوں چل کر حسینؑ مظلوم کی قبر کی زیارت تو کر آئیں، شاید اسی بہانہ شہادت کا مرتبہ ہاتھ آجائے" زید یہ کہہ کر بہلول کا ہاتھ پکڑے کوفہ سے کربلا کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب کربلا پہنچے تو دیکھا کہ اقدس منہدم کر دیا گیا ہے لیکن قبر اہل بدستور باقی ہے اور کچھ کچھ تغیر اس میں نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جو نہ فرات سے اس غرض سے کاٹ کر لائی گئی تھی اس کے ذریعہ قبر حسینؑ کو مہا دیا جائے اس کا پانی بھی قبر مظلوم کا طوطا کرنے کے بعد تھیر کھڑا ہو گیا، اور ایک قطرہ بھی قبر پر نہیں پہنچا ہے۔ پانی کے حلقہ سے مرقد اٹورا بھرا ہوا ہے۔ زید یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہا دیکھو بہلول! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسیح حرم لہم یزنی کو کھجا دیں اور حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے اگرچہ مشرکین کراہت رکھتے ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ حکم مشکوک بسین برس کا لہ قبر امام عالی مقام پر زراعت کرتے تھے لیکن قبر مٹھرا نے حال پر تھی، نہ بسین ہی قبر مچرانے کی ہمت کرتے تھے نہ ہی پانی اس پر رواں ہوتا تھا۔ دہقان ان عجیب و غریب کیا امتوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لایا، میں جنگوں میں زندگی گزاروں گا لیکن دختر زاوہ رسولؐ انقلین حسینؑ غریب کی قبر پر زراعت نہ کروں گا۔ بسین برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ آیات جلیلہ الہیہ و براہین عظیمہ الہیہ رسالت پناہی کا مشاہدہ کرتا ہوں اور مجھ کو عبرت نہیں ہوتی۔ یہ وہی وقت تھا جب زید و بہلول زیارت کو آئے تھے، اور دو رکھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے، چنانچہ دہقان نے بہلول کی گردن سے جوا نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد زید کے پاس آ کر پوچھا کہ "آپ لوگ کیوں آئے ہیں مجھے خوف ہے کہ ہمیں آپ کو قتل نہ کر دیا جائے" زید نے جواب دیا "ہم کو قبر کی بربادی کی اطلاع ملی ہے جس کی وجہ سے ہم بحال تباہ اپنے وطن سے نکلے ہیں، جو ہوسو ہوسو یہ سنکر وہ مزارع زید کے پاؤں پر گر پڑا اور بوسے دینے لگا۔ کہنے لگا "اے شیخ! تو بہت برگزیدہ بندہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ تیرے آتے ہی میرا دل نور ایمان سے چمک اٹھا ہے ورنہ بسین برس سے میں اس صحیفہ کاری میں مبتلا تھا اور میری آنکھیں نہ کھلتی تھیں۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے قدموں کی برکت سے رحمت خدا میری طرف متوجہ ہوئی ہے اور میرا دل نور معرفت الہی سے منور ہوا ہے، زید یہ سنکر رونے لگے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

تَالَهُ انْكَانَتْ اُمِّيَّةٌ قَدِ انْت  
فَلَقَدْ اتَاَهُ بَنُو اَبِيهِمْ بِمِثْلِهِ  
اسفرا على ان يكو نواشا را كوا  
في قتله فتنبعوه س ميسما

یعنی خدا کی قسم اگر نبی امیہ نے اپنے نبی کے فرزند کو مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا تو ان کے ہم جہادوں (نبی عباس) نے سچی دلچسپی سے مطالعہ ان پر توڑے۔ اگر یقین نہ ہو تو دیکھو یہ حسین کی قبر منہدم پڑی ہے۔ ان لوگوں کو افسوس تھا کہ اگر رسول پر مظالم کرنے میں نبی امیہ کے کیوں شریک نہ ہوئے لہذا آج ان کی قبروں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے بعد اس دہقان باہان نے کہا کہ اے زید تم نے مجھے خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔ اب مجھ میں ضبط کا یارا باقی نہیں۔ میں فوراً متوکل کے پاس جا کر یہ میراث بیان کرتا ہوں جا ہے وہ مجھ کو بھینٹا چھوڑے یا قتل کر دے۔ زید نے کہا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ وہ دہقان متوکل کے دربار میں حاضر ہوا، اور فضائل و معجزات قبر اہل امام حسین علیہ السلام بیان کرنا شروع کیے مگر اس شفقی ازنی پر آٹا اثر ہوا، رگ عداوت اہلبیت حرکت میں آئی اور حکم دیا کہ اس مرد کسان کے پیروں میں رسی باندھ کر سامرے کے کوچہ و بازار میں گھسیٹا جائے اس کے بعد میرحام سونلی دی جائے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور سپر کوئی اپنی زبان پر فضائل اہلبیت نہ لائے۔ چنانچہ اس عاشق امام کو حضرت مسلم کی تاسی میں پیر میں رسن باندھ کر مٹر کوں پر کھینچا گیا اس کے بعد وار پر آویزاں کر دیا گیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ) زید یہ سب اجرا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور خون کے آنسو رورہے تھے، یہاں تک کہ جب اس مرد جاننازی کی لاش سونلی پر سے اتار کر مزہ پر ڈال دی گئی تو انھوں نے اس کو اٹھایا اور دریائے دجلہ میں لے جا کر غسل دیا کفن پہنایا نماز پڑھی اور دفن کر دیا اور اس کی قبر پر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک روز زید اپنی جائے قیام میں بیٹھے تھے کہ شہر میں ہنگامے کی آوازیں آنا شروع ہوئیں لوگ باواز بلند رو رہے تھے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے شاہی جلوس لاؤ لشکر کے ساتھ آ رہا ہے، آگے آگے سیاہ نشان ہیں ان کے پیچھے ایک جنازہ ہے جس کو اعیان سلطنت اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ بہت سی عورتیں بال کھولے ہوئے نوحہ و بکا کرتی ساتھ چلی رہی ہیں۔ شہر کی دکانیں بند ہیں اور تمام لوگ کمال تبہا شاہی جنازہ کے لئے اپنے اپنے گھروں سے برآمد ہو رہے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے متوکل مر گیا ہے۔ یہ گمان کر کے میں ان میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ اس نے کہا کہ یہ متوکل کی ایک عیشتی لونڈی ریحانہ کا جنازہ ہے متوکل اس کو

بہت دوست رکھتا تھا، اس کینز کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دفن کیا گیا۔ گلاب کے پھول گھمائے ریحان اس کی قبر پر ڈالے گئے۔ مشک و عنبر چھڑکا گیا اور ایک عالی شان خیمہ بھی اس پر نصب کر دیا گیا۔ یہ حال دیکھ کر زید پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار روئے لگے اور بے ساختہ صیخ کر پکارے :-  
وَ اَسْتَفْنَا عَلَیْکَ يَا حَسَنُ الْقَتِيلُ بِالطَّغَفِ غَرِیْبًا وَ جَدًا اَخْلَمَا نَا شَہِیْدًا ، ہائے

حسین! شہید کر بلا، میرے غریب و تنہا انا، ہائے آپ کو بے جرم و خطا قتل کیا، آپ کے اہل حرم کو اسیر کر کے دیار بیدار بھرا، آپ کے بچوں کے سر تن سے آثارے اور کوئی آپ پر گریہ و ماتم نہ کر سکے۔ آپ کو بے عمل و کفن سپرد خاک کیا گیا، اس کے بعد یہ ظلم و ستم کہ آپ کے روضہ مبارک کو کھو ڈالا گیا۔ اس پر دل جلادیں گئے دسا لیکر آپ علی رضی کے فرزند اور فاطمہ زہرا کے دل بند ہیں جبکہ ایک کینزیسا کے لئے تمنا اہتمام کیا جائے اور انبوه کثیر اس کا ماتم کرے۔ لیکن لے فاطمہ کے لال آپ کا ماتم بند کر دیا جائے آپ کے زوار پر ظلم و ستم دھائے جائیں۔ یہ کہہ کر اتنے روئے کہ عیش آ گیا۔ ان کی حالت پر بعض نے رستہ کھنڈا اور بعض نے اذیت پہنچی کی، جب ہوش میں آئے تو یہ اشعار زبان پر جاری کئے۔  
اَلْبُحْرَانُ بِالطَّغَفِ قَبْرِ الْحَسَنِ  
وَلَمَّا رَا الْقَبْرَ سَبَّحَ بِنِي النَّبِيِّ سَمًا  
لَقَدْ اَلْمَہْمَانَ بِهَمِّهِمْ قَدْ يَعُوذُ  
وَلَمَّا رَا الْقَبْرَ سَبَّحَ بِنِي النَّبِيِّ سَمًا  
وَقَدْ يَاهُنُّ الدُّنْيَا الْفَسَادَ

یہ اشعار کے بخارے حسین کی قبر پر توہل چلیں، اور زنا زادوں کی قبروں کی تعمیر کی جاتی ہے۔  
شہر اہلبیت کا زار بھر بیٹے اور دوبارہ ان کی حکومت عادلہ قائم ہو جائے۔ اہل نسا اور دنیا داروں پر اہل بیت کی عظمت ہے یہ اشعار ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر متوکل کے دروازے پر حاضر ہوئے اور دروازے کھٹکے تو متوکل کو دیدیے۔ اس پر چہ کو دیکھ کر متوکل غصہ سے لرزے لگا حکم دیا کہ زید کو اس کاغذ کے ٹکڑے کے ساتھ لے کر سامنے پہنچے تو اس نے پوچھا یہ اشعار تم نے لکھے ہیں، جواب دیا نہ صرف لکھے ہیں بلکہ لکھ کر بھیجے ہیں۔ لے متوکل! خدا سے ڈرا اپنے تخت و تاج پر ماز نہ کر کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے بڑے بڑے بادشاہوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ آل رسول سے دشمنی کر کے تو کبھی رستہ کھنڈا اور بعض نے اذیت پہنچی کی مگر اس پر آٹا اثر ہوا اور اس کا غصہ اور بے رحمی اس کے لئے پوچھا اور زار کون تھے؟

یہ اشعار کے بخارے حسین کی قبر پر توہل چلیں، اور زنا زادوں کی قبروں کی تعمیر کی جاتی ہے۔  
شہر اہلبیت کا زار بھر بیٹے اور دوبارہ ان کی حکومت عادلہ قائم ہو جائے۔ اہل نسا اور دنیا داروں پر اہل بیت کی عظمت ہے یہ اشعار ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر متوکل کے دروازے پر حاضر ہوئے اور دروازے کھٹکے تو متوکل کو دیدیے۔ اس پر چہ کو دیکھ کر متوکل غصہ سے لرزے لگا حکم دیا کہ زید کو اس کاغذ کے ٹکڑے کے ساتھ لے کر سامنے پہنچے تو اس نے پوچھا یہ اشعار تم نے لکھے ہیں، جواب دیا نہ صرف لکھے ہیں بلکہ لکھ کر بھیجے ہیں۔ لے متوکل! خدا سے ڈرا اپنے تخت و تاج پر ماز نہ کر کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے بڑے بڑے بادشاہوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ آل رسول سے دشمنی کر کے تو کبھی رستہ کھنڈا اور بعض نے اذیت پہنچی کی مگر اس پر آٹا اثر ہوا اور اس کا غصہ اور بے رحمی اس کے لئے پوچھا اور زار کون تھے؟

منکر نہیں ہے الایہ کہ وہ کافر و فاسق ہے اور کوئی بھی ان کا دشمن نہیں الایہ کہ وہ کتاب و مناقب ہے۔ اس کے بعد زید مناقب و فضائل اسد اللہ الغالب علیہ السلام میں رطب اللسان ہو گئے یہاں تک کہ متوکل کا جام صبر لبریز ہو گیا اور حکم دیا کہ اس دیوانہ کو قید میں ڈال دو تاکہ میں سوچوں کہ اس کو کس طرح قتل کیا جائے۔ زید قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ ادھر متوکل جو رات کو سویا تو ایک نورانی بزرگ خواب گاہ میں داخل ہوئے اور سٹھو کر مار کر کہا: جلد زید کو قید سے آزاد کرورنہ ابھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ متوکل گھبرا کر اٹھا تو کسی کو وہاں نہ پایا۔ خوف سے اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ بالآخر رات ہی کو قید خانے میں آیا اور زید سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ زید نے جواب دیا "سولے اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ اقدس کی تعمیر کی اجازت دے اور ان کے زائرین سے متعرض نہ ہو۔ متوکل نے منظور کر لیا اور خلعت ہائے فاخرہ سے زید کو نوازا۔ اب زید کی خوشی کا کیا پوچھنا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ قید متوکل سے زید جو براہ ہوئے تو گلی اور کوچوں میں پکارتے پکارتے تھے: مَنْ آسَاءَ ذِي سَارَةٍ الْحَسَنِ فَلَهُ الْأَمَانُ طَوْلَ الْبَرِّمَاتِ ۝ یعنی جو زیارت امام حسین علیہ السلام کرنا چاہے اس کو ہمیشہ کی امان مبارک ہو۔

کتاب کامل الزیارات میں اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں حاضر امام حسین علیہ السلام میں شب عزم نماز میں مشغول تھا، میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ سچاس ہزار شخص نماز و دعا میں مشغول ہیں۔ جب نماز صبح کے سجدہ سے میں نے سر اٹھایا تو ان میں سے ایک کو بھی وہاں نہ پایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہو رہے تھے اس وقت سچاس ہزار فرشتے زمین سے آسمان پر گئے۔ خداوند عالم نے ان سے خطاب فرمایا کہ میرے حبیب کا فرزند شہید ہو رہا تھا اور تم نے اس کی نصرت نہ کی لہذا اب تم زمین پر جاؤ اور تاقیامت اس کی قبر پر سکونت اختیار کرو اور اس کے عزادار رہو۔

نیز اسی کتاب میں حسین نواسہ ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں آخر عہد نبی مروان میں اہل شام سے چھپ کر زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے گیا یہاں تک کہ کربلائے معلیٰ میں پہنچا اور گاؤں کے کنارے چھپ رہا۔ جب آدھی رات ہوئی تو قبر مہر کی طرت روانہ ہوا ابھی میں قبر کے پاس نہ پہنچا تھا کہ ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ اس نے کہا: اے شخص پھر جا تو باجوڑ و شام

ہے۔ اس وقت تو بارگاہ حسینیٰ میں شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ میں ڈر کر واپس آ گیا۔ صبح کے قریب میں نے پھر زیارت کرنے کا ارادہ کیا تو پھر اسی شخص نے راستہ روک لیا اور وہی کلمات کہے۔ میں نے اس سے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ میں کیوں شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ میں تو دور سے زیارت کے لئے آیا ہوں اس وقت تو مجھ کو زیارت کرنے سے نہ روک۔ ڈرتا ہوں کہ صبح ہو جائے اور اہل شام مجھ کو دیکھ پائیں اور قتل کر دیں۔ اس شخص نامعلوم نے کہا: اے شخص تھوڑا صبر کر کیونکہ حضرت موسیٰ مع شتر نزار فرشتوں کے قبر حسینیٰ پر خدا سے اجازت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ وقت صبح وہ قبر سے وداع ہو کر رخصت ہوں گے۔ میں نے اس شخص سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ان فرشتوں میں سے ایک ہوں جن کو خداوند عالم نے قبر حسین کی حفاظت و نگہ رانی کے لئے مامور کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر میں پھر آیا اور بہت پریشان خاطر تھا تیسری مرتبہ طلوع صبح کے وقت پھر گیا۔ اب میں نے کسی کو وہاں نہ پایا، قبر مہر کے پاس جا کر میں نے زیارت پڑھی اور ظالموں پر لعنت و نفرین کی اور نماز صبح کو ادا کیا، پھر اہل شام کے خوف سے جلدی نکل آیا۔

کتاب دعوات و اونانی میں شیخ ابو جعفر نیشاپوری سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتا ہوں کہ میں کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت سید الشہداء کی زیارت کو گیا۔ ابھی روضہ مبارک کو ڈھنسی کے قریب فاصلہ پر تھا کہ ہم میں سے ایک شخص پر فاجعہ گرا اور اس کا پورا جسم بیکار ہو گیا۔ اس کو ہم لوگ کسی نہ کسی طرح کربلا لائے، پھر اس کو ایک چادر میں ڈال کر حرم اہل میں لائے، وہ شخص بہت زیادہ تفریح و بازی کر رہا تھا اور خداوند عالم کو امام حسین علیہ السلام کی قسم دے رہا تھا کہ بارالہا مجھ کو شفا عطا فرما۔ جس وقت ہم لوگوں نے چادر کو زمین پر رکھا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پوری طاقت و صحت کے ساتھ اپنے پیروں سے اس طرح چلنے لگا گویا اس کو کوئی عارضہ لاحق نہ ہوا تھا۔

اس کے بعد مصنف علام جناب محمد باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ میں غلام زید عالم کی توفیق سے یہ جلد تمام ہوئی۔ اور اس کا ترجمہ حکیم ذلیقندہ ۱۳۸۳ھ کو طبع لاہور میں اتمام پذیر ہوا۔

مضیٰ یہ طبیب آغا مولو سوی آرمینی انجرائی

# کتاب بحار الانوار

از علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ

(واعلمتہ وذاکریت کے لیے بے نظیر و بے مثال تصنیف)

**جلد اول**  
اس جلد میں مکمل حالات بول حضرت امام حسینؑ درج ہیں۔ مثلاً معرکات، ہجرات، آفات و شرکات امام حسینؑ، شہادت کی پیشگوئی، انبیاء و مرسلین علیہ السلام کی زبان، مہربان و مہربانین، قاتلان امام حسینؑ کا انہماک، دین سے مدد و اعتراف تک کے حالات، ہر انصاف و محابلی اور دروغ و حیل کی شہادت، شہادتِ علیؑ پر اعتراضات اور اس کے تکرار ہجرات، علاوہ ازیں بیحد و کثرت سے واقعات کا مجموعہ ہیں۔ قیمت قسم اول ۲۰ روپے

**جلد دوم**  
اس میں ابنِ حرم کی امیری، کوفہ و شام کے ہر دن تک واقعات پر حسینؑ کے واقعات، اہل حرم کی عزیز گو واپسی، طرزِ حیات، قریب امام حسینؑ پر امت کے انتہائی نظام، روضہ مبارک سے معجزات کا ظہور بہت تفصیل سے درج ہے۔ قیمت ۲۴ روپے

**جلد سوم**  
اس کتاب میں جناب فاطمہ الزہراءؑ سے زین العابدینؑ اور ائمہ علیہ السلام کے حالات قصصہ مندرج ہیں۔ قیمت جلد ۱۸ روپے

**جلد چہارم**  
اس جلد میں حضرت امام باقرؑ علیہ السلام کے حالات زندگی درج ہیں اور معلومات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ قیمت ۲۰ روپے

**جلد پنجم**  
اس کتاب میں حضرت امام علیؑ رضی اللہ عنہما علیہ السلام کے حالات زندگی نیز آپ کے معجزات، اور وہ واقعات اور حالات شہادت درج ہیں۔ قیمت قسم اول ۲۵ روپے، قسم دوم ۴۰ روپے

**جلد ششم**  
اس کتاب میں حضرت امام جعفرؑ علیہ السلام کے فضائل، حالات، صحیح ہونے کا بیان، معجزات و شہادت، اہل بیتؑ کے ہر ایک کے صفات، نبی امینؐ اور ان کے حالات، اولیاء اللہ اور بزرگانِ معارف، ہر سالہ

**جلد ہفتم**  
اس میں حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کے حالات زندگی، نیز آپ کی دینی خدمات و معجزات و اقوال درج ہیں۔

**جلد ہشتم**  
اس کتاب میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام کی سوانح صحابہ طیبہ، تفصیل مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں آپ سے منسوب کردہ روایات شامل ہیں۔

**جلد نہم**  
اس کتاب میں حضرت امام محمد تقیؑ علیہ السلام کی مفصل حیات طیبہ، آپ کی کسبی اور اولاد میں ملنے والے معجزاتی سے متعلقہ اور شہرِ مدائن و فروع کے واقعات درج ہیں۔ (ذریعہ)

**انوارِ ایامت، ترجمہ حدیقتہ الشیعہ**  
تالیف فقہرہ و محقق ربانی دانشمند بزرگ مرحومین محمد المعروف بقدرتس اردبیلی ترجمہ مولانا سید علی حسن اختر صاحب امر دہلوی۔ یہ کتاب اس عابد

و زاہد عالم حلیل کی تفسیحات میں سے ہے جس کے تقدس و تقویٰ نے ان کو مقدس اردبیلی بنایا ہے۔ آپ ان مقدسین میں سے ہیں جن کو یارِ امان نام نہاد علیہ السلام سے شرف بھلائی حاصل ہوا ہے اس کتاب میں حقیقتِ امام، ضرورت و وجود امام اور امام اول سے تا آخر انبیاؑ اور شہداءؑ قرآنی، اتنی ہی احادیث، ائمہ اثناعشر کی سوانح عمری، ان کے معجزات کا بس تصدیق